تذکرہ

حضرت شاہ جمال رحمۃ اللہ تعالیٰ

مؤرخ لاہور محمد دین کلیم

نذیر سنز پبلشرز
۴۰۔ اے اردو بازار، لاہور

541

Marfat.com

تذکرہ

حضرت شاہ جمال رحمۃ اللہ تعالیٰ

مؤرخِ لاہور محمد دین کلیم

نذیر سنز پبلشرز
۴۰۔اے اردو بازار، لاہور

Marfat.com

541

53162

پبلشرز : ــــــــــ نذیر حسین

نذیر سنز پبلشرز لاہور۔۲

مطبع : ــــــــــ زاہد بشیر پرنٹرز۔ لاہور

قیمت : ــــــــــ ۱۸ روپے

Marfat.com

عنوانات

عنوان	صفحہ
دیباچہ	۴
حضرت بابا شاہ جمال کے ابتدائی حالات	۱۲
آباؤ اجداد	۱۲
ولادت	۱۲
تعلیم و تربیت	۱۳
وُرود لاہور	۱۳
اس زمانہ کے سیاسی حالات	۱۴
شجرہ مرشدی سلسلہ سہروردیہ	۱۷
شجرہ قادریہ	۱۷
ملکی مذہبی حالت	۱۹
تعمیر دمدمہ	۲۲
کرامات	۲۲
مکان حضرت شاہ جمال جوڑے موری بازار	۲۴
حضرت شاہ کمالؒ سہروردی	۲۵
مدرسہ لاہور ملا کمالؒ کاشمیری	۲۸
وصال۔ مقبرہ	۳۰
محکمہ اوقاف	۳۱
شیخ غلام رسول قادری المعروف بہ سائیں بھورے شاہ	۳۳
دمدمہ کے قرب و جوار میں تاریخی آثار	۳۵
معاصرہ اولیائے لاہور	۳۸
خلفاء حضرت شاہ جمال قادری سہروردی	۵۹
حضرت شیخ فخر الدینؒ سہروردی	۵۹
حضرت پیر حسن شاہ ولی المعروف بہ حضرت حسو تیلیؒ	۶۰
کرامات حضرت پیر حسن شاہ ولیؒ وصال	۷۴
موجودہ خانقاہ و قبر	۷۷
محکمہ اوقاف	۷۹
مقام چلہ کشی حضرت شاہ جمالؒ	۸۱
معافیاں درگاہ حضرت شاہ جمالؒ	۸۱
وصال۔ مقبرہ	۸۲
چار دیواری خانقاہ عالیہ	۸۵
دیگر عمارات	
فری ڈسپنسری	۸۷
سکول	۸۷
قبرستان	۸۸
امورِ مذہبیہ کمیٹی	۸۹
مسجد	۱۰۹
عرس	۱۱۰
محکمہ اوقاف	۱۱۱
حضرت شاہ جمالؒ کے مزار پُر انوار پر حاضری دینے والے اصحاب	۱۱۲
کرامات بعد از وصال	۱۱۳
منقبت	۱۱۷
ماخذ	۱۱۸

Marfat.com

دیباچہ

اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیم۔
بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم۔

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم۔

خدائے ذوالجلال والاکرام کے فضل وکرم اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عنایت سے یہ ناچیز عاصی مُذنب محمد دین کلیمؔ قادری ابن حضرت میاں شہاب الدین قادری نور اللہ مرقدہٗ المتوفی ۱۹۶۵ء ابن حضرت میاں رحمت اللہ قادری م ۱۸۸۵ء ابن حضرت قاضی محمد عمرؒ بخش قادری م ۱۸۶۵ء ابن حضرت قاضی احمدؒ قادری م ۱۸۲۸ء اولیائے عظام اور صوفیائے کرام لاہور پر تقریباً ایک سَو ستّر کے لگ بھگ کُتب۔ کتابچے۔ پمفلٹ اور مقالہ جات تحریر کر چکا ہے۔ جن میں سے چند ایک کے نام اس طرح ہیں۔ مدینۃ الاولیا لاہور۔ لاہور میں اولیائے نقشبند کی سرگرمیاں۔ لاہور کے اولیائے چشت۔ لاہور کے اولیائے سہرورد۔ تذکرہ مشائخ قادریہ۔ تذکرہ حضرت داتا گنج بخشؒ لاہوری۔ تذکرہ حضرت پیرؒ مکیؒ لاہوری۔ تذکرہ حضرت شاہ چراغؒ گیلانی لاہوری۔ سوانح حضرت عبداللہؒ شاہ بلوچ مزنگوی قدیم لاہور۔ لاہور کے قرآنی نوادرات۔ حضرت بی بی پاکدامناں لاہور کی تاریخی حیثیت۔ مدینۃ الاولیالاہور اور حضرت مجددؒ الف ثانیؒ مرکز علوم اسلامیہ لاہور اور ملا عبدالحکیم سیالکوٹیؒ۔ شیخ عبدالحق محدثؒ دہلوی کا لاہور سے روحانی تعلق۔ امام اہلسنت شاہ احمد رضا خانؒ کا لاہور پر فیضان۔ تذکرہ حافظ برکت علیؒ قادری۔ تذکرہ حضرت میاں میرؒ فاروقی قادری۔ غزنوی عہد کے لاہوری صوفیا و علماء لاہور کے قدیم دینی مدارس۔ سوانح حضرت جان محمدؒ حضوری۔ تذکرہ حضرت گھوڑے شاہؒ لاہوری۔ حضرت مولانا نبی بخشؒ حلوائی اور ان کا عہد۔ لاہور میں کاشی کاری کا ارتقاد

Marfat.com

زوال۔ حضرت پیر سیال لاہور میں۔ لاہور عہد اکبری میں۔ لاہور عہد بابر میں۔ نعت گویان لاہور۔ بزرگان لاہور کا نعتیہ کلام۔ تحریک پاکستان میں علماء لاہور کا حصہ۔ حضرت مجدد الف ثانی کا لاہور سے رابطہ۔ حضرت امیر ملتؒ کی لاہور میں آمد۔ علامہ اقبال کے معززین لاہور سے روابط۔ لاہور میں نقاشی کی کہانی۔ حضرت خواجہ غریب نوازؒ لاہور میں۔ عہد ناظمان لاہور کی یادگاریں۔ کشف المحجوب کے قدیم وجدید نسخہ جات۔ شہنشاہ جہانگیر اور لاہور۔ شہزادہ دارا شکوہ قادری کا لاہور سے عشق۔ لاہور کی تاریخی مساجد۔ لاہور میں عید میلاد النبی کی تقریبات وجلوس۔ لاہور میں عرس غوث الاعظمؒ کی تقریبات وجلوس۔ سوانح حضرت شیخ عبداللہ قادریؒ شطاری باغبان پوری۔ لاہور میں شاہجہانی دور کی مساجد۔ باغبانپورہ کی قدیم تاریخی مساجد۔ لاہور کے متنازعہ فیہ آثار قدیمہ۔ لاہور کی عید کا تاریخی پس منظر۔ لاہور کے قابل مرمت مزارات و آثار قائداعظم لاہور میں۔ لاہور کی قدیم وجدید عیدگاہیں۔ لاہور میں عہد مغلیہ سے قبل کے آثار۔ لاہور میں قائداعظم کی قیام گاہیں۔ تاجدار مدینہؐ کا بچپن۔ دنیا کے نامور صدیقی بزرگ۔ حضرت شاہ عنایت قادریؒ اور آپ کے معاصر اولیائے لاہور۔ اولیائے لاہور کی کرامات۔ قطب الارشاد لاہور۔ جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں لاہور کا کردار۔ لاہور کے چشت اہل بہشت۔ لاہور میں مسجد نبوی کے نمونے وغیرہ وغیرہ۔

ناپ تول میں کمی

انبیائے کرام کی تاریخ میں سب سے پہلے ہمیں ناپ تول کی کمی کے بارے میں حضرت شعیب علیہ السلام کا زمانہ نظر آتا ہے جو ۲۰۰۰ ق م سے ۱۰۰۰ ق م تک محیط ہے۔ حضرت شعیب علیہ السلام مدین میں رہائش رکھتے تھے۔ یہ قصبہ مختلف شاہراہوں پر ایک اہم تجارتی مرکز تھا۔ اور بے حساب غلہ یہاں کی منڈیوں میں آتا جاتا تھا۔ اسی لیے یہاں کے لوگوں کو کم تولنے اور کم ماپنے کی عادت پڑ گئی تھی۔ حضرت شعیبؑ علیہ السلام نے ان کو اس مذموم فعل سے منع کیا۔ مگر وہ لوگ باز نہ آئے۔ بلکہ آپ کا تمسخر اڑایا۔ "تاریخ ارض القرآن"، مصنفہ سید سلیمان ندوی میں مرقوم ہے۔ کہ یہی زمانہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تھا۔ جب مدین کے لوگ نبی کی ہدایت پر عمل

Marfat.com

نہ کر سکے۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حکم سے قوم مدین کے تمام مرد۔ بچے اور منکوحہ عورتیں قتل کر دی گئیں ۔ اور تبیس ہزار کنواری لڑکیاں لونڈیاں بنالی گئی۔ اس طریق پر یہ کم تولنے اور کم ماپنے والے لوگ دنیا سے نیست و نابود کر دیئے گئے۔

اور پھر جب خاتم النبیین۔ رحمت العلمین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم اس دنیا میں تشریف لائے۔ تو خداوند قدوس کا آخری کلام قرآن مجید آپ پر حضرت جبریل علیہ السلام کی معرفت نازل ہوا۔ تو اس کلام پاک کی چند آیات بینات کم ناپ تول کے بارے میں ملاحظہ ہوں۔

آٹھواں سیپارہ (وَلَوْاَنَّنَا)۔ سورت الْاَنْعَام۔ آیت ۱۵۲۔

"اور پورا کرو ناپ تول انصاف کے ساتھ۔ ہم نہیں تکلیف دیتے کسی کو مگر اس کی طاقت کے برابر۔"

بارھواں سیپارہ (وَمَامِنْ دَابَّۃٍ) سورت ہُوْدٌ۔ آیت ۸۴۔۸۵

"اور اہل مدین کی طرف (ہم نے) ان کے بھائی شعیبؑ کو بھیجا۔ آپ نے کہا۔ اے (میری قوم) عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی۔ نہیں ہے تمہارا کوئی خدا اس کے بغیر۔ اور نہ کمی کیا کرو۔ ناپ اور تول میں۔ میں دیکھتا ہوں تمہیں کہ تم خوشحال ہو۔ اور میں ڈرتا ہوں کہ کہیں تم پر اس دن کا عذاب نہ آ جائے۔ جو ہر چیز کو گھیرنے والا ہے۔ اور اے میری قوم پورا کیا کرو ناپ۔ اور تول کو انصاف کے ساتھ اور نہ گھٹا کر دیا کرو لوگوں کو ان کی چیزیں اور نہ پھرو زمین میں فساد برپا کرتے ہوئے۔"

پندرھواں سیپارہ (سُبْحٰنَ الَّذِیْ) سورت بنی اسرائیل۔ آیت ۳۵

"اور پورا پورا ناپو۔ جب تم کسی چیز کو ماپنے لگو۔ اور تولو تو ایسے ترازو سے تولو جو بالکل درست ہو۔ یہی طریقہ بہتر ہے۔ اور اس کا انجام بھی بہت اچھا ہے۔"

ستائیسواں سیپارہ (قَالَ فَمَا خَطْبُکُمْ)۔ سورت الرحمٰن۔ آیت ۸۔۹

"اور آسمان اس نے بلند کیا۔ اور میزانِ عدل قائم کیا۔ تاکہ تم تولنے میں زیادتی نہ کرو۔ اور وزن کو ٹھیک رکھو انصاف کے ساتھ اور تول کو

Marfat.com

کم نہ کرو"

تیسواں پارہ (عمّ) سورت المُطَفِّفِين - آیت ۱ تا ۶

"تباہی ڈنڈی مارنے والوں کے لیے جو لوگوں سے لیتے ہیں۔ تو پورا پورا تولتے ہیں۔ اور جب ان کو ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں۔ تو انہیں گھاٹا دیتے ہیں۔ کیا یہ لوگ نہیں سمجھتے۔ کہ ایک بڑے دن یہ اُٹھا کر جانے والے ہیں۔ اس دن جب کہ سب لوگ رب العلمین کے ساتھ کھڑے ہونگے"

اِن آیات میں اللہ تعالیٰ نے نہایت واضح اور سخت الفاظ میں اہل اسلام کو تنبیہہ فرمائی ہے۔ کہ اگر تم لوگ فلاح چاہتے ہو۔ اور اُخروی انعامات سے سرفراز ہونا چاہتے ہو۔ تو اس قبیح اور مذموم فعل سے کنارہ کشی کرلو۔ اور کسی حالت میں بھی انصاف کا پلڑا اپنے ہاتھ سے خراب نہ کرو۔

غوث صمدانی قطب ربانی شیر یزدانی غوث الاعظم شیخ سید عبد القادر جیلانیؒ اپنی تالیف "فتوحُ الغیب" میں "بازار میں داخل ہونے کے بیان" میں فرماتے ہیں۔ اہل اسلام احکام الٰہی کی تعمیل۔ نماز جمعہ اور نماز باجماعت کے لیے بازاروں میں سے گزرتے ہیں۔ بعض لوگ ایسے ہیں۔ جو بازار میں آتے ہیں۔ تو دل نشینی کی چیزیں اور لذات و شہوات میں پھنس جاتے ہیں۔ ان کے مقدر میں ہلاکت ہوجاتی ہے۔ ان میں سے۔ بعض اپنے نفس کے خلاف جہاد کرکے اپنی خواہشات پر قابو پالیتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے لیے بڑا ثواب مقرر فرماتا ہے۔ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ جو بازار میں داخل ہو کر لوگوں کے حق میں خدا سے دعا کرتے ہیں۔ ان کی آنکھ روتی ہے اور زبان حمد و ثنا کرتی ہے یہی لوگ شہروں میں بندوں پر کوتوال ہوتے ہیں۔ انہی کو ہی عارف۔ ابدال۔ زاہد۔ رجال الغیب اور نیکی کا سفیر کہا جاتا ہے۔ ایسے اصحاب دنیا کے لیے اکسیر ہوتے ہیں"

چونکہ بازاروں میں لین دین ہوتا ہے۔ جس سے لوگوں کے اخلاقِ عالیہ کا پتہ لگتا ہے۔ اسی لیے حضور غوث پاکؒ نے بازار کے جرائم کی کس طرح نشاندہی فرمائی۔ اور اِن جرائم سے رُکنے کی تاکید فرمائی۔

"فوائد الفواد"۔ مرتبہ حضرت میر حسن سجزی المشہور بہ خواجہ حسنؒ دہلوی المتوفی ۷۳۵ھ میں حضرت خواجہ نظام الدینؒ اولیاء محبوب الٰہی کے ملفوظات درج ہیں۔ ۱۳۱۴ء

Marfat.com

کے ملفوظات میں اس مجلس کی گفتگو باعث عبرت ہے، ملاحظہ فرمائیے۔

"آپ نے (حضرت سیّد نظام الدین اولیاء خلیفہ حضرت فرید الدین گنج شکرؒ) فرمایا۔ کہ لاہور کی تباہی کی وجہ یہ منحوس بات تھی۔ کہ ان دنوں لاہور کے بعض سوداگر گجرات (کاٹھیاوار) کی طرف مال تجارت لے کر گئے۔ ان دنوں گجرات پر ہندوؤں کی حکومت تھی۔ جب ہندوؤں نے اس کپڑے کو۔ جو لاہور سے سوداگر لے کر گئے تھے۔ خریدنا چاہا۔ تو ان سوداگروں نے کپڑے کی قیمت زیادہ بتلائی۔ مثلاً جس کپڑے کی قیمت دس درہم تھی۔ اس کی قیمت بیس درہم بتائی۔ اور جس کی قیمت بیس درہم تھی۔ اس کی چالیس درہم بتائی۔ اس طرح ہر کپڑے کی قیمت دوگنا بتائی۔ بعد ازاں ان کپڑوں کو ان کی اصلی قیمت پر فروخت کر دیا۔ یعنی جو قیمتیں بتائی تھیں۔ ان سے نصف پر فروخت کر دیا۔ گجرات کے ہندوؤں کے ہاں یہ طریقہ نہ تھا۔ کہ وہ جس سامان کو فروخت کرنا چاہتے تھے۔ اس کی ٹھیک ٹھیک قیمت بتاتے تھے۔ اور مقررہ دام ہی بتاتے تھے۔ الغرض جب گجرات کے ہندوؤں نے یہ خرید و فروخت کا کاروبار دیکھا۔ تو ان میں سے ایک نے سوال کیا۔ کہ تم کس شہر کے رہنے والے ہو۔ انہوں نے بتایا کہ ہم لاہور کے ہیں۔ اس ہندو نے کہا۔ کہ تمہارے ہاں شہر میں اسی طرح لین دین ہوتا ہے۔ لاہور کے سوداگروں نے کہا۔ کہ ہاں اسی طرح۔ اس کے بعد اس ہندو نے کہا۔ کہ کیا وہ شہر اب تک آباد ہے؟ انہوں نے کہا۔ کہ ہاں آباد ہے۔ ہندو کہنے لگا۔ کہ وہ شہر جہاں اس طرح کا کاروبار ہوتا ہے آباد نہیں رہ سکتا۔

چنانچہ یہ سوداگر واپس ہوئے۔ تو ابھی راستے ہی میں تھے۔ کہ تاتاریوں نے لاہور پر حملہ کر دیا۔ اور لاہور کو تاخت و تاراج اور تباہ و برباد کر کے رکھ دیا۔"

حضرت شاہ جمالؒ جب لاہور تشریف لائے۔ تو آپ نے بھی لوگوں کو ہدایت کی۔ کہ وہ کم نہ تولیں اور نہ کم ناپیں۔ چنانچہ جب حضرت پیر حسن شاہؒ ولی آپ کی خدمتِ اقدس میں پہنچے۔ اور بتایا۔ کہ وہ چوک جھنڈا میں غلہ فروشی کا کام کرتے ہیں۔ تو آپ نے ارشاد

Marfat.com

فرمایا۔ کہ منڈی مذکور میں دکاندار کم تولتے ہیں۔ اس لیے اُس سے اجتناب کرنا چنانچہ آپ نے اُن سے بیعت کرلی۔ اور پھر ساری عمر اپنے مرشد کے حکم کی تعمیل کرتے رہے۔ اور لوگوں کو بھی یہی نصیحت کرتے رہے۔ اس کا اثر یہ ہوا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے رزق میں بے پناہ برکت دی۔ یہاں تک کہ آپ نے غلہ تولنے کے باٹ اور ترازو سونے کے بنوا لیے۔ جو ان کی نیک نیتی اور صدق دلی کی دلیل تھی۔ مزید براں آپ کا نصب شدہ جھنڈا آج تک قائم ہے۔ جو آپ کی ایمانداری۔ نیک نیتی فرمان خداوندی اور احکام رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مظہر ہے۔

یہاں یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے۔ کہ گزشتہ ایک ہزار سال سے اہالیان لاہور کی ہدایت کے لیے سرزمین حجاز۔ عراق ایران۔ توران۔ شام۔ ترکستان وغیرہ اسلامی ممالک سے ہزارہا اولیائے کرام وصوفیائے عظام تشریف لائے۔ جن میں سے چند ایک کے اسمائے گرامی اس طرح ہیں۔ حضرت سید علی بن عثمان ہجویری المعروف بہ داتا گنج بخش۔ حضرت پیر مکی۔ حضرت حسین زنجانی۔ حضرت شیخ عبدالجلیل چوہڑ بندگی۔ حضرت موسیٰ آہنگر۔ حضرت حافظ محمد اسماعیل المعروف بہ میاں وڈا۔ حضرت شیخ ابو اسحاق قادری۔ حضرت شاہ ابو المعالی۔ حضرت میاں میر۔ حضرت ملا شاہ۔ حضرت خواجہ خاوند محمود المعروف بہ حضرت ایشان۔ حضرت موج دریا بخاری۔ حضرت شاہ جمال۔ حضرت طاہر بندگی۔

ان بیرون شہر آنے والوں بزرگان کرام نے لوگوں کو رشد و ہدایت کا راستہ دکھایا۔ مگر جو لوگ ان کے بتلائے ہوئے راستے پر چلے۔ انھوں نے اُخروی ثواب حاصل کرلیا۔ اور جن لوگوں نے ان بزرگان کے فرمودات اور ارشادات کو سننے کے بعد بھی عمل نہ کیا۔ ان کا کوئی نام تک نہیں جانتا۔

اور پھر وہ دن بھی آئے۔ کہ حملہ آوروں نے اس شہر کو خوب لوٹا کھسوٹا۔ آگ لگائی۔ مرد و زن قتل کیے۔ تباہی و بربادی کے مکمل سامان کیے۔ سونا چاندی اور زیورات وغیرہ چھین کرلے گئے۔ اور ان نافرمان لوگوں کے حصے میں نامرادی اور ناکامی آئی۔ ان حملہ آوروں میں

تاتاری۔ نادر شاہ درانی۔ احمد شاہ ابدالی۔ رنجیت سنگھ وغیرہ شامل تھے۔ جنہوں نے اس شہر قدیم کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔

Marfat.com

"تذکرہ حضرت شاہ جمالؒ قادری سہروردی" راقم الحروف نے جناب نذیر حسین صاحب مالک نذیر سنز ۴۰۔ اے۔ اردو بازار۔ لاہور کے ایما پر تحریر کیا ہے۔ کیونکہ آپ کو بزرگانِ لاہور بالخصوص حضرت شاہ جمالؒ قادری سہروردی سے بے پناہ عقیدت و ارادت ہے۔ اور ان کا یہ جذبہ میرے لیے اِس کتاب کی تکمیل کا باعث بنا۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر سے نوازے۔

جناب نذیر حسین صاحب کے والد بزرگوار میاں محمد یعقوب المتوفی ۱۹ء مدفون قبرستان بی بی پاک دامناں ایمپریس روڈ لاہور جو ایک نہایت نیک دل اور بزرگ تھے۔ انہوں نے اپنی اولاد کی تربیت نہایت اعلیٰ دینی ماحول میں کی۔ ان کو بھی بزرگانِ لاہور سے کمال عشق تھا۔ جو ورثتاً اُن سے ان کو ملا۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ اور اعلیٰ علیّین میں جگہ مرحمت فرمائے۔ یہ تذکرہ پڑھتے وقت قاری حضرات بھی ان کو دعائے مغفرت سے یاد کریں۔

حضرت شاہ جمال قادریؒ سہروردی پر بہت کم مواد میسّر آتا ہے۔ کسی کتاب میں بھی آپ کے حالات دو چار صفحات سے زیادہ نہیں ملتے۔ راقم الحروف نے اپنی ذاتی لائبریری۔ پنجاب یونیورسٹی لائبریری۔ پنجاب پبلک لائبریری اور دیال سنگھ لائبریری سے استفادہ کیا۔ اور جو کچھ بھی جہاں سے حاصل ہو سکا۔ اکٹھا کیا۔ مزید برآں رقم الحروف کئی دن مقبرہ حضرت شاہ کمالؒ۔ مقبرہ حضرت شاہ کمالؒ۔ مزار حضرت پیر حسنؒ شاہ ولی المعروف بہ حضرت حسّو تیلیؒ پر حاضر ہوتا رہا۔ اور وہاں کی معلومات بھی حاصل کیں۔ اور جو کچھ میسّر آیا۔ درج کتاب کر دیا۔ اسی تلاش و تحقیق کے دوران اندرون شہر بھی گیا۔ اور مقامات کی زیارت کی۔

اس کتاب کی تدوین و ترتیب میں راقم الحروف کی کئی ایک خامیاں اور کوتاہیاں بھی ہوں گی۔ جو کہ بدنیتی پر مبنی نہیں ہیں۔ راقم الحروف بذات خود ہر مقام پر حاضر ہوا۔ قدیم و جدید کتب دیکھیں۔ اور جو کچھ میسّر آیا۔ وہ قارئین کرام کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں اور اگر کہیں کوئی کوتاہی یا لغزش ہو گئی ہو۔ تو اس سے مطلع فرمائیں۔ تاکہ اس کو آئندہ ایڈیشن میں دُرست کر دیا جائے۔ یاد رہے۔ کہ تین سو سال کے بعد حضرت شاہ جمالؒ قادری سہروردی پر یہ پہلی کوشش ہے۔ جس

Marfat.com

میں کوئی سقم بھی رہ سکتا ہے۔ بہرحال اہل علم اور اہل بصیرت حضرات کے تعاون سے اس کی درستی ہو سکتی ہے۔

علاوہ ازیں راقم الحروف ماسٹر ارشاد احمد خان اور قاری محمد یونس آتش کا بھی مشکور ہے۔ کہ انہوں نے مجھے کئی ایک معلومات فراہم کیں۔ اور آستانہ عالیہ دکھانے میں تعاون کیا۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَاتِہٖ وَاَهْلِ بَیْتِہٖ وَاَحْبَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۝ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ۝

مؤرخہ ۲ جون ۱۹۸۴ء
۱۔ رمضان المبارک
۱۴۰۴ھ

خاکپائے اہل اللہ
محمد دین کلیم قادری
۱۶۔ برنی سٹریٹ۔ گڑھی شاہو۔ لاہور۔ ۵

Marfat.com

حضرت بابا شاہ جمالؒ کے ابتدائی حالات

حضرت بابا شاہ جمالؒ قادری سہروردی کے حالاتِ زندگی کسی قدیم تذکرہ میں موجود نہیں ہیں۔ آپ اور حضرت شاہ کمالؒ دونوں حقیقی بھائی تھے۔ آپ کے والد گرامی قدر کا اسمِ مبارک حضرت مولانا عبدالواحد درج ہے۔ مگر ایک نئے تذکرہ نویس نے آپ کے والد ماجد کا نام عبداللہ لکھا ہے۔ بہرحال یہ ایک حقیقت ہے کہ آپ کشمیر میں تولد ہوئے۔ پھر سیالکوٹ میں علم حاصل کیا۔ اور پھر مدینۃ الاولیاء لاہور تشریف لائے۔

آباؤ اجداد

آپ کے آباؤ اجداد کشمیر میں رہتے تھے۔ پھر حاکم کشمیر سے کسی بات پر ناراض ہو کر سیالکوٹ چلے آئے۔ آپ کے آباؤ اجداد میں سے قاضی جمال الدین بڈشاہی کی اولاد میں سے تھے۔ جو کشمیر میں ایک ذی وقار اور ذی وجاہت خاندان تھا۔ اور جن کی علمیت اور قابلیت کا ایک زمانہ معترف تھا۔

ولادت

تذکرہ اولیائے ہندوپاکستان میں کسی تذکرہ میں آپ کی ولادت کا سن تحریر نہیں کیا گیا۔ البتہ کئی ایک کتب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ کی عمر کافی لمبی تھی۔ ایک اندازے کے مطابق آپ کی ولادت ۹۶۶ھ مطابق ۱۵۵۹ء عہد اکبری میں ہوئی اور تقریباً ۹۹۵ھ مطابق ۱۵۸۶ء کے اندازے میں آپ لاہور تشریف لائے ہوں گے۔ اور رشد و ہدایت اور تلقین و ارشاد کا سلسلہ شروع کیا ہوگا۔

Marfat.com

تعلیم و تربیت

آپ نے اپنی زندگی کے ابتدائی دور میں علم حاصل کرنے کے لیے توجہ نہ فرمائی۔ ایک دن کا واقعہ ہے کہ آپ گلی میں کھیل رہے تھے۔ کہ ایک درویش کامل کا اس طرف سے گزر ہوا۔ اُس نے آپ کو اپنے نزدیک بلایا۔ پیار کیا۔ اور ۔۔یا۔ کہ اچھے بچے اپنی زندگی کے ابتدائی ایام کھیل کود میں ضائع نہیں کرتے۔

۔ں دن سے آپ نے حصولِ علم کے لیے کوشش شروع کر دی۔ ایک دینی مدرسہ میں داخلہ لے لیا۔ باقاعدہ درس سے دینی علم حاصل کیا۔ اور اس میں کمال حاصل کیا۔ آپ کے برادر حضرت شاہ کمالؒ ایک زبردست عالم تھے۔ مگر آپ صوفیانہ مزاج کے حامل تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کو اولیائے کرام کی صف میں شمار کیا جاتا ہے۔

وُرودِ لاہور

جیسا کہ قبل ازیں تحریر کیا جا چکا ہے۔ کہ آپ کی لاہور میں آمد ایک محتاط اندازے کے مطابق ۹۹۵ھ مطابق ۱۵۸۷ء ہے۔ یہ شہنشاہ اکبر کا دورِ حکومت تھا۔ اور اس عہد میں بڑے بڑے عالم فاضل لاہور میں اقامت گزیں تھے۔ نیز صوفیائے کرام کا تو شمار ہی نہ تھا۔ جن میں سے چند ایک کے حالات اس کتاب میں درج کیے گئے ہیں۔ شہزادہ دارا شکوہ قادریؒ اپنی تصنیف "سفینۃ الاولیا" میں لکھتا ہے کہ لاہور ایک معزز اور ممتاز شہر ہے۔ اس جیسا اور کوئی شہر روئے زمین پر موجود نہیں ہے۔ آج کل (عہد شاہجہان) یہ شہر اولیائے کرام کا مرکز بنا ہوا ہے۔ ان گنت اولیائے کرام اور صوفیائے عظام کے مقابر موجود ہیں۔ وہ مزید لکھتا ہے کہ اس شہر قدیم میں بے شمار حفاظ کرام ہیں"۔

عہد شاہجہانی کا معروف مؤرخ منشی سبحان رائے مصنف "خلاصۃ التواریخ"

Marfat.com

لکھتا ہے۔

" بے شائبہ تکلف شہریت بزرگ و مصریست سترگ . در وسعت و آبادی و انبوہ مردم مانند ایں مصر کم نشاں دہند۔۔۔۔۔۔ در ہر کوچہ و بازار مساجد بسیار از بسیار است "

ترجمہ: یعنی کسی تکلف کے بغیر یہ ایک بہت بڑا شہر ہے. اور اس کی وسعت و آبادی اور لوگوں کی رونق کے مقابلے میں اور کم نشان ملتا ہے۔۔۔۔۔۔ ہر کوچہ و بازار میں زیادہ سے زیادہ مساجد ہیں "

گویا شہنشاہ جلال الدین اکبر۔ شہنشاہ نور الدین جہانگیر اور شہاب الدین شاہجہان صاحب قرآن کے عہد میں لاہور علم و فضل کا ایک زبردست گہوارہ تھا۔ جہاں ملک اور بیرونِ ملک سے طالبعلم تعلیم حاصل کرنے کے لیے آتے تھے۔ اور فیوض و برکات پاتے تھے. تو یہی وہ مبارک عہد تھا. جب حضرت شاہ جمالؒ قادری سہروردی لاہور تشریف لائے . بے شمار علمائے کرام و صوفیائے عظام سے ملے۔ اور پھر بے حساب لوگوں کو دینِ اسلام کی طرف راغب کیا۔ اور ترویج و اشاعت اسلام کے لیے تقریباً نصف صدی میں بہت کام کیا۔ آپ نے لاہور تشریف لاکر اصلاح معاشرہ کے لیے لوگوں کو اس کی طرف خصوصی توجہ دلائی. کہ کم تولنا. کم ماپنا. کذب بیانی۔ دروغ گوئی وغیرہ معاشرتی خرابیوں سے ہر قیمت پر اجتناب کریں تاکہ قیامت کے روز اُن کے اعمال صالحہ کی بنا پر ان کی نجات ہو سکے۔

اس زمانہ کے سیاسی حالات

جس زمانے میں آپ لاہور تشریف لائے تھے۔ ان دنوں اکبر کی حکومت تھی۔ اور جب وہ ۱۶۰۵ء میں وفات پا گیا۔ تو جہانگیر تخت نشین ہوا۔ ابھی اس کو تخت نشین ہوئے آدھا سال بھی نہ ہوا تھا. کہ اس کے بڑے بیٹے خسرو نے باپ کے خلاف بغاوت کی۔ اور لاہور پہنچ کر لڑائی کی تیاریاں کرنے

لگا۔ چنانچہ یہاں لاہور میں دریائے راوی کے کنارے لڑائی ہوئی۔ جہانگیر خود لاہور پہنچ چکا تھا۔ لڑائی میں خسرو کو شکست ہوئی اور گرفتار ہوا۔ خسرو کو ہتھکڑی اور بیڑیاں ڈال کر بمعہ اس کے دو ساتھیوں حسین بیگ اور عبدالرحیم کو پیش کیا گیا۔ بادشاہ نے حسین بیگ کو گائے کی تازہ کھال اور عبدالرحیم کو گدھے کی تازہ کھال میں بند کر کے گدھوں کے اوپر لاد کر شہر میں پھرایا۔ جس سے وہ مر گئے۔ پھر بادشاہ نے حکم دیا۔ کہ باغ دری مرزا کامران سے شاہی قلعہ تک سڑک کے دو طرفہ سولیاں نصب کی جائیں۔ اور خسرو کے سات سو ساتھیوں کو سُولی پر لٹکا دیا جائے۔ خسرو کو آہنی زنجیروں میں جکڑ کر ان دو رویہ نصب کردہ پھانسیوں کے درمیان میں سے گزارا گیا۔ اور قتل کر دیا گیا۔ ان ایام میں جہانگیر ایک سال شاہی قلعہ لاہور میں مقیم رہا۔ ۱۶۱۶ء میں لاہور میں ایک وبا پھیلی۔ جس سے بے شمار لوگ ہلاک ہو گئے۔ مزید برآں اس نے شاہی قلعہ میں کچھ عمارات بنانے اور دیگر احکامات جاری کیے۔ ۱۶۲۲ء میں تو جہانگیر نے اکبر کی طرح لاہور کو اپنا دارالحکومت بنا لیا۔ اور ۱۶۲۷ء میں جب وہ بحالیٔ صحت کے لیے کشمیر گیا۔ تو راجوری کے مقام پر فوت ہو گیا۔ چنانچہ اس کی لاش لاہور لائی گئی۔ اور اس کو شاہدرہ میں ایک عالیشان مقبرہ میں دفن کیا گیا۔ اس وقت نورجہاں کا داماد اور جہانگیر کا بیٹا شہریار لاہور میں ہی تھا۔ اس نے ایک ہفتہ میں سات لاکھ روپیہ خرچ کر کے ایک فوج بنالی اور اپنی بادشاہت کا اعلان کر دیا۔ شاہجہان نورجہان کے بھائی آصف خان کا داماد تھا۔ اس نے در پردہ خسرو مرحوم کے بیٹے شہزادہ داور بخش جو لاہور میں تھا۔ کی بادشاہت کا اعلان کر دیا۔ یعنی آصف خاں اپنے داماد کی حمایت کرنے لگا۔ اور اس کی بہن نورجہان اپنے داماد شہریار کی حمایت کرنے لگی۔ اس وقت لاہور میں سخت افراتفری اور بدانتظامی تھی۔ چنانچہ داور بخش اور شہریار کی فوجوں میں لڑائی ہوئی۔ جس میں شہریار کو شکست ہوئی۔

Marfat.com

وہ گرفتار ہوا تو اس کی آنکھیں شاہی قلعہ لاہور میں لاکر نکلوا دیں۔ اور داور بخش کی بادشاہت کا اعلان کر دیا۔ جو کہ ایک وقتی فریب تھا۔ اُدھر آصف خاں نے لاہور سے شاہجہان کو بذریعہ قاصد اطلاع دے دی۔ اس نے آصف خاں کو حکم دیا کہ لاہور میں جس قدر شہزادے ہیں سب کو ختم کر دیا جائے۔ چنانچہ اس نے سب شہزادوں کو گرفتار کر لیا۔ اور ان کو شاہی قلعہ لاہور میں ایک ہی رات قتل کر دیا گیا۔ ان کے نام یہ ہیں۔ (۱) شہزادہ داور بخش پسر خسرو (۲) گرشاشپ پسر سلطان خسرو (۳) شہریار داماد نورجہاں۔ (۴) طہمورس پسر سلطان دانیال پسر اکبر (۵) طہموسپ پسر سلطان دانیال پسر اکبر۔ اور ان سب شہزادوں کو قتل کر کے ان کی لاشیں دہلی روانہ کر دی گئیں۔ اور شاہجہان کی بادشاہت کا اعلان کر دیا گیا۔ آصف خاں اور نورجہاں نے لاہور میں وفات پائی۔ اور یہیں ان کے مقبرے بنے۔ اس زمانہ میں جہاں لاہور میں بے شمار عمارات تعمیر کی گئیں۔ وہاں شاہی قلعہ لاہور میں بھی بہت سی اعلیٰ قسم کی تبدیلیاں کی گئیں۔ شیش محل اور نولکھا اسی عہد کی یادگاریں ہیں۔ شالامار باغ بھی اسی زمانہ میں تعمیر ہوا۔ جہاں شاہجہان کے زمانہ میں بے شمار عمارات و مساجد تعمیر ہوئیں۔ وہاں بے شمار علماء فضلا بھی دینی مدارس اور خانقاہیں قائم کر کے علوم اسلامیہ کی ترویج و اشاعت میں مصروف رہے۔ شہزادہ دارا شکوہ نے بھی اسی زمانہ میں لاہور میں اپنے محلات تعمیر کیے۔ اور صوفیائے کرام کے ساتھ ملنے لگا۔ حضرت ملا شاہ بدخشانیؒ قادری۔ حضرت میاں میرؒ قادری اور حضرت شاہ بلاولؒ قادری سے تو وہ کئی دفعہ ان کی خانقاہوں میں جا کر ملا۔ جہانگیر اور شاہجہان بذات خود بھی صوفیائے کرام کے حامی تھے۔ انہوں نے لاہور کے کئی ایک صوفیائے کرام کی خانقاہوں کے لیے گراں قدر عطیات دیئے۔ جہاں سے حاجتمند۔ مسافر اور غریب لوگ دو وقتہ کھانا کھاتے تھے۔ تو گویا جہاں یہ زمانہ ایک طرف بادشاہت حاصل کرنے کے لیے قتل و غارت کا تھا۔ وہاں دوسری طرف

Marfat.com

صوفیائے کرام اپنے مقصدِ حیات کو سامنے رکھ کر ترویج و اشاعت اسلام کر رہے تھے نیز اصلاح معاشرہ کی طرف خصوصی توجّہ دیتے تھے۔

شجرہ مُرشدی سلسلہ سُہروردیہ [1]

مولوی نور احمد چشتی مصنّف "تحقیقات چشتی" نے آپ کا مرشدی سلسلہ اس طرح تحریر کیا ہے۔

حضرت شاہ جمالؒ مرید حضرت مخدوم لکھراؒ بیگ مرید حضرت شاہ شرفؒ مرید حضرت معروف شاہؒ مرید حضرت جعفر دینؒ مرید حضرت نیہ دینؒ مرید حضرت شاہ شہاب الدین سہروردیؒ مرید ابو القاسم حضرت جنیدؒ بغدادی مرید حضرت سری سقطیؒ مرید حضرت معروف کرخی مرید حضرت حبیبؒ عجمی مرید حضرت داؤدؒ طائیؒ مرید حضرت خواجہ حسنؒ بصری خلیفہ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ خلیفہ چہارم۔

مُرشدی شجرہ قادریہ

مصنف "تحقیقات چشتی"، ۱۸۶۰ء کے قریب لکھتا ہے۔ کہ سنگِ مرمر کے ایک ٹکڑے پر جس کا طول چہار اِنچ اور عرض ۱۲ اِنچ نصب ہے۔ یہ عبارت کندہ ہے "چار دیواری جناب معلیٰ القاب حضرت شیخ جمال صاحب قادری قدس سرہٗ العزیز حسب منت فضل بخش طولعمرہٗ شیخ غلام مصطفیٰ المعروف نندا۔ تحریر بتاریخ

---

[1] (۱) مصنف "حدیقۃ الاولیا"، اس میں ردّ و بدل کرتا ہے۔ وہ لکھتا ہے فیۃ الدینؒ مرید شیخ جمال مرید شیخ صدرؒ الدین عارف خلیفہ حضرت بہاء الدین زکریاؒ ملتانی صاحبِ "ثمرۃ الاصفیا" لکھتے ہیں "شیخ بود جامع کمالات ظاہری و باطنی و جمال صوری و معنوی مظہر جلال و مصور کمال مرید شیخ لکھراؒ بود"۔ (۲) شمس العلماء خان بہادر سید محمد لطیف نے بھی اپنی انگریزی تالیف "ہسٹری آف لاہور" میں آپکو "حضرت شاہ جمالؒ قادری سہروردی لکھا ہے" اور مصنف "تحقیقات چشتی" نے بھی۔

Marfat.com

اول جمادی الاوّل ۱۲۴۵ھ مطابق ۱۸۳۰ء تعمیر یافت"، مگر اب یہ تختی موجود نہیں ہے۔

حضرت حافظ برکت علی قادریؒ لاہور نے جو حضرت شاہ جمالؒ کا سلسلہ عالیہ قادریہ کا شجرہ شریف سنگ مرمر کی ایک بڑی تختی پر لکھوا کر آپ کے سرہانے کی دیوار پر لگوایا ہے۔ وہ اس طرح ہے۔

حضرت شیخ غلام رسولؒ قادری مرید حضرت حافظ برکت علی قادریؒ...... حضرت شاہ جمالؒ قادری........ مرید حضرت سید احمد شرف الدینؒ مرید حضرت بہاء الدینؒ ابراہیم مرید حضرت شیخ مصطفیٰؒ گیلانی مرید حضرت شیخ محمدؒ مرید حضرت ؒ عبدالعزیزؒ مرید حضرت سید عبداللہؒ مرید حضرت سید عبدالقادرؒ مرید حضرت شیخ سلطانؒ مرید حضرت سید عبدالقادرؒ مرید حضرت سید عبدالرزاقؒ مرید حضرت شیخ محمودؒ مرید حضرت شیخ فرج اللہؒ مرید حضرت شیخ محمدؒ مرید حضرت شیخ شمس الدینؒ مرید سید شرف الدین قاسمؒ مرید سید محی الدینؒ یحییٰ مرید سید بدرالدین حسینؒ مرید سید علاء الدینؒ علی مرید سید شمس الدین محمدؒ مرید سید شرف الدین یحییٰؒ مرید سید شہاب الدین احمدؒ مرید حضرت سید ابی صالحؒ نصر مرید حضرت سید عبدالرزاقؒ مرید حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ مرید حضرت ابی سعید مبارکؒ مخزومی مرید حضرت شیخ ابوالحسنؒ ہنکاری مرید حضرت شیخ ابوالفرح طرطوسیؒ مرید حضرت شیخ عبدالواحدؒ تمیمی مرید حضرت شیخ ابوبکر شبلیؒ مرید حضرت شیخ جنیدؒ بغدادی مرید حضرت شیخ سری سقطیؒ مرید حضرت شیخ معروف کرخی مرید حضرت امام علی رضاؓ مرید حضرت امام موسیٰ کاظمؓ مرید حضرت امام جعفر صادقؓ مرید حضرت امام محمد باقرؓ مرید حضرت امام زین العابدینؓ مرید حضرت سید الشہداء امام حسینؓ خلیفہ امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ، خلیفہ حضرت خاتم النبیین رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

Marfat.com

ملک کی مذہبی حالت

یہ حقیقت ہے کہ آپ شہنشاہ جلال الدین اکبر کے عہد حکومت میں مدینۃ الاولیاء لاہور تشریف لائے تھے۔ تاکہ اسلامیان لاہور کی اخلاقی اور معاشرتی حالت سنواری جائے۔ جب آپ تشریف لائے تو شہنشاہ اکبر نے اپنے غلط مشیروں از قسم شیخ مبارک۔ ابوالفضل اور فیضی وغیرہ کے تعاون سے ایک نیا جھوٹا مذہب "دین الٰہی" جاری کر دیا تھا۔ جس میں دنیادار لوگوں نے اکبر سے بیعت کر لی۔ اس دین کے تمام عقائد اور اصول غیر اسلامی تھے۔ مثال کے طور پہ اُن کے چند عقائد درج ذیل ہیں۔

۱:۔ داڑھی منڈانا دین الٰہی کی ایک لازمی شرط تھی۔

۲:۔ غسل جنابت کو منسوخ قرار دیا گیا۔ اور زناشوئی کی کوئی ممانعت و سزا نہ تھی۔

۳:۔ شراب، قماربازی اور سوئر کے گوشت کو حلال قرار دیا گیا۔

۴:۔ بادشاہ کو ہر روز سجدہ واجب قرار دیا گیا۔ اور قشقہ لگانے کو مستحسن قرار دیا گیا۔

۵:۔ سورج کی پرستش دن میں چار دفعہ کرنی ضروری قرار پائی۔

۶:۔ رسم ختنہ کے متعلق حکم دیا گیا کہ بارہ برس سے کم عمر کے بچوں کا ختنہ نہ کیا جائے۔

۷:۔ اسلامی اعتقادیات مثلاً حساب و میزان۔ حشر و نشر اور منکر نکیر سے انکار کر دیا گیا۔ اور مسئلہ تناسخ کی ترویج و اشاعت پر زور دیا گیا۔

۸:۔ مُردہ کو "شرقاً غرباً دفن کرنے کی تبلیغ کی۔ خود اکبر مغرب کی طرف پاؤں کر کے سوتا تھا۔

۹:۔ گائے کو پوجنا۔ جنیئو پہننا۔ آگ پانی کی پوجا اور گائے کی پرستش اس مذہب کا ایک لازمی جزو تھا۔

Marfat.com

۱۰:- ملا عبدالقادر بدایونی اپنی مشہور زمانہ تصنیف "منتخب التواریخ" میں لکھتا ہے:- "کہ حالانکہ علامہ فیضی ایک متبحر عالم فاضل شخص تھا۔ اس نے قرآن مجید کی بے نقط تفسیر بھی لکھی۔ مگر اس قدر علم و فضل کے باوجود اس نے اکبر کی بیعت کر لی۔ اس قدر بد عقیدہ شخص تھا کہ فرائض کو حرام اور حرام باتوں کو شریعت اسلامیہ کی ضد میں حلال سمجھتا تھا۔ عقائد اسلام کے متعلق اس کا اہانت آمیز رویہ تھا۔ خباثت۔ ریاکاری اور حب جاہ و رعونت اس میں کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔"

۱۱:- یہ کلمہ بھی بنایا گیا کہ لا الٰہ الا اللہ اکبر خلیفۃ اللہ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اکبر ۱۶۰۵ء میں۔ جہانگیر ۱۶۲۷ء اور شاہجہان ۱۶۵۸ء تک سربر آرائے سلطنت رہے۔ حضرت شاہ جمالؒ ۱۵۹۶ء سے قبل ہی لاہور آچکے تھے۔ اکبر نے "دین الٰہی" کو اپنی موت تک نہ چھوڑا۔ جب وہ ۱۶۰۵ء میں فوت ہوا۔ تو امرائے سلطنت اور علمائے کرام نے جہانگیر کی تخت نشینی کے لیے اس شرط پر مدد کی۔ کہ وہ اکبر کے جاری کردہ تمام قوانین منسوخ کر دے۔ چنانچہ جہانگیر نے اس امر کا اعلان کر کے تخت حاصل کیا۔ اس کے بعد شاہجہان تخت نشین ہوا۔ تو اس نے بھی "دین الٰہی" سے بیزاری کا اعلان کیا۔ اس سے ظاہر ہے کہ حضرت شاہ جمال قادریؒ سہروردی لاہوری نے ان تینوں بادشاہوں کا زمانہ دیکھا ہے۔ چونکہ اکبر کے عقائد کا تمام ہندوستان میں چرچا ہو گیا تھا۔ دنیاداروں نے اس کی ارادت و عقیدت اختیار کی۔ مگر اولیائے کرام اور صوفیائے عظام نے اس کی سخت مخالفت کی۔ امام ربانی حضرت مجدد الفؒ ثانی نے تو اس کی ملک گیر مخالفت کی۔ جس کی پاداش میں آپ کو گوالیار کے قلعے میں بند کر دیا گیا۔ اور عہد جہانگیری میں آپ کو رہائی ملی۔ لازمی طور پر علماء و صوفیائے لاہور پر اس کا گہرا اثر پڑا۔ اور انہوں نے بھی اس دین کی مکمل مخالفت کی۔ چونکہ لاہور اس زمانہ میں علم و فضل کا ایک بہت بڑا مرکز تھا۔ ایران۔ ترکستان۔ افغانستان۔ خراسان اور دوسرے اسلامی ممالک سے جو مشائخ کرام آتے۔ لاہور ان کی پہلی منزل تھی۔

Marfat.com

اس وقت لاہور میں بڑے بڑے عالم تھے۔ اکبر نے ان پر اپنا اثر ورسوخ استعمال کرنا چاہا۔ ان کو جاگیریں دینے کا اعلان کیا۔ مگر علمائے لاہور نے اس کی شدید مذمت کی۔ جس پر اکبر اور اس کے بے دین وزراء نے کئی ایک نامی گرامی علمائے لاہور کو دور دراز مقامات پر قاضی مقرر کر دیا۔ تاکہ یہ لوگ منتشر ہو جائیں۔ اور بادشاہ کی بدعقیدگی اور بے دینی کی نشر و اشاعت نہ کر سکیں۔ نیز ان کو سزائیں بھی دی گئیں۔ شیخ سعد اللہ بنی اسرائیلی لاہوری کو اکبر نے بلا کر لالچ دیا۔ مگر آپ اس کے فریب میں نہ آئے۔ آپ کے شاگرد رشید اور بھانجے شیخ منورؒ لاہوری کو جوکہ حافظ قرآن اور ہفت قرأت کے ماہر تھے۔ اکبر نے بلا کر گوالیار کے قلعے میں مقید کر دیا۔ آپ کی وفات قلعہ گوالیار میں ہی ہو گئی۔ قاضی صدرالدین لاہوری کو بھڑائچ کی طرف جلاوطن کر دیا گیا۔ علاوہ بریں قاضی عبدالشکور لاہوری کو جلاوطن کر کے جون پور میں قاضی مقرر کر دیا۔ اور معزول کر دیا۔ چنانچہ آپ نے الٰہ آباد میں ایک دینی مدرسہ جاری کر لیا۔ اکبر بذات خود ۱۵۸۶ء سے ۱۵۹۹ء تک لاہور میں ہی قیام پذیر رہا۔ مگر وہ یہاں سے ایک بھی اپنا مرید نہ بنا سکا۔ اور علمائے و صوفیائے لاہور نے اس کی شدت سے مذمت کی۔ ظاہر ہے کہ حضرت شاہ جمالؒ جو اس زمانہ میں لاہور ہی میں نشر و اشاعت اسلام کے لیے کوشاں تھے۔ نے بھی اپنے حلقہ ارادت میں آنے والے مریدین سے اس کی مذمت کی ہو گی۔ مگر تاریخ اس بارے میں بالکل خاموش ہے۔

Marfat.com

تعمیر دمدمہ

یہ دمدمہ آپ نے اپنی حیات میں ہی تعمیر کرایا تھا مؤلف "تاریخ لاہور" لکھتا ہے کہ" دمدمہ دو منزلہ بنا ہوا ہے۔ بذریعہ زینہ چڑھ کر اوپر جائیں۔ تو آپ کے مزار کی چار دیواری آتی ہے۔ رفعت ہر ایک دمدمہ کی بقدر ایک منزل کے ہے۔ منزل اوّل عرض اکیاون گز اور طول اکہتر گز ہے۔ باہر کی طرف خشتی دیوار اور اندر مٹی بھری ہوئی ہے۔ گوشوں پر برج خشتی بطور دمدمہ کے بنے ہوئے ہیں۔ دوسری منزل کا عرض و طول اس سے نصف اوس کے اوپر شاہ جمالؒ کی قبر ہے" پھر لکھتا ہے کہ مشہور ہے کہ پہلے یہ دمدمہ ہفت منزلہ تھا۔ اور اس کے قرب میں ایک شہزادی کا باغیچہ تھا۔ جو اکبر بادشاہ کے رشتہ داروں میں تھی اوس نے کہلا بھیجا۔ کہ آپ کا دمدمہ بہت بلند ہے جس سے میرے محل پر نظر پڑتی ہے۔ آپ اس کو پست کرلیں۔ چنانچہ اس شب کو بحالت وجد دمدمہ کے ساتویں منزل پر رقص کیا۔ تو پانچ منزلیں زینے میں دھنس گئیں اور دو منزلیں موجود باقی رہ گئیں۔" مصنف۔ "حدیقتہ الاولیا" لکھتا ہے۔ کہ" اس وقت بادشاہی عمارتیں جا بجا تعمیر ہو رہی تھیں۔ معمار اور مزدور دن کو شاہی کام کرتے اور رات کو دمدمہ کی تعمیر میں مصروف رہتے"۔ اور اس طرح یہ سات منزلہ دمدمہ تعمیر ہوا۔

کرامات

آپ کی بے شمار کرامات بیان کی جاتی ہیں۔ جن میں سے صرف چند ایک تحریر کی جاتی ہیں۔

مفتی غلام سرور لاہوری مصنف "خزینتہ الاصفیا" لکھتا ہے۔ کہ جب حضرت شاہ جمالؒ قادری نے دمدمہ بنانے کا ارادہ فرمایا۔ کہ

53162

Marfat.com

ایک اونچے ٹیلے پر اپنے قیام کے لیے ایک بلند دمدمہ تعمیر کریں۔ تو چونکہ اس وقت اس علاقہ میں شاہی عمارات تعمیر ہو رہی تھیں۔ معمار اور مزدور دستیاب نہ تھے۔ آپ نے حکم دیا کہ معمار لوگ دن کو شاہی عمارات کی تعمیر کریں۔ اور رات کو ہمارے دمدمہ کی تعمیر میں مصروف ہوں چنانچہ چند ایام تک یہ سلسلہ چلتا رہا۔ ایک دفعہ ایسا واقعہ ہوا کہ آدھی رات کو جب کہ تعمیر شروع تھی۔ تیل ختم ہو گیا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ بجائے تیل کے چراغوں میں پانی ڈال دیں۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے وہ پانی تیل کی طرح چراغوں میں جلتا رہا۔ مولوی نور احمد چشتی لکھتا ہے "کہ حضرت کا معمول تھا کہ اگر کوئی ایک پہر کام کرے۔ خواہ دو پہر۔ حضرت مزدوری کامل یومیہ کی المضاعف معمول سے عطا فرماتے تھے"

ایک ہندو کھتری بہل مسمی دو ہومل آپ کی خدمت اقدس میں برائے حصول اولاد آیا۔ اور چند خربوزے آپ کی خدمت میں پیش کئے۔ اور نذر پیش کی۔ آپ نے دو خربوزے اس میں سے اس کو عطا فرمائے اور آپ مشغول نماز ہو گئے۔ کھتری مذکور نے سمجھا۔ کہ آپ نے یہ دو خربوزے مجھ کو برائے تراشنے دیئے ہیں۔ اس خیال سے وہ خربوزوں کو تراشنے لگا۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے۔ تو وہ ایک خربوزہ چیر چکا تھا اور ایک باقی تھا۔ آپ نے فرمایا یہ تم نے کیا کیا۔ ہم نے یہ دو خربوزے تم کو برائے حصول مراد میاں بیوی کے لئے کھانے کے لیے دیئے تھے۔ تاکہ تیرے گھر دو فرزند اولاد نرینہ سے پیدا ہوں۔ اب تو نے ایک خربوزہ چیر ڈالا۔ مگر جو باقی ہے۔ اس کو گھر لے جاؤ۔ اور اپنی بیوی کو کھلا دو۔ اگر دو خربوزے تیرے گھر میں ثابت جاتے۔ تو دو بیٹے پیدا ہوتے۔ اب بھی دو فرزند ہوں گے۔ مگر فرق اتنا ہے کہ ایک ہندو اور ایک مسلمان ہمارا خادم ہو گا۔ تم کو لازم ہے کہ ایک بیٹا ہماری نذر کر دینا۔ چنانچہ چار سال کے بعد جب اس کے گھر دوسرا فرزند تولد ہوا۔ تو وہ مجنون پیدا

Marfat.com

ہوا۔ چنانچہ ددھول نے وہ لڑکا آپ کے سپرد کر دیا۔ جس کا نام آپ نے شیخ فخرالدین رکھا۔

حضرت شاہ جمالؒ نے شیخ فخرالدینؒ کے لیے ایک مکان جوڑے موری بازار میں خریدا تھا۔ جس میں وہ اپنے اہل و عیال کے ہمراہ رہتا تھا۔ ایک دن حضرت شاہ جمالؒ وہاں تشریف لائے۔ اور مکان کے باہر سے آواز دی کہ اے فخرالدین اپنے اہل و عیال اور اسباب کو لے کر فوراً باہر نکل آ۔ اسی وقت اس نے اپنا سب کچھ مکان سے نکال دیا۔ اور باہر آگیا۔ اور کہا اب گھر میں سوائے ظروف وغیرہ کے کوئی چیز نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ٹھیک کیا۔ قدرتِ الٰہی سے مکان فوراً گر پڑا۔ اور سب کی جانیں بچ گئیں۔

مکان حضرت شاہ جمالؒ جوڑے موری بازار

جب آپ کا خادم شیخ فخرالدین بڑا ہوا۔ تو حضرت شاہ جمالؒ نے اس کے لیے ایک مکان محلہ جوڑے موری خرید کر اس کے حوالے کر دیا تاکہ وہ اس میں رہائش اختیار کر سکے۔ مصنف "تحقیقاتِ چشتی" لکھتا ہے۔ کہ اب تک وہ مکان "مکان شاہ جمالؒ" مشہور ہے۔ چنانچہ شیخ فخرالدین نے اپنی حیات میں ہی یہ مکان مشتمل بر ایک مکان اور بیٹھک نیز چار دکانیں حضرت شاہ جمالؒ مرحوم کی مقرر کر دی تھیں۔ تاکہ اس کا کرایہ عرس حضرت شاہ جمالؒ پر خرچ ہو۔

Marfat.com

حضرت شاہ کمالؒ سہروردی

حضرت شاہ کمالؒ سہروردی کا شمار برصغیر پاک وہند کے عظیم ترین علمائے کرام میں ہوتا ہے۔ جن کے شاگردان رشید میں امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ آفتاب پنجاب مُلا عبدالحکیمؒ سیالکوٹی اور نواب سعد اللہ خان وزیر اعظم شاہجہان کے اسمائے گرامی رہتی دنیا تک یادگار زمانہ رہیں گے۔ حضرت شاہ کمالؒ حضرت مولانا عبدالواحد کے گھر تولد ہوئے۔ جو قاضی جمال الدین بڈھ شاہی کی اولاد امجاد سے تھے۔ حضرت شاہ جمالؒ قادری سہروردی آپ کے برادرِ بزرگ تھے۔ جب حضرت شاہ کمال کشمیر سے نقل مکانی کر کے سیالکوٹ تشریف لائے۔ تو حضرت بابا فتح اللہ حقانیؒ کے مدرسہ میں داخل ہوئے۔ انہوں نے آپ کی ذہانت اور فطانت نیز علم وادب کے ذوق وشوق سے متاثر ہو کر آپ کو اپنا داماد بنا لیا۔ مصنف "حدائق الحنفیہ"، مولوی فقیر محمد جہلمی لکھتا ہے کہ آپ متبحر عالم اور جامع علوم عقلیہ و نقلیہ میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ اور آپ کے درس و تدریس کی شہرت تمام ہندوستان میں پھیل گئی تھی دُور دراز سے علوم و فنون کے شائقین آپ کے پاس آتے لگے۔ سیالکوٹ کے علاوہ آپ کا دینی مدرسہ لاہور میں بھی تھا۔ جو اپنی شہرت میں بے مثال تھا۔

"تذکرہ علمائے ہند"، مؤلفہ مولانا رحمان علی میں لکھا ہے۔ کہ انکی علمیّت وافضلیّت کی ایک زمانہ قدر کرتا تھا۔ آپ کے شاگردوں کی تعداد ہزاروں کے قریب تھی۔

حضرت مولانا شریف احمد شرافت نوشاہی اپنی تصنیف "اذکار نوشاہیہ"، میں تحریر کرتے ہیں کہ حضرت نوشاہ گنج بخش قدس سرہٗ کے یارانِ طریقت میں حضرت مولانا کمال الدین محمد کاشمیری سیالکوٹی ثم لاہوری المتوفیٰ ۱۰۱۷ھ مطابق ۱۶۰۸ء اور حضرت مُلا عبدالحکیمؒ سیالکوٹی آفتاب پنجاب المتوفیٰ ۱۰۶۸ھ مطابق ۱۶۵۷ء کے اسمائے گرامی بھی شامل ہیں۔

Marfat.com

"اسرار الابرار" مصنفہ بابا داؤد مشکوٰتی میں مصنف کتاب نے مولانا کمال الدینؒ کے کے ایک شاگرد کی ملاقات کی کیفیت اس طرح بیان کی ہے۔ شاگرد کہتا ہے۔

"میں مولانا کمال الدینؒ کے مدرسہ لاہور کا طالب علم تھا۔ محمد رضا کہ اپنی حکمت و دانائی اور اپنے تبحّر علم کی بنا پر "حکیم دانا" کے نام سے معروف تھے۔ وہ مولانا کے صاحبزادے اور میرے ہمدرس تھے۔ اس مدرسہ میں لوگ حصول علم کیلئے دور دراز کے مقامات سے آتے تھے۔"

مولوی رحمان علی مصنف "تذکرہ علمائے ہند" یوں تحریر کرتا ہے۔

"ملّا کمال الدینؒ لاہوری برادر ملّا جمال الدینؒ جامع علم و عمل و زہد و تقویٰ بود۔ مدت در لاہور و سیالکوٹ بر مسند تدریس و تلقین۔ متمکن بودہ افادہ و افاضہ خلائق می نمود۔ شیخ احمد مجدد الف ثانیؒ و ملّا عبدالحکیم سیالکوٹیؒ از ارشد تلامذہ دے۔"

خواجہ محمد اعظم دیدہ مری کاشمیری مصنف "تاریخ اعظمی" جو ۱۱۴۸ھ مطابق ۱۷۳۵ء کی تصنیف ہے۔ اس میں لکھتے ہیں۔

"حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی ہم اوائیل حال کسب علوم صوریہ درصحبت ادا کردہ و علماء بسیار مثل مولانا عبدالحکیم سیالکوٹیؒ از خدمتش مستفید گردید۔ چوں اجل موعودش رسید در لاہور رحلت فرمودہ ہمانجا آسودہ در سن ہزار و ہفدہ تاریخ وصال چنین است۔

ملحق حق قطب و تاج اولیاء ملّا کمالؒ

۱۰۱۷ھ

بحوالہ تذکرہ اسلاف

"تذکرہ اسلاف" مصنفہ و مؤلفہ بہاء الحق قاسمی۔ لاہور ۱۹۶۲ء میں لکھتے ہیں۔ کہ آپ بے مثل عالم تھے۔ مندرجہ بالا حضرات کے علاوہ مولوی حاجی محی الدین مسکین سرائے بل کشمیری "تاریخ کبیر کشمیر" میں۔ میر سعد اللہ خاں کاشمیری شاہ آبادی "تاریخ باغ سلیمانی" قلمی۔ شیخ عبدالوہاب نوری کشمیری "فتحات کبرویہ" میں۔ پیر حسن شاہ کشمیری "تاریخ حسن" میں تحریر کرتے ہیں۔ کہ ملّا کمال الدین کاشمیری کا مدرسہ لاہور میں تھا۔ جہاں یہ صدر مدرس تھے۔ ان کا خاندان لاہور ہی میں قیام پذیر تھا۔ وفات لاہور میں ہوئی اور وہیں مدفون ہوئے۔

Marfat.com

مفتی محمد شاہ صاحب سعادتؔ اپنی فارسی تصنیف "تذکرۃ کاملین،، میں تحریر فرماتے ہیں۔

"ملا جمال الدینؒ رحلت فرمودہ در خطہ ہوارہ و ملا کمال الدینؒ رحلت فرمودہ در لاہور آسودہ است"۔ آخوند ملا احمد ابن الصبور کشمیری اپنی تالیف "تاریخ ہادی،، فارسی میں رقم طراز ہیں۔

"ملا جمال الدینؒ و ملا کمال الدینؒ سیالکوٹی ہر دو برادر جامع کمالات ظاہری و باطنی بودند۔ نسب ایشاں صدیقی گفتہ اند ایں صحیح ترین است۔ مرقد ملا جمال الدینؒ در کشمیر و مرقد ملا کمال الدین در لاہور است"۔

بابا ملا داؤد مشکواتی کاشمیری کی تصنیف لطیف "اسرار الابرار فارسی غیر مطبوعہ،، سال تالیف ۱۰۶۳ھ مطابق ۱۶۵۴ء کا مزید اقتباس بھی ملاحظہ ہو۔ حضرت بابا صاحب نے تبت کے ملک میں حضرت ملا کمالؒ کے ایک شاگرد سے ملاقات کی تھی جس کی تفصیل وہ اس طرح لکھتے ہیں۔

"تبت کے ملک میں میری ملاقات ملا کمالؒ کے ایک شاگرد سے ہوئی۔ جس نے آپ کے متعلق مجھے بہت سی باتیں بتلائیں اور کہا۔ کہ میں ملا کمالؒ کے "مدرسہ لاہور،، میں پڑھتا تھا۔ محمد رضا (حکیم دانا) جو آپ کا فرزند تھا، بھی میرا ہم درس تھا۔ ایک دن ہم سب درس میں بیٹھے تھے کہ ایک مرد نورانی جو جنات میں سے تھا۔ تعلیم حاصل کرنے کے لیے آیا"۔ مصنف "حدائق الحنفیہ،، مولوی فقیر محمد جہلمی لکھتا ہے۔

"حضرت ملا کمالؒ بڑے عالم، فاضل، شیخ کامل، کشاف حقائق، جامع علوم عقلیہ و نقلیہ تھے۔ مدت تک سیالکوٹ اور لاہور میں مسند تدریس و تلقین پر متمکن رہ کر دور و نزدیک کے لوگوں کو علوم ظاہری و باطنی سے مستفید فرماتے رہے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ اور آفتاب پنجاب ملا عبدالحکیمؒ سیالکوٹی نے آپ کے مدرسہ سے ہی علوم و فنون میں مہارت حاصل کر کے کمال حاصل کیا تھا"

ڈاکٹر امین اللہ وثیر، شعبہ عربی اورینٹل کالج لاہور اپنے ایک مقالے میں یوں لکھتے ہیں۔

"ملا کمال ۹۷۱ھ مطابق ۱۵۶۴ء میں گورنر کشمیر حسین سے ناراض ہو کر سیالکوٹ چلے آئے تھے۔ اور پھر وہاں ایک لمبے عرصے تک درس و تدریس میں مشغول رہے۔

Marfat.com

سیالکوٹ کے علاوہ لاہور میں بھی مسند درس کو زینت بخشی۔ اور اسی شہر میں ۱۰۱۸ھ مطابق ۱۶۰۹ء میں راہی بقا ہوئے۔ قبل ازیں منشی سبحان رائے بٹالوی اپنی تالیف "خلاصۃ التواریخ" میں بھی اسی طرح لکھتا ہے۔ اور آپ کے علم وفضل کی بہت تعریف کرتا ہے۔

مصنف "تذکرہ اسلاف" اپنی کتاب میں "تاریخ حسن" مصنفہ پیر حسن شاہ کشمیری کے حوالے سے لکھتے ہیں، کہ ملا کمال الدین کاشمیری کا مدرسہ لاہور میں تھا، جہاں یہ صدر مدرس تھے۔ ان کا خاندان لاہور میں قیام پذیر تھا۔ وفات لاہور میں ہوئی، اور یہیں دفن ہوئے۔

مصنف "علمائے ہند کا شاندار ماضی" اور مصنف "ہندوستان کی قدیم اسلامی درسگاہیں" بھی یہی تحریر کرتے ہیں۔ کہ حضرت شاہ کمال کاشمیری کے سیالکوٹ اور لاہور میں مدارس قائم تھے۔ جہاں وہ درس وتدریس کے علاوہ رشد وہدایت کا سلسلہ بھی قائم کیے ہوئے تھے۔

مدرسۂ لاہور مُلّا کمال الدین کاشمیری

جیسا کہ مندرجہ بالا تحریرات سے یہ بات پایۂ تکمیل کو پہنچ گئی ہے۔ کہ حضرت مُلّا کمال الدین کاشمیری کا دینی مدرسہ لاہور میں تھا۔ جس میں آپ درس وتدریس اور تلقین و ارشاد کا سلسلہ جاری کیے ہوئے تھے۔ اس مدرسہ میں جہاں ملک پنجاب اور دُور دراز مقامات کے طالب علم پڑھنے کے لیے آتے تھے۔ وہاں جنات بھی تحصیل علم کے لیے ان کے درس میں شامل تھے۔ یاد رہے کہ آپ کا خاندان بھی یہاں ہی رہائش پذیر تھا۔

"روضۃ الادبا" میں مصنف کتاب مولوی محمد دین فاضل لاہوری سن تالیف ۱۸۶۹ء میں لکھتے ہیں، کہ مُلّا عبدالحکیم سیالکوٹی کافی مدت لاہور میں اقامت گزیں رہے۔ اور مُلّا کمال لاہوری کے مدرسہ سے تکمیل علم کی بحیثیت ایک صوفی کے آپ اتنے معروف نہیں تھے جتنے کہ عالم وفاضل کی حیثیت سے آپ جانے پہچانے جاتے ہیں۔ آپ کی علمیت وقابلیت کا ایک زمانہ معترف ہے۔ آپ نے عالمی شہرت وعظمت حاصل کی۔ آپ کے تین عظیم المرتبت اور بین الاقوامی مسلمہ شخصیتوں میں (۱) حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی تھے۔

Marfat.com

(۲) حضرت مُلّا عبدالحکیمؒ سیالکوٹی جو علم منطق، علم کلام اور فلسفہ کے ایک ممتاز اور منفرد شخصیت کے مالک تھے۔ آپ کے تیسرے شاگرد مُلّا سعد اللہ خاں وزیر اعظم شاہجہان جو اپنے علم و فضل میں کسی سے کم نہ تھا۔ اور یہ لوگ نظام الملک طوسی، خواجہ جہاں احمد بن عباس اور خواجہ محمود گاواں وغیرہ سے کم نہ تھے۔ منشی محمد دین فوق اپنی تصنیف "لاہور عہد مغلیہ میں" بعنوان تین پنجابی ہم مکتب لکھتا ہے۔ کہ جس طرح نظام الملک طوسی، عمر خیام نیشا پوری اور حسن بن صباح تین ہم سبق عظیم فرد گزرے ہیں، اسی طرح حضرت مجدد الف ثانیؒ، مُلّا عبدالحکیمؒ سیالکوٹی اور نواب سعد اللہ خاں وزیر اعظم شاہجہان بھی ایک ہی استاد کے شاگرد ہوئے ہیں۔ وہ مزید لکھتا ہے کہ ان تینوں ہم مکتبوں نے لاہور و سیالکوٹ کے مدارس میں علامہ کمال کاشمیری سے حدیث، تفسیر، منطق، فلسفہ اور علم کلام کی تعلیم اس زمانہ میں حاصل کی تھی۔

فیروز پور روڈ سے رحمان پورہ کی طرف جائیں تو فضل الٰہی روڈ، سلطان احمد روڈ، جامعہ قاسمیہ، راواں چوک، شاہ کمال روڈ سے ہوتے ہوئے آپ کے مقبرہ کے پاس پہنچ جاتے ہیں۔ پہلے مسجد اور قبرستان آتا ہے۔ اور باغیچہ سے آگے آپ کا مقبرہ ایک بلند و بالا جگہ پر نظر آتا ہے۔

رشید نیاز اپنی تالیف "تاریخ سیالکوٹ" ۱۹۵۸ء میں "تاریخ کشمیر" کے حوالے سے آپ کا سال وصال ۱۰۱۵ھ مطابق ۱۶۰۶ء عہد جہانگیری کہتا ہے۔ مولوی حاجی محی الدین مسکین سرائے بل کشمیری کتاب "تاریخ کبیر کشمیر" میں بھی اسی طرح لکھتا ہے۔ بعد ازاں وصال مقبرہ راواں نزد اچھرہ بنا۔

لیکن کئی ایک روایات کے مطابق آپ کی وفات ۱۰۸۰ھ مطابق ۱۶۶۹ء میں ہوئی تھی۔ مولوی فقیر محمد جہلمی مصنف "حدائق الحنفیہ" نے آپ کی تاریخ وفات "حدیقۂ فیض" سے نکالی ہے، اور مفتی غلام سرور لاہوری نے "خزینۃ الاصفیا" میں تاریخ وفات یوں لکھی ہے۔

شیخ نورا، عارف بگو تاریخ او　　　نیز سالک، تاج عرفانی کمال

Marfat.com

مقبرہ

رائے بہادر کنہیا لال مصنف "تاریخ لاہور" لکھتا ہے کہ آپ کا مقبرہ ہشت پہلو چبوترا بنا ہوا ہے اور مصنف "تحقیقات چشتی" لکھتا ہے کہ موضع راواں جہاں آپ کا مقبرہ ہے۔ راؤ نے جو اچھو فرزند راجہ رام چندر تھا۔ آباد کیا تھا۔ مقبرہ کے گرد و نواح میں چار دیواری بلند تھی۔ اب (۱۸۶۰ء کے قریب) قدرے موجود۔ جس کا طول چونتیس گز اور ارتفاع موجودہ ڈیڑھ گز۔ چار دیواری کے اندر میانہ میں فاصلہ مقبرہ کا تا دیوار پوتے سات گز دور گرد اس مقبرہ کے چبوترہ ہشت پہلو۔ اس کے چار دروازے تھے۔ اب تین بند اور ایک جنوبی کشادہ ہے۔ اندر میانہ میں چبوترہ زمین سے ایک فٹ بلند اس پہ مزار حضرت شاہ کمال کی جواب کسی کسی جگہ سے شکستہ ہو گئی ہے۔ یہ مقبرہ تمام چونہ گچ سے تعمیر کردہ ہے۔ مصنف "تاریخ لاہور" مزید لکھتا ہے۔ کہ پہلے چار دیواری بہت بلند و پختہ تھی۔ مگر اب گر گئی ہے۔ گنبدِ مقبرہ بھی ہشت پہلو ہے۔ چاروں اطراف چار دروازے ہیں۔ تین بند اور چوتھا جنوبی دروازہ کھلا ہے۔

موجودہ صورت میں یہ مقبرہ پانچ چھ سیڑھیاں چڑھ کر ایک وسیع چبوترہ پر آتا ہے۔ جو ۳۳×۳۳ قدم ہے۔ اس کا دروازہ جانب مشرق لوہے کا ہے۔ دوسرا چبوترہ ۱۵×۱۵ قدم ہے۔ کمرہ مزار پُر انوار ۶×۶ قدم ہے۔ سات وَن وغیرہ کے درخت ہیں۔ سبز گنبد اچھا تعمیر شدہ ہے۔ اندرون مقبرہ کلاک بھی نصب ہے۔ بجلی اور پانی کا بھی اہتمام ہے۔ قدیم گنبد موجب خستگی و شکستگی ختم ہو چکا ہے۔ اب نیا گنبد تعمیر کیا گیا ہے۔ گنبد کے چاروں گوشوں پر چار گنبدیاں ہیں۔ صفائی کا نہایت اعلیٰ انتظام ہے۔ پُر فضا اور ہوادار جگہ ہے۔ دو لکڑی کے دروازے جانب مشرق و شمال ہیں۔

۱۹۶۹ء میں جب راقم الحروف "لاہور کے اولیائے سہروردیہ" کی تکمیل کے سلسلے میں راواں میں آپ کے مقبرہ عالیہ پر حاضر ہوا۔ تو یہ جگہ نہایت اُجاڑ

Marfat.com

اور ویران تھی، اور کانٹے دار جھاڑیاں ایک ٹیلہ پر تھیں۔ خام مزار اقدس کانٹے دار جھاڑیوں سے اٹا پڑا تھا۔ مگر اب ۱۹۸۴ء میں یہ جگہ نہایت صاف ستھری اور ہوادار ہے۔ اور احاطہ و سبز مقبرہ انتہائی پر فضا جگہ میں ہے۔

محکمہ اوقاف

مقبرہ قبرستان و اراضیات متعلقہ حضرت شاہ کمالؒ ۱۹۶۰ء سے زیر انتظام محکمہ اوقاف ہے۔ محکمہ نے مقبرہ سے باہر ایک نوٹس بورڈ لگا رکھا ہے۔ جو اس طرح ہے۔

نوٹس بورڈ

ہر خاص و عام کو مطلع کیا جاتا ہے کہ قبرستان متعلقہ دربار حضرت شاہ کمالؒ واقع موضع راواں جو محکمہ اوقاف کی تحویل میں ہے۔ اس قبرستان میں میت دفن کرنے کے لیے جناب ناظم اعلیٰ اوقاف نے مندرجہ ذیل ہدایات جاری کی ہیں۔

۱ ہر کچی قبر کی فیس برائے دیکھ بھال مبلغ -/۲۰ روپے مقرر کی گئی ہے۔ جس کی رسید نگران قبرستان جاری کرے گا۔

۲ قبرستان میں پیشگی جگہ برائے مخصوص نہیں کی جائیگی۔ اور نہ ہی کوئی شخص قبرستان میں احاطہ وغیرہ تعمیر کرے گا۔

۳ پختہ قبر کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ تاوقتیکہ جناب ناظم اعلیٰ اوقاف اس کی اجازت نہ دیں۔

۴ یہ قبرستان صرف موضع راواں اور شاہ کمال کالونی کے لیے مخصوص ہے۔

نوٹ ا۔ مندرجہ بالا ہدایات کی خلاف ورزی کرنے والے کے خلاف محکمہ اوقاف کے قواعد کے مطابق کارروائی کی جائے گی۔

بحکم جناب ناظم اعلیٰ اوقاف پنجاب

معلوم ہوا ہے کہ محکمہ اوقاف نے یہاں کوارٹر بھی تعمیر کراتے ہیں۔ کُل رقبہ تقریباً ۵۰ کنال ہے۔ محکمہ کی طرف سے غلام نبی مرید حافظ برکتؒ علی قادری بطور نگران تعینات ہے۔

Marfat.com

مسجد شاہ کمالؒ:۔ شاہ کمالؒ روڈ (راواں) کے اُوپر قبرستان کے شروع میں مسجد شاہ کمالؒ ہے۔

تکیہ شاہ کمالؒ:۔ مسجد کے ساتھ ہی تکیہ ہے۔جہاں بہت سے سایہ دار درخت ہیں۔

قبرستان شاہ کمالؒ:۔ یہ قبرستان بہت وسیع وعریض ہے۔ اور یہاں سایہ دار درخت بھی بکثرت ہیں۔ قبرستان میں آپ کے مقبرہ کے علاوہ اور کوئی مقبرہ نہیں ہے۔ تقریباً نصف صدی ہوئی یہ جگہ نہایت ویران تھی۔ اور جنگل کا سماں پیش کرتی تھی۔ شاید ہی کوئی شخص ادھر جاتا تھا۔ مگر اب تو ہر طرف دور دور تک آبادی ہو چکی ہے۔

موجودہ صورت میں حضرت شاہ کمالؒ کے نام کے لاہور میں پانچ حضرات ہیں۔

۱ حضرت شاہ کمالؒ جن کا مزار پُرانوار قبرستان شاہ کمالؒ مغلپورہ میں واقع ہے۔

۲ حضرت شاہ کمالؒ جن کا مرقدِ منورہ موضع راواں میں واقع ہے۔ اور زیر انتظام محکمہ اوقاف ہے۔

۳ حضرت شاہ کمالؒ جن کا مزار بیرون مستی دروازہ سرکلر روڈ پر ایک بلڈنگ کے اندر ایک گوشے میں ایک سایہ دار درخت کے نیچے ہے۔ یہ بھی زیر انتظام محکمہ اوقاف ہے۔ میری تصنیف "لاہور کے اولیائے چشت" میں ان کے حالات درج ہیں۔

۴ حضرت شاہ کمالؒ کا مزار مین بازار شاہدرہ سے جانب جنوب دریائے راوی کے کنارے بھی ہے۔

۵ حضرت شاہ کمالؒ جو مُلامیتہ خرقہ سے تعلق رکھتے تھے۔ اور حضرت پیر حسن شاہؒ ولی سہروردی کے خلیفہ تھے۔ جن کی خدمت میں شہنشاہ نورالدین جہانگیر حاضر ہوا تھا۔ جب کہ وہ لاہور آیا تھا۔

مذکورہ بالا حوالہ جات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے۔ کہ حضرت شاہ کمالؒ جن سے حضرت مجدد الف ثانیؒ حضرت مُلا عبدالحکیمؒ سیالکوٹی اور نواب سعداللہ خاں نے لاہور میں ان کے مدرسہ سے تعلیم حاصل کی تھی۔ راواں والے بزرگ ہیں جن

Marfat.com

کا وصال لاہور میں ہی ہوا تھا۔ اور سن وصال بقول مصنف "تاریخ لاہور" ۱۰۸۰ھ مطابق ۱۶۶۹ء ہے۔

لاہور میں کئی ایک مقابر و مزارات ایسے بزرگان و شہزادگان وغیرہ کے بھی ہیں جن کے متعلق مؤرخین لاہور متفق نہیں ہو سکے۔ مثلاً

۱ حضرت شاہ کمالؒ کا مقبرہ لاہور میں بھی ہے اور سیالکوٹ میں بھی۔

۲ حضرت شاہ جمالؒ کا مقبرہ لاہور میں بھی ہے اور کشمیر میں بھی بتایا جاتا ہے۔

۳ حضرت شاہ برہان بخاریؒ کا مزار بیرون یکی دروازہ سرکلر روڈ پر ہے۔ اور چنیوٹ میں بھی ہے۔

۴ حضرت سید نظام الدین پیر بودیالوالہ گیلانی کا مقبرہ لاہور میانی قبرستان میں ہے اور تاندلیانوالہ کے نزدیک بھی ہے۔

۵ شہزادہ پرویز کا مقبرہ کوٹ خواجہ سعید لاہور میں ہے اور دہلی میں بھی ہے۔

۶ شہزادی زیب النساء کا مقبرہ ملتان روڈ لاہور پر بھی ہے اور دہلی میں بھی ہے۔

حضرت شیخ غلام رسولؒ قادری المعروف سائیں بھورا

حضرت شیخ غلام رسولؒ قادری المعروف بہ سائیں بھورا کا مقبرہ گلی نمبر ۱۰۔ طارق آباد نزد دربار حضرت شاہ کمالؒ واقع ہے۔ بتایا گیا ہے کہ یہ شخص ہندو تھا پھر مسلمان ہو گیا اور بغداد شریف چلا گیا۔ وہاں اس نے درگاہ حضرت غوث الثقلین سید عبدالقادر جیلانیؒ میں حاضری دی۔ بارہ سال وہاں قیام کیا اور اس دوران حضرت پیر سید ابراہیم بہاءالدینؒ گیلانی بغدادی سے مشرف بیعت ہوا۔ وہاں سے انھوں نے اس کو لاہور حضرت حافظ برکت علیؒ قادری کے پاس بھیجا۔ جنہوں نے اس کو درگاہ حضرت شاہ جمالؒ قادری سہروردی بھیج دیا جہاں آپ تقریباً پچاس سال تک دربار کی خدمت کرتے رہے۔ تقریباً ۴۷ سال دربار حضرت شاہ جمالؒ اور تین سال دربار حضرت شاہ کمالؒ میں رہے حضرت حافظ برکت علیؒ قادری سے آپ کے بہترین مراسم تھے جو حافظ صاحبؒ قبلہ کی وفات تک قائم رہے۔ آپ نے ان سے بہت سے فیوض و برکات حاصل کئے مقبرہ حضرت شاہ جمالؒ میں آپ نے تقریباً ۱۹۲۹ء سے دربار کی خدمت سرانجام

Marfat.com

دی ۔ دربار حضرت شاہ جمال ؒ میں آپ کا حجرہ بھی تھا۔ جہاں آپ کا قیام رہا۔ حضرت حافظ
برکت علی قادری ؒ گاہے بگاہے وہاں جایا کرتے تھے۔ اور گیارہویں شریف کا ختم
شریف پڑھا کرتے۔ اور انہوں نے ہی وہاں ختمات شریف جاری کیے تھے۔ ان کے
شیخ ولایت علی، شیخ امیر علی اور شیخ رمضان علی سے بھی گہرے تعلقات تھے۔
آپ کا شجرہ سلسلہ عالیہ قادریہ حضرت حافظ برکت ؒ قادری نے ہی اپنے زیر اہتمام
شائع کرایا تھا۔ آپ جانوروں پر بہت شفقت کرتے۔ بالخصوص بلیوں پر۔

صاحبزادہ غلام دستگیر قادری سجادہ نشین درگاہ حضرت حافظ برکت علی قادری ؒ
کوچہ غوثیہ۔ نیا بازار لاہور۔ اس درگاہ کے ہی سجادہ نشین ہیں کیونکہ مقبرہ میں جو دو
سنگ مرمر کی بڑی بڑی تختیاں لگی ہیں۔ ایک پر غلام رسول قادری ؒ مرحوم کے
بعد صاحبزادہ غلام دستگیر قادری کا نام کندہ ہے۔

آپ کے کئی ایک خلیفے تھے۔ جن میں عبدالرحمٰن قادری۔ صوفی عبدالکریم
قادری۔ قمر دین قادری۔ غلام سرور قادری۔ الحاج چوہدری محمد اسلم۔ جمیل احمد صدیقی
قادری وغیرہ مشہور ہیں۔ علاوہ بریں آپ کے بے شمار مرید ہیں۔

صاحبزادہ غلام دستگیر قادری کے آپ سے گہرے مراسم تھے اور آج کل
بھی یہ خانقاہ انہیں کے زیر انتظام و انصرام چل رہی ہے۔

آپ کا وصال ۲۲ مارچ ۱۹۸۱ء مطابق ۱۴۰۲ھ میں عبدالرحمٰن اور مائی
اللہ رکھی کے مکان واقع گلی نمبر ۱۰ طارق آباد ہوا اور وہیں دفن ہوئے۔ آپ
کا مقبرہ تعمیر ہو چکا ہے مگر ابھی پلستر وغیرہ باقی ہے۔ مقبرہ نہایت اعلیٰ اور بلند
تعمیر ہو رہا ہے۔ نیچے تہہ خانہ ہے۔ مقبرہ میں سنگ مرمر کی دو بڑی بڑی تختیاں
نصب ہیں۔ ایک پر قصیدہ غوثیہ اور دوسری پر شجرہ قادریہ تحریر ہے۔ سالانہ
عرس عبدالرحمٰن اور مائی اللہ رکھی کراتے ہیں۔ جس میں شرکت کے لیے شہر
سے بہت سے لوگ جاتے ہیں اور یہ صاحبزادہ غلام دستگیر قادری سجادہ نشین
درگاہ حضرت حافظ برکت علی ؒ قادری کے زیر اہتمام ہوتا ہے۔ موجودہ مکان میں آپ
کی نشستگاہ بھی محفوظ کر دی گئی ہے۔

Marfat.com

دمدمہ کے قرب و جوار میں تاریخی آثار

حضرت شاہ جمالؒ قادری سہروردی کے زمانہ قیام لاہور میں اچھرہ کے قرب و جوار میں بہت سی شاہی عمارات تعمیر ہو رہی تھیں۔ کیونکہ اچھرہ لاہور کی قدیم ترین آبادی ہونے کی وجہ سے ایک اہم حیثیت رکھتی تھی یہی جگہ ہے رامائین کا مصنف والمیک چندرات تالاب پر رہائش رکھتا تھا اور اسی جگہ اس نے رامائین کی تکمیل کی تھی۔ نیز بن باس کے بعد جب راجہ رام چندر سیتا سے ناراض ہوا تو اس نے اپنے چھوٹے بھائی لچھمن کو کہا تھا کہ اس کو پنجاب میں چھوڑ آؤ۔ چنانچہ لچھمن سیتا کو لے کر لاہور آگیا۔ اور اسی مقام پر سیتا کو والمیک رشی کی نگرانی میں چھوڑ گیا تھا۔ نیز یہی وہ مقام ہے جہاں سیتا کے ہاں دو فرزند لوؔ اور کُش تولّد ہوئے تھے اور اسی جگہ وہ جوان ہوئے۔ دمدمہ سے شمال مشرق بادشاہی بیگمات اپنے محلات تعمیر کروا رہی تھیں، پھر اس اطراف میں جہانگیر نے ایک نہایت وسیع و عریض سرائے بھی تعمیر کرائی تھی۔ جس کا اب نام و نشان تک مفقود ہے۔ پاگل خانہ جو عہد انگلشیہ میں تعمیر ہوا تھا۔ یہاں سے تقریباً دو فرلانگ کے فاصلے پر ہے۔

محل شہزادی سلطان بیگم بنتِ اکبر بادشاہ

مفتی غلام سرور لاہوری نے اپنی تالیف "خزینۃ الاصفیا" میں لکھا ہے۔ کہ دمدمہ کے قریب شہزادی سلطان بیگم دُختر شہنشاہ جلال الدین اکبر کا محل، باغ، بارہ دری، تالاب وغیرہ تھا۔

سرائے گولیاں والی

"یادِ رفتگاں" مؤلفہ منشی محمد دین فوقؔ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سرائے اتنی بڑی تھی کہ اس میں پندرہ بیس ہزار آدمی سما سکتے تھے۔

Marfat.com

موضع اچھرہ میں جہاں کہ پہلے سنٹرل جیل لاہور. بورسٹل جیل اور زنانہ جیل تھی، سرائے وہاں واقع تھی۔ شمس العلماء خان بہادر سید محمد لطیف اپنی تصنیف "ہسٹری آف لاہور" میں لکھتا ہے کہ یہ سرائے نہایت وسیع و عریض رقبہ پر پھیلی ہوئی تھی۔ جس میں بے شمار کمرے تھے۔ ایک بہت بڑا کنواں بھی تھا جس سے نزدیکی کھیتوں کو پانی دیا جاتا تھا۔ سرائے کے مشرق میں ایک بہت بڑا تالاب پختہ بھی تھا۔ جو کہ سکھوں کے عہد میں اکھاڑ دیا گیا تھا۔ یہ عظیم الشان سرائے شہنشاہ نورالدین محمد جہانگیر بادشاہ کے حکم سے ۱۰۲۵ھ مطابق ۱۶۱۶ء میں تعمیر کی گئی تھی مہاراجہ رنجیت سنگھ نے اس میں گولہ بارود بنانے کی فیکٹری قائم کی تھی اور تمام کمرے اور ہال وغیرہ گولہ بارود سے بھرے رہتے تھے حالانکہ عہد مغلیہ میں یہ سرائے مسافروں کے لیے تعمیر کی گئی تھی سکھوں کے عہد میں اس کو سرائے گولیاں والی کہا جانے لگا۔ کچھ عرصہ بعد رنجیت سنگھ کے ایک درباری جمعدار خوشحال سنگھ نے اس پر قبضہ کر لیا اور قیام پاکستان سے قبل یہ راجہ ہربنس سنگھ کے قبضہ میں تھی، جس نے اس کی اینٹیں حاصل کرنے کے لیے اس کو مسمار کرانا شروع کر دیا تھا۔ مولوی نور احمد چشتی اپنی تالیف "تحقیقات چشتی" میں لکھتا ہے کہ یہ سرائے دو منزلہ تھی۔ صدر دروازہ اتنا وسیع و عریض تھا کہ ہاتھی پر سوار گذر سکتا تھا۔ اس کے قریب جمعدار خوشحال سنگھ نے ایک شوالہ بھی بنوا دیا تھا۔ لکھا ہے کہ تالاب بارہ بیگھہ میں تھا اور امرتسر کے تالاب کے برابر طول عرض میں تھا اور اس کے قریب ایک باؤلی اور بارہ دری بھی تھی۔ سرائے کا طول و عرض ۱۹۰ گز x ۱۴۰ گز تھا۔

مکان تھان بھیرون

یہ مندر فیروز پور روڈ اچھرہ میں واقع ہے۔ مندر کے ساتھ ایک تالاب تھا۔ جس کو دیوان مولراج ناظم ملتان نے اپنے والد دیوان ساون مل کی وفات پر دو لاکھ روپیہ کے خرچہ سے تعمیر کرایا۔ اس کا طول و عرض ۴۲x۴۰ گز تھا۔ بھیرون ایک دیوی تھی جس کی ہندو لوگ بے پناہ پوجا کرتے تھے۔ ایک دفعہ جب مہاراجہ رنجیت سنگھ کی طوائف

Marfat.com

موراں کی والدہ بیگم طوائف کو آسیب کا سایہ ہوا، تو اس وقت اس مندر کے مہنت جوالا ناتھ چیلہ بھائی وستی رام نے اس کا علاج کیا تھا۔ اور وہ صحت یاب ہو گئی تھی۔ جس پر موراں طوائف نے مہنت کے لیے ایک سو گڈے اینٹوں کے بھیجے تھے تاکہ وہاں مزید کمرے تعمیر کیے جائیں۔ اینٹوں کی تعداد چالیس ہزار تھی اور نقد روپیہ اس کے علاوہ تھا۔ موجودہ مندر دیوان ساون مل کے بھائی رام چند نے بنوایا تھا مہارانی جنداں محبوبہ راجہ لال سنگھ والدہ مہاراجہ دلیپ سنگھ نے بھی اس کی تعمیر وآرائش میں حصہ لیا تھا۔

چند رات

اچھرہ (رحمان پورہ) میں ہندوؤں کا ایک نہایت قدیم تالاب تھا۔ جس کو راقم الحروف نے تقریباً چالیس سال ہوئے دیکھا تھا۔ یہ اہل ہنود کا نہایت مقدس مقام تھا۔ اب اس کے آثار تقریباً مٹ چکے ہیں۔ اس کا مختصراً قصہ اس طرح ہے کہ جب بن باس کے بعد رام چندر جی نے ستیا سے ناراض ہو کر اس کو گھر سے نکال دیا۔ تو لچھمن اس کو لے کر لاہور لے آیا۔ اور اس مقام پر اس کو چھوڑ دیا۔ یہاں اس زمانے میں جنگل تھا۔ اور دریائے راوی کا کنارہ تھا۔ یہی وہ تالاب اونچا ٹیلا اور مکان تھا۔ جہاں بالمیک رشی مصنف رامائن رہتا تھا۔ جب لچھمن ستیا کو چھوڑ کر واپس اجودھیا چلا گیا تو بالمیک رشی نے اس کی حفاظت کی اور یہاں ہی ستیا کے بطن سے دو لڑکے لوہو اور کشو پیدا ہوئے جنھوں نے جوان ہو کر لاہور اور قصور بسایا۔ رام چندر جی کا سالہ اچھو تھا۔ جس نے اچھرہ بسایا اور اس کا سالہ راؤ تھا۔ جس نے راواں (نزد رحمان پورہ) بسایا۔ قدیم زمانے کے آثار میں تالاب بالمیک رشی کا مکان۔ وہ بڑ کا درخت جس کے نیچے لچھمن آرام کی خاطر سو گیا تھا۔ خواب گاہ لچھمن وغیرہ ہزاروں سال موجود رہے۔ رام چندر جی سورج بنسی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ مزید حالات کی تفصیل کے لیے میری تالیف "قدیم لاہور" ملاحظہ فرمائیں۔

Marfat.com

مکان تھان ماتا

یہ ہندوؤں کا متبرک مقام اچھرہ اور سرائے گولیاں والی کے درمیان ہے۔ یہ استھان نہایت قدیم ہے۔ بلکہ مشہور ہے کہ یہ مکان راجہ اچھو خلف رام چندر نے بوقت آبادی اچھرہ تعمیر کرایا تھا۔

نشان قبر شیخ فخرالدینؒ واہلیہ

شیخ فخرالدینؒ اور اس کی اہلیہ کی قبر مقبرہ حضرت شاہ جمال قادریؒ سہروردی کے مشرقی ویرانڈہ میں ہے۔ یہ شیخ فخرالدین حضرت شاہ جمال قادریؒ سہروردی کے وصال کے بعد سجادہ نشین تھے۔ کیونکہ آنجناب کی کوئی اولاد نہ تھی۔ اس کی رہائش اندرون شہر تھی۔ لیکن دمدمہ کی حفاظت آپ ہی کرتے تھے۔

معاصر اولیائے لاہور

مدینۃ الاولیا لاہور میں سلطان محمود غزنوی سے لے کر حضرت شاہ جمالؒ قادری سہروردی کے زمانہ تک بے شمار اولیائے کرام اور صوفیائے عظام تشریف لائے اور یہ شہر بہت جلد "مرکز علوم اسلامیہ" یا "غرناطہ ثانی" تسلیم کیا جانے لگا اور بغداد۔ قرطبہ اور شیراز کا ہم عصر بن گیا۔ ان بزرگان میں لاتعداد بزرگان ابدال، اوتاد۔ قطب اور مشائخ تھے۔ جنہوں نے یہاں تشریف لاکر علم و عرفان کی دولت لٹائی۔ اور لاکھوں آدمیوں کو راہِ ہدایت دکھائی چونکہ حضرت شاہ جمالؒ بھی لاہور کے باہر سے تشریف لائے تھے۔ اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ سے قبل جو بزرگان باہر سے یہاں تشریف لاکر رشد و ہدایت میں مصروف ہوئے تھے ان کی تفصیل بمعہ جائے مقبرہ دی جاتی ہے۔

۱ ایران و توران

گازرون بر حضرت میران بادشاہ شیخ ابواسحٰقؒ بن شہریار

گازرونی (مزار اندرون مسجد وزیر خاں)

ترمذ:۔ حضرت سید احمد توختہؒ ترمذی (مزار چوک نواب صاحب اندرون موچی دروازہ)

بدخشان:۔ حضرت ملّا شاہ بدخشانی (مزار میاں میر آبادی)

شیراز:۔ سید ابو تراب حضرت شاہ گدا قادریؒ شطاری (گڑھی شاہو)۔

۲ عراق

بغداد شریف:۔ حضرت شاہ عالمؒ قادری جد امجد حضرت شاہ فیروز گیلانیؒ قادری (گلی نسبت روڈ)

۳ افغانستان

غزنی:۔ حضرت سید علیؒ بن عثمان ہجویری المعروف بہ حضرت داتا گنج بخش (بیرون بھاٹی دروازہ) صاحب کشف المحجوب۔

غور:۔ حضرت سید محمودؒ حضوری بن شمس العارفین خواجہ شمس الدینؒ لاہوری (علامہ اقبال روڈ بالمقابل یمن بازار گڑھی شاہو)

۴ ترکستان

بلخ:۔ حضرت پیر بلخیؒ لاہوری (کشمیری بازار)

بخارا:۔ حضرت خواجہ خاوند محمودؒ المعروف حضرت ایشان نقشبندی (بیگم پورہ)

حضرت شیخ ابو اسحٰقؒ قادری (مزنگ ٹمپل روڈ)

حضرت سید بدر الدین شاہ عالم بخاری (ہیرا منڈی نزد تھانہ)

حضرت سید محمد اسماعیل محدث بخاری (ہال روڈ)

حضرت شاہ ابو الخیرؒ بغدادی (گڑھی شاہو)

حضرت سید کامل شاہ بخاری قادری (بابو صابو)

زنجان:۔ حضرت شیخ فخر الدین حسینؒ زنجانی (چاہ میراں)

حضرت شیخ یعقوب زنجانی صدر دیوان ہسپتال روڈ)

۵ عرب

مکہ معظمہ:۔

حضرت پیر مکیؒ (راوی روڈ بیرون بھاٹی دروازہ)

Marfat.com

۶ دیگر ممالک کے بلاد

سرخس : حضرت شیخ احمد حمادیؒ سرخسی (اندرون

بقرہ حضرت داتا گنج بخشؒ)

خوارزم : حضرت سید جمال الدین المعروف بہ حضرت سیدؒ مٹھا (سید مٹھا بازار اندرون شہر)

تبریز : حضرت پیر ہادیؒ رہنما (لارنس روڈ)

کابل : حضرت مولانا محمد فاضلؒ کابلی

حضرت میر جان کابلی نقشبندی (بیگم پورہ)

سبزوار : حضرت شاہ عبدالرزاق مکیؒ سہروردی (نیلا گنبد)

۱ حضرت مادھولال حسین قادریؒ

مدینۃ الاولیا لاہور میں یوں تو کئی ایک ملامیتہ فرقہ سے تعلق رکھنے والے بزرگ ہیں، مگر ان میں سب سے بلند مقام حضرت شیخ حسینؒ المعروف بہ حضرت مادھولال حسینؒ قادری کا ہے۔ آپ ۱۵۳۸ء میں شیخ عثمان بن کلس لاہوری (ہندو) کے گھر تولد ہوئے سات سال کی عمر میں حافظ ابو بکر لاہوری سے قرآن مجید حفظ کرنے لگے۔ ابھی قرآن مجید کے چھ جُزو ہی حفظ کیے تھے، کہ آپ کو حضرت شیخ بہلولؒ دریائی قادری کی صحبت میسر آگئی۔ جنھوں نے ان کو اپنی بیعت میں لے لیا۔ علوم متداولہ پر حاوی ہونے کے بعد آپ نے تحصیل علم کا سلسلہ منقطع کر دیا اور ملامیتہ طریقہ اختیار کر لیا رات آپ کی حضرت سید علی بن عثمان ہجویری (حضرت داتا گنج بخشؒ) کے مزار پُرانوار پر گزرتی اور دن شہر میں بسر ہوتا۔ آپ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی زیارت نصیب ہوگئی تھی۔ جلال الدین اکبر اور نور الدین محمد جہانگیر آپ کی روحانی قوت کے مدح سرا تھے۔ بلکہ جہانگیر نے تو اپنے ایک درباری بہار خان کو ان کی روزانہ ڈائری لکھنے پر تعینات کیا تھا۔ یہ ڈائری "بہاریہ" کے نام سے موسوم ہوئی۔ آپ کی بے شمار کرامات بتائی جاتی ہیں۔ جن کی تفصیل "مدینۃ الاولیا" اور "حقیقت الفقرا" میں دیکھی جا سکتی ہیں۔ شاہی محل کی بہت سی

Marfat.com

بیگمات بھی آپ کی روحانیت کی مداح تھیں، مغل بادشاہ جو بھی لاہور آتا۔ آپ کے مقبرہ پر حاضر ہوتا۔ احمد شاہ ابدالی، نادر شاہ دُرّانی، نواب عبدالصمد خاںؒ، نواب خانؒ بہادر زکریا خاں ناظمان لاہور، مہاراجہ رنجیت سنگھ وغیرہ اس درگاہ پر جبہ سائی کے لیے آئے تھے۔ ۱۰۰۹ھ میں وفات ہوئی۔ مقبرہ معزالدین جہاندار شاہ نے تعمیر کرایا تھا۔ احاطہ چاردیواری نہایت وسیع و عریض ہے "قدم رسول بھی" بھی اسی مقبرہ کے پاس ہے۔ آپ کا پنجابی کلام بہت مقبول ہے آپ کے خلفاء اور مریدین کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ مقبرہ باغبانپورہ میں شالامار باغ کے قریب واقع ہے اب یہ خانقاہ زیر انتظام محکمہ اوقاف ہے۔ حضرت لال حسینؒ کی ملاقات حضرت شیخ حستو تیلی خلیفہ اعظم حضرت شاہ جمالؒ سہروردی قادری سے کئی دفعہ ہوئی تھی۔

۲ حضرت موج دریاؒ بخاری سہروردی

حضرت میراں محمد شاہؒ المعروف بہ حضرت موج دریاؒ بخاری سہروردی سلسلہ کے چشم و چراغ تھے۔ بخاری سادات سے تھے اور ۹۵۳ھ میں اوچ شریف پیدا ہوئے۔ آپ حضرت سید جلال الدینؒ میر سرخ بخاری اوچی کی اولاد امجاد سے تھے۔ چتوڑ کی فتح کے بعد جلال الدین اکبر نے آپ کو لاہور میں اقامت گزیں ہونے کے لیے کہا تھا۔ اور آپ کو کافی جاگیر عطا کی تھی نیز خانقاہ اور درویشوں کے لیے خرچ کا اہتمام بھی کیا تھا اور اس سلسلے میں شاہی فرمان جاری کیا۔ خانقاہ میں ہی آپ نے درس و تدریس کا سلسلہ بھی شروع کر دیا اور لنگر بھی جاری کر دیا۔ آپ سلسلہ عالیہ سہروردیہ کے روحانی عظیم پیشوا تھے۔ مصنف "تاریخ لاہور" رائے بہادر کنہیا لال لکھتا ہے کہ اکبر بادشاہ نے بکمال ارادت دو لاکھ روپے کی جاگیر عطا کی تھی۔ مقبرہ شاہی خرچ پر آپ کی زندگی میں ہی تعمیر کیا گیا تھا۔ جو کہ اب ایڈورڈ روڈ نزد دفتر انکم ٹیکس ہاؤس واقع ہے۔ مسجد بھی ساتھ ہی ہے۔ آپ کی وفات ۱۰۱۳ھ مطابق ۱۶۰۴ء میں ہوئی۔ اور آپ کو اپنے تیار کردہ مقبرہ میں دفن کیا گیا۔ آپ کے فرزندان سید صفی الدین اور سید بہاء الدین

Marfat.com

کی قبور بھی یہیں ہیں۔ موجودہ صورت میں مقبرہ کے اندر گیارہ قبریں ہیں۔ خانقاہ حضرت موج دریا بخاریؒ زیر انتظام محکمہ اوقاف حکومت پنجاب ہے۔ مزید تفصیل کے لیے میری تالیف "لاہور کے اولیائے سہرورد" مطالعہ کریں۔

۳ حضرت سید جلال الدین حیدرؒ سہروردی

آپ حضرت سید میراں محمدؒ شاہ اوچی المعروف حضرت موج دریا بخاری کے حقیقی بھائی ہیں۔ آپ حضرت سید صفی الدینؒ بخاری کے فرزند ارجمند تھے۔ علوم ظاہری و باطنی میں شہرۂ آفاق تھے۔ آپ نے باوجودیکہ آپ کو شاہی جاگیر عطا کیے جانے کا حکم ملا تھا۔ مگر آپ نے یہ جاگیر قبول نہیں کی اور متوکلانہ زندگی بسر کرتے رہے۔ ترک و تجرید اور توکل و استغنا میں بے مثال تھے دنیا کے مال و متاع سے قطعی طور پر متنفر تھے۔ تارک الدنیا تھے اور زہد و ورع میں مشغول رہا کرتے تھے۔

آپ کا وصال ۱۰۱۶ھ مطابق ۱۶۰۷ء میں بمقام لاہور ہوا۔ اور مزارات حضرت بی بی پاک دامناںؒ دختران حضرت سید احمد توختہؒ ترمذی کے متصل مدفون ہوئے۔ مزید حالات کی تفصیل کے لیے میری تصنیف "حضرت بیبیاں پاکدامناںؒ لاہور کی تاریخی حیثیت" ملاحظہ فرمائیں۔ یہ مزارات زیر تحویل محکمہ اوقاف حکومت پنجاب ہیں۔

۴ حضرت شاہ شمس الدینؒ قادری

لاہور کے یہ نامور ولی سلسلہ عالیہ قادریہ میں حضرت شاہ ابو اسحٰقؒ قادری خلیفہ ارشد حضرت شیخ داؤد بندگی شیر گڑھی سے بیعت و خلافت یافتہ تھے۔ نہایت عالم۔ فاضل اور کامل بزرگ تھے۔ علوم، شریعت و طریقت میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ لاہور میں آپ کو بڑی مقبولیت حاصل ہوئی۔ ہزاروں کی تعداد میں لوگ حاضر ہوتے اور فیوض و برکات سے نوازے جاتے۔ جہانگیر اور شاہجہان آپ کی خدمت اقدس میں لاہور حاضر ہوئے تھے۔ جب شاہجہان لاہور آیا۔ اور آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ تو آپ نے اس

Marfat.com

کی تخت نشینی کی پیش گوئی کی تھی۔ اور جب وہ بادشاہ بنا تو اس نے آپ کا مقبرہ ایک باغ کی چار دیواری میں بنوایا۔ مصنف "تاریخ لاہور" لکھتا ہے کہ مجرّد تھے اور آزادانہ مشرب رکھتے تھے۔ آپ کے خلفاء میں حضرت شاہ بلاولؒ قادری کا نام بہت معروف ہے۔ مسجد بھی ساتھ ہے اب باغ کا تو نام و نشان مٹ چکا ہے۔ مگر چار دیواری اور مقبرہ موجود ہے۔ جو کہ چمبہ ہاؤس لین نزد ریس کورس روڈ واقع ہے۔ آپ کا وصال ۱۰۲۱ھ مطابق ۱۶۱۲ء میں ہوا۔ میری تصنیف "حضرت شاہ ابو اسحٰق قادری لاہوریؒ" کا مطالعہ بھی بہت سُود مند ہے۔ نزدیکی مسجد میاں گھسیٹا نے ۱۸۸۹ء میں تعمیر کرائی تھی۔

۵ حضرت پیر عزیزؒ

پیر عزیز سٹریٹ، کوٹ عبداللہ شاہ مزنگ میں آپ کے ہی نام نامی سے وابستہ ہے۔ آپ کے آباؤ اجداد افغانستان سے واردِ لاہور ہوئے تھے۔ اور علاقہ مزنگ میں اقامت گزیں ہوئے تھے۔ اس کی آبادی میں آپ نے بہت کام کیا۔ پہلے یہاں مغل آباد تھے۔ اور پھر بلوچ بھی یہاں آ کر آباد ہو گئے۔ ہوا یوں کہ جب محلہ لنگے خاں جو موجودہ دفاتر ہائیکورٹ کے قریب تھا ویران ہوا۔ تو یہاں کے بلوچ مکین مزنگ اس جگہ آکر رہائش پذیر ہو گئے اور جس زمانہ میں چالیسی قحط پڑا تو ارد گرد مواضعات کے آرائیں بھی یہاں آ کر آباد ہو گئے۔ اس طرح مزنگ مغل، بلوچ اور آرائیں حضرات کی آبادی بن گیا۔ عہد سہ حاکمان لاہور (لہنا سنگھ، سوبھا سنگھ اور گوجر سنگھ) ۱۷۶۰ء تا ۱۷۹۹ء یہاں بلوچوں کا زور ہو گیا کیونکہ ان کے بہت سے آدمی مہاراجہ رنجیت سنگھ کی فوج میں بھرتی ہو گئے تھے وفات آپ کی ۱۰۲۳ھ مطابق ۱۶۱۴ء میں ہوئی۔ آپ کی قبر میانی قبرستان میں پیر مزنگ کی قبر کے قریب ایک بلند و بالا ٹیلے پر موجود ہے۔ کوچہ پیر عزیز (کوٹ عبداللہ شاہ) میں اب بھی آپ کی بیٹھک موجود ہے۔ بہت نیک نام اور نیک سیرت بزرگ تھے۔

Marfat.com

۶ حضرت شاہ رستم غازیؒ

آپ حضرت عبدالخالقؒ کے مرید تھے۔ لکھا ہے کہ آپ شہزادی زیب النساء بنت اورنگزیب عالمگیر کے استاد تھے۔ بڑے عالم فاضل اور مجاہد قسم کے بزرگ تھے۔ ملتان روڈ پر یتیم خانہ انجمن حمایت اسلام کو جاتے ہوئے موضع نواں کوٹ میں دائیں سمت حضرت شاہ رستم غازیؒ حضرت عبدالخالقؒ اور پیر فضلؒ شاہ چشتی کے مقابر ہیں، اور بائیں طرف شہزادی زیب النساء کا مبینہ مقبرہ اور باغ کا صدر دروازہ موجود ہے۔ نیز اس طرف حضرت شیخ عبدالکریمؒ چشتی ابن ملا عبداللہ سلطان پوری صدرالصدور عہد اکبری کی عمارات بھی موجود ہیں۔ آپ کا اور آپ کے مرشد کے مقابر بہت خستہ حالت میں ہیں اور مرمت طلب ہیں۔ یہ قبور تہہ خانوں میں ہیں اور ان کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر دو مقابر کے ارد گرد غلام گردشیں تھیں۔ جو امتداد زمانہ سے نیست و نابود ہو چکی ہیں۔ اس آبادی کو آپ کی وجہ سے رستم پارک کہا جاتا ہے۔ حضرت شاہ رستم غازیؒ کی وفات ۱۰۲۴ھ مطابق ۱۶۱۵ء میں ہوئی۔ سکھوں کے عہد بہیمیت و بربریت میں ہر دو مقابر کو شدید نقصان پہنچا۔ اور ان کے قیمتی پتھر سنگ مرمر وغیرہ اتار لیے گئے۔ مقابر گرا دیئے گئے۔ ایک حوض بھی تھا جو مسمار کر دیا گیا۔ اس سے قریب ہی ملتان روڈ پر ایک میناری مسجد جو نہایت شاندار ہے تعمیر کی گئی ہے۔

۷ حضرت شاہ ابوالمعالیؒ قادری

حضرت سید خیرالدینؒ ابوالمعالی کرمانی قادری لاہوری سید رحمت اللہ کرمانی کے فرزند ارجمند تھے۔ صحیح النسب کرمانی سادات سے تعلق رکھتے ہیں۔ ولادت ۹۶۰ھ مطابق ۱۵۵۳ء میں ہوئی۔ سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت و خلافت اپنے چچا حضرت سید داؤد کرمانی شیر گڑھی سے تھی۔ آپ نے سخت مجاہدات و ریاضات کیے۔ بعد ازاں مرشد کی طرف سے لاہور کی ولایت ملی۔ اور شیر گڑھ سے لاہور پہنچ گئے۔ راستے میں جس جس مقام پر آپ نے قیام فرمایا۔ وہاں چاہ، باغیچہ یا تالاب ضرور بنوایا۔ لاہور تشریف لا کر آپ نے گوالمنڈی میں

Marfat.com

قیام فرمایا، اور تھوڑے ہی دنوں میں بے پناہ مقبولیت حاصل کی۔ کہتے ہیں کہ جو شخص بھی آپ کی بیعت سے سرفراز ہوتا، اُسے حضور غوث الاعظمؒ کی زیارت نصیب ہوتی۔ عہد جہانگیری میں یہ مقام "بیروں کا محلہ"، کہلاتا تھا۔ حضرت شیخ عبدالحق محدّث دہلویؒ کو آپ سے بے انتہا محبت تھی۔ اور اِس سلسلہ میں آپ اِن سے ملاقات کے لیے اکثر و بیشتر لاہور تشریف لاتے تھے۔ تحفہ قادریہ۔ رسالہ گلدستہ باغ ارم۔ زعفران زار، رسالہ غوثیہ، حُلیۂ سرور دو عالمؐ۔ دیوان عربی۔ ملفوظات شاہ ابوالمعالیؒ آپ کی تصانیف میں سے ہیں۔ شاعری میں بھی بلند مقام رکھتے تھے۔ موجودہ مقبرہ آپ نے عین حیات حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ بغدادی کے مقبرہ کے نمونہ پر تعمیر کرایا تھا۔ آپ کے فرزند شاہ محمد باقر قادری بھی صاحب تصانیف بزرگ تھے۔ وفات ۱۰۲۴ھ مطابق ۱۶۱۶ء میں ہوئی۔ کسی زمانہ میں یہاں بہت بڑا قبرستان تھا جو اب آبادی کی وجہ سے ختم ہو چکا ہے۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ اپنے زمانہ اقتدار میں آپ کے عرس پر حاضری دیتا رہا ہے۔ جو اس کی آپ سے گہری عقیدت کا مظہر تھی اور وہ نذرانہ بھی پیش کرتا تھا۔

۸ شیخ الاسلام مفتی عبدالسّلامؒ سُہروردی

شیخ الاسلام مفتی عبدالسلامؒ سہروردی لاہوری مفتی محمد طاہر لاہوری کے فرزند رشید تھے۔ آپ حضرت بہاؤالدین زکریاؒ ملتانی کے اخلاف میں سے تھے لاہور میں اندرون موچی دروازہ مسجد و محلہ مفتیاں آپکے ہی خاندان کی یادگاریں ہیں۔ آپ کا پیشہ درس و تدریس تھا۔ چونکہ آپ جلد ہی علوم متداولہ پر حاوی ہو گئے تھے۔ اس لیے آپ کے والد مکرم نے آپ کو ۱۶۰۵ء یعنی جلال الدین اکبر کے سن وفات کے سال سے مدرسہ کا پرنسپل بنا دیا۔ نیز مسجد مفتیاں کی خطابت، امامت اور تولیّت بھی آپ کے سپرد کر دی۔ سرزمین پنجاب سے ہزاروں کی تعداد میں طلبا، اس مدرسہ میں داخلہ لے کر فیوض و برکات حاصل کرتے اور علوم ظاہری کی تکمیل کرتے۔ اس دینی مدرسہ میں قرآن، حدیث۔ فقہ۔ تفسیر اور دوسرے علوم پڑھائے جاتے تھے۔ آپ تقریباً پچیس سال تک اسی عہدہ پر سرفراز رہے اور قوم و ملت کی بہترین خدمات سرانجام دیں۔

Marfat.com

جس زمانہ میں جلال الدین اکبر نے اپنا نیا مذہب دین الٰہی جاری کیا، اُن ایام میں آپ کے آباؤ اجداد نے بھی دوسرے علمائے لاہور کے ساتھ مل کر اس کی ڈٹ کر مخالفت کی تھی۔ مزید تفصیل کے لیے میری تصنیف "لاہور کے قدیم دینی مدارس" کا مطالعہ ازبس ضروری ہے۔

وفات ۱۰۳۵ھ مطابق ۱۶۲۵ء عہدِ جہانگیری میں ہوئی۔

۹ حضرت شیخ جان اللہؒ چشتی صابری

چشتی صابری سلسلہ کے بزرگان لاہور میں آپ کا ایک منفرد مقام ہے۔ اور خلافت آپ نے حضرت شیخ نظام الدینؒ سے حاصل کی جو حضرت جلال الدین بلخیؒ چشتی صابری تھانیسری کے نامور خلفاء میں سے تھے۔

علوم متداولہ اور علوم باطنی میں یگانۂ آفاق تھے۔ آپ کے مرشد عالی مقام نے آپ کی بہترین تربیت فرمائی تھی۔ تمام عمر پاک لاہور میں ہی رشد و ہدایت میں گزاری۔ اپنے مرشد کے ہمراہ بلخ بھی تشریف لے گئے تھے اور جب واپس آئے تو آپ کی بزرگی کا بہت چرچا ہوا، اور بے شمار خلقت آپ کے پاس مستفید و مستفیض ہونے کے لیے آنے لگی۔ اس طرح آپ کا حلقۂ ارادت نہایت وسیع ہو گیا۔ آپ کے لاہوری پیر بھائیوں میں (۱) حضرت شیخ عبدالکریمؒ چشتی صابری نواں کوٹ (۲) حضرت بندگی شیخ الہٰ بخشؒ چشتی صابری (۳) حضرت سید الہٰ بخشؒ چشتی صابری اور (۴) حضرت شیخ دوست محمد چشتی صابری بہت مشہور ہیں۔

آپ کا وصال ۱۰۳۹ھ مطابق ۱۶۳۰ء میں ہوا، اور نسبت روڈ لاہور میں آپ کا مقبرہ بنا، جو بر لب سڑک ایک تنگ گلی میں واقع ہے۔ یہ مقبرہ دیال سنگھ لائبریری کی طرف واقع ہے۔ احاطہ میں نلکہ، بجلی کے علاوہ درخت بھی ہیں۔ مقبرہ کو سفیدی کروا دی گئی ہے، اور یہ مقبرہ چاروں اطراف مکانات سے گھرا ہے۔

Marfat.com

۱۰ حضرت شیخ طاہرؒ بندگی قادری

آنجناب ابتداً سرہند شریف میں امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی کے صاحبزادگان حضرت خواجہ محمد معصومؒ اور حضرت خواجہ احمد سعیدؒ کے استاد تھے۔ اور ان کو پڑھایا کرتے تھے۔ آپ کو سلسلہ عالیہ قادریہ اور نقشبندیہ میں خلافت حاصل تھی۔ مصنف "تحقیقات چشتی" لکھتا ہے کہ نام پاک آپ کا شیخ طاہر تھا۔ مگر حضرت شاہ کمالؒ کیتھلی نے آپ کے زہد و ورع کو دیکھ کر آپ کو طاہر بندگی کا خطاب دیا تھا۔ جو کہ آج تک مشہور ہے۔ حضرت امام ربانیؒ نے آپ کو جب خلافت سے سرفراز فرمایا۔ تو آپ کو لاہور کی ولایت عطا کی گئی۔ چنانچہ آپ لاہور تشریف لے آئے۔ یہاں آپ کو بے پناہ مقبولیت حاصل ہوئی۔ ابتداً اندرون شہر قیام فرما ہوئے۔ پھر میانی چلے گئے اور وہاں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ اپنے دست مبارک سے کتب حدیث و تفسیر لکھتے اور پھر ان کو فروخت کر کے اس کی آمدنی سے گزر اوقات کرتے۔ بے شمار لوگ آپ کے حلقہ ارادت و عقیدت میں داخل ہوئے۔ اتباع و سنت اور تقویٰ و پرہیز گاری میں بے مثال و بے نظیر تھے۔ تقریر و خطابت میں بھی مہارت تامہ رکھتے تھے۔ آپ کے پیر و مرشد نے کئی خطوط آپ کو لاہور ارسال کیے۔ جو "مکتوبات امام ربانی" میں موجود ہیں۔ آپ عبادت اور ریاضت بھی بہت کرتے تھے۔ حضرت شاہ سکندرؒ کیتھلی سے بھی آپ کی مصاحبت تھی۔ آپ کے خلفاء کی تعداد کافی تھی۔ وصال آپ کا ۱۰۴۰ھ مطابق ۱۶۳۰ء میں ہوا۔ اور قبرستان میانی میں مدفون ہوئے۔ اس حصہ قبرستان کو "دربار قادریہ" کہا جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں میری تصنیف "لاہور میں اولیائے نقشبند کی سرگرمیاں" کا مطالعہ کریں۔

۱۱ حضرت شیخ شہاب الدینؒ نہرا سہروردی

حضرت شیخ شہاب الدینؒ نہرا سہروردی حضرت میراں سید محمد شاہؒ المعروف بہ

Marfat.com

موج دریا بخاری کے فرزند ارجمند تھے۔ آپ اپنی والدہ ماجدہ بی بی تورنگ کے ہمراہ بٹالہ ضلع گورداسپور (بھارت) میں رہا کرتے تھے۔ ولادت ۹۵۸ھ ۱۵۵۱ء کی ہے۔ وہاں آپ کے والد کو اکبر بادشاہ نے جو جاگیر عطا کی تھی، آپ کی رہائش تھی۔ اس لیے کبھی بٹالہ اور کبھی لاہور والد گرامی کے پاس رہا کرتے تھے۔ اوائل عمر سے ہی دین اسلام کی طرف زیادہ طبیعت مائل تھی ساری عمر رشد و ہدایت میں مصروفِ عمل رہے۔ مصنف "تحقیقات چشتی" نے آپ کی ایک کرامت لکھی ہے کہ ایک دفعہ آپ اکبر کے دربار میں تھے، کہ امرائے کہا کہ جو شخص جس نسبی سادات کرام سے ہو اس پر آگ اثر نہیں کرتی۔ قلعہ شاہی لاہور میں ایک بڑا تنور آہنی گرم کیا گیا۔ آپ شاہی قلعہ میں بصورت شیر داخل ہوئے۔ محافظ اور سپاہی جو دروازہ قلعہ پر متعین تھے۔ ڈر گئے چنانچہ آپ دربار میں پہنچے۔ تو اس تنور میں جانے کی خواہش کا اظہار کیا۔ مگر آپ کے والد اس وقت موجود تھے۔ انہوں نے کہا کہ تم کو آگ میں جانے کی ضرورت نہیں۔ یہ کام ہمارا ایک خادم شیخ فریدؒ انجام دے سکتا ہے۔ چنانچہ وہ آگ میں اللہ اکبر کہہ کر داخل ہوا اور پھر صحیح سلامت باہر آ گیا۔ وفات آپ کی ۱۰۴۱ھ مطابق ۱۶۳۱ء میں ہوئی۔ اور ہوگیوال قبرستان بالمقابل سنگھ پورہ عقب باغ و مقبرہ نواب میاں خاں ابن نواب سعد اللہ خاں وزیر اعظم مدفون ہوئے۔ جہاں آپ کی قبر آج بھی موجود ہے۔ جو ایک اونچے چبوترے پر واقع ہے۔

حضرت شیخ عبدالکریم چشتیؒ

آپ مخدوم الملک ملا عبداللہ سلطان پوری کے صاحبزادے تھے۔ جو عہد اکبری میں صدر الصدور ممالک محروسہ مغلیہ تھا۔ عالم متبحر تھے۔ اور علوم متداولہ میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ نصیر الدین ہمایوں نے اپنے عہد حکومت میں آپ کو شیخ الاسلام کا خطاب دیا تھا۔ اور پھر عہد سوری خاندان میں بھی اسی عہدے پر فائز رہے۔ یہاں تک کہ اکبر کا زمانہ آ گیا۔ وہ کسی بات پر آپ سے ناراض ہو گیا اور ہندوستان سے ان کے اخراج کا حکم صادر کیا۔ یہ گجرات میں وفات پا گئے۔ تو ان کے فرزند لاہور آ گئے۔ اور یہاں مستقل رہائش نواں کوٹ میں اختیار کر لی۔ ان میں شیخ عبدالکریمؒ چشتی بہت مشہور بزرگ گزرے ہیں۔ یہ اپنے والد گرامی کے ساتھ حج کے لیے بھی گئے تھے۔ حضرت شیخ عبدالکریمؒ چشتی صابری نے حضرت شیخ نظام الدین بلخیؒ سے خلافت حاصل کی تھی۔ نواں کوٹ میں

آپ نے ایک خانقاہ بنائی اور درس و تدریس کا کام شروع کیا جس کی شہرت بہت جلد دور دراز مقامات تک پھیل گئی۔ قیام لاہور میں آپ نے کئی ایک کتب تصنیف کیں جن میں فصوص الحکم کا ترجمہ خاص اہمیت کا حامل ہے۔ نواں کوٹ میں آپ کی قبر اپنی تیار کردہ خانقاہ میں ہے۔ آپ کے بہت سے خلیفے تھے۔ وفات ۱۰۴۵ھ مطابق ۱۶۳۵ء میں ہوئی۔ قادر پارک نواں کوٹ کے ایک چوکھنڈی میں آپ کی اور آپ کی اولاد کی قبور ہیں۔ مزید حالات پڑھنے کے لیے میری تصنیف "لاہور کے اولیائے چشت" کا مطالعہ کریں۔ خانقاہ میں مسجد اور دینی مدرسہ بھی قائم ہے۔

۱۳ حضرت میاں میرؒ فاروقی قادری

حضرت میاں میرؒ فاروقی قادری کی ولادت باسعادت سیوستان (سندھ) میں قاضی سائیں دتہ بن قاضی قلندر فاروقی کے گھر ۱۵۵۰ء میں ہوئی۔ جب ذرا بڑے ہوئے تو سلسلہ عالیہ قادریہ میں حضرت شیخ خضر ابدالؒ سیوستانی قادری سے خلافت حاصل کی۔ آپ کا سلسلہ نسب ۲۸ واسطوں سے امیر المومنین خلیفہ دوم حضرت عمرؓ بن خطاب سے جا ملتا ہے۔ ۱۵۷۵ء میں لاہور تشریف لے آئے اور مختلف دینی مدارس سے علوم و فنون میں مہارت حاصل کی۔ پھر سرہند چلے گئے اور ایک سال کے بعد واپس لاہور تشریف لے آئے اور بقیہ ساری زندگی یہاں ہی اقامت گزیں رہے۔ شہنشاہ نور الدین جہانگیر نے آپ کے تقویٰ کے چرچے کے پیش نظر آپ کو آگرہ بلایا اور نہایت عزت و تکریم سے پیش آیا۔ شہاب الدین شاہجہان، شہزادہ دارا شکوہ، نواب وزیر خاں، نواب سعد اللہ خاں وزیر اعظم کے علاوہ حضرت مُلا عبدالحکیم سیالکوٹی، حضرت شیخ عبدالحقؒ محدث دہلوی، مرزا احسام الدینؒ اور شیخ نور الحق دہلوی وغیرہ اکابر آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہتے۔ آپ کے بے شمار خلفاء اور مریدین تھے اور کرامات تو آپ کی بے حد و حساب ہیں۔ آپ نے اہالیان لاہور کو اسلام کے سنہری اصولوں پر چلنے کی تلقین کی۔ اور اس مقصد کے حصول کے لیے آپ نے ایک نہایت پاکیزہ سوسائٹی بنائی۔ کثرت ریاضت و عبادت کی وجہ سے بزرگان لاہور میں آپ کا ایک منفرد مقام

Marfat.com

مقام ہے۔ شہزادہ دارا شکوہ قادری نے آپ کے حالات زندگی اپنی تالیف "سکینۃ الاولیا" میں قلمبند کئے ہیں۔ آپ کی وفات ۱۰۴۵ھ مطابق ۱۶۳۵ء میں انارکلی میں ہوئی، اور دفن آپ کو موجودہ آبادی میانمیر میں کیا گیا، مزید تفصیل کے لیے میری مفصل کتاب "تذکرہ حضرت میاں میرؒ فاروقی" کا مطالعہ کریں۔

۱۴ حضرت شاہ بلاولؒ قادری

آپ حضرت عثمان بن سید عیسٰی قادری کے گھر شیخوپورہ میں تولد ہوئے۔ آپ کے آباؤ اجداد عہد ہمایونی میں سرزمین ہرات سے تشریف لائے تھے اور شیخوپورہ میں اقامت گزیں ہوئے۔ جہ[illegible] بادشاہ نے ان کو جاگیر عطا کی تھی۔ جب ذرا بڑے ہوئے تو لاہور تشریف لے آئے او[illegible] اس زمانہ کے نامور بزرگ حضرت شاہ شمس الدینؒ قادری کے مرید ہوئے اور کا[illegible]ہرت حاصل کی، شہاب الدین شاہجہان، شہزادہ دارا شکوہ اور نواب وزیر خاں آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتے تھے۔ اور نذرانہ بھی پیش کیا تھا، آپ نے دریائے راوی کے کنارے ایک عظیم الشان خانقاہ تعمیر کی تھی، جس میں مسافروں، غریبوں اور حاجت مندوں کو خوراک ملتی تھی، آپ بڑے عالم، فاضل، متقی، پرہیز گار، باشرع اور زاہد و عابد بزرگ تھے، آپ کی کئی ایک کرامات مشہور ہیں، بعد از وفات آپ کی قبر اپنی خانقاہ واقعہ کوٹ خواجہ سعید برلب دریائے راوی بنی، مگر بعد میں ایک سیلاب کے موقع پر آپ کی نعش وہاں سے بعہد مہاراجہ رنجیت سنگھ نکال کر گھوڑے شاہ روڈ نزد باغ راجہ دینا ناتھ دیجی کالونی کا قبرستان میں دفن کی گئی، آپ کا وصال ۱۰۴۶ھ مطابق ۱۶۳۶ء عہد شاہجہان میں ہوا۔ باغ شاہ بلاولؒ میں مہاراجہ رنجیت سنگھ دربار اور جشن منعقد کرتا تھا اور اس کے قریب دریا راوی کے کنارے جو شکار گاہ تھی اس میں سرداران کے ساتھ شکار کھیلا کرتا تھا۔ اور بعد ازاں یہاں آرام کیا کرتا تھا، یہی جگہ تھی جہاں سرداران سندھانوالیہ نے مہاراجہ شیر سنگھ اور اس کے بیٹے اجیت سنگھ کو قتل کیا تھا۔

Marfat.com

۱۵ حضرت مُلّا شاہ بدخشانی قادری

نام نامی شاہ محمد بن مُلّا عبدی تھا ارکسا من مضافات اوستاق اقلیم بدخشان میں پیدا ہوئے۔ اوائل عمر میں ہی وطن چھوڑ کر کشمیر چلے آئے۔ اور وہاں تین سال رہ کر ہندوستان کا رخ کیا۔ اور آگرہ آ پہنچے۔ وہاں آپ نے حضرت میانمیرؒ قادری لاہوری کے علم وفضل اور سلوک ومعرفت کی شہرت سُنی تو لاہور چلے آئے اور آپ کی خدمت اقدس میں حاضری دی، جنہوں نے آپ کو ریاضت ومجاہدات میں طاق کیا۔ آپ نے تمام عمر اپنے پیرومرشد کی تقلید میں حالت تجرد میں گزاری۔ ایک چھوٹی سی کوٹھری میں رہائش تھی، جس میں تاحیات دیا نہ جلایا۔ بہت کم سوتے تھے۔ اور گھنٹوں حبسِ دم کی مشق کرتے۔ ساری عمر کوئی خادم نہ رکھا۔ اور نہ ہی چولہے میں آگ جلائی اور کھانا پکایا۔ نماز فجر عشاء کے وضو سے ادا فرماتے۔ بحیثیت شاعر کے آپ کو موحدانہ اور عارفانہ اشعار کہنے کا خصوصی ملکہ حاصل تھا۔ شہزادہ داراشکوہ قادری اور شہزادی جہاں آرا بیگم آپ کے مُرید تھے۔ شہزادی نے ایک رسالہ "صاحبیہ" آپ کے حالات پر لکھا ہے۔ اور شہزادہ داراشکوہ نے اپنے مرشد کے حالات اور ان کے دیگر خلفاء کے حالات میں ایک کتاب "سکینۃ الاولیا" لکھی نیز دیوان داراشکوہ۔ کلیات داراشکوہ۔ سفینۃ الاولیا۔ وغیرہ اس کی تصانیف ہیں۔ حضرت مُلّا شاہؒ نے قرآن پاک کی تفسیر بھی شروع کی تھی، جو تفسیر مُلّا شاہ کہلاتی ہے۔ آپ شہزادہ داراشکوہ کے زبردست حامی تھے۔ اور اس پر خصوصی توجہ فرمایا کرتے تھے۔

آپ کا وصال ۱۰۷۱ھ مطابق ۱۶۶۱ء میں بروایت ہسٹری آف لاہور مصنفہ سیّد محمد لطیف ہوا۔ اور اپنے مقبرہ میں دفن ہوئے، جو آپ کے مرید شہزادہ داراشکوہ نے تعمیر کرایا تھا مقبرہ کی چاردیواری ختم ہو کر گاؤں میانمیر آباد ہو چکا ہے اور مقبرہ شکستہ حالت میں موجود ہے۔

Marfat.com

۱۶ حضرت خواجہ خاوند محمودؒ (حضرت ایشان نقشبندی)

مدینۃ الاولیا لاہور میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے عظیم بزرگ حضرت خواجہ خاوند محمودؒ المعروف بہ حضرت ایشان نقشبندی بخارا میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم مدرسہ سلطانی سے حاصل کی۔ بارہ برس کی عمر میں قرآن مجید حفظ کر لیا۔ اور چودہ برس کی عمر میں تمام علوم متداولہ میں یگانۂ آفاق ہو گئے۔ والد گرامی قدر میر سید شریف بن خواجہ ضیا ہے۔ جن کا شجرہ نسب حضرت خواجہ علاء الدین عطار خلیفہ حضرت بہاء الدین نقشبندیؒ تک جاتا ہے۔ بخارا سے سمرقند، ہرات، قندھار، کابل سے ہوتے ہوئے سرزمین کشمیر میں پہنچے۔ جہاں آپ کا بے پناہ استقبال ہوا۔ وہاں آپ نے اپنی خانقاہ قائم کی۔ جب جہانگیر کشمیر گیا، تو آپ کو ساتھ لے کر آگرہ چلا گیا۔ جب پھر جہانگیر کشمیر گیا تو آپ بھی ساتھ تھے۔ اسی اثنا بادشاہ کا انتقال ہو گیا، تو آپ اس کی لاش کے ساتھ لاہور چلے آئے اور پھر ساری عمر لاہور میں ہی اپنی خانقاہ میں رشد و ہدایت اور تلقین و ارشاد میں گزاری۔ قیام دہلی میں حضرت الشیخ عبدالحق محدث دہلویؒ اور دیگر علماء کرام آپ سے مستفید ہوئے۔ مقبرہ آپ نے بیگم پورہ میں اپنی زندگی ہی میں تعمیر کرا لیا تھا۔ اور ساتھ والی مسجد میں آپ نماز جمعہ پڑھایا کرتے تھے۔ وفات ۱۰۵۲ھ مطابق ۱۶۴۲ء میں ہوئی اور یہیں دفن ہوئے۔ سکھوں کے دور میں آپ کے مقبرہ، خانقاہ اور دیگر عمارات کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا۔ ان ظالموں نے اس کی تباہی میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی، بلکہ مسجد میں رہائش اختیار کی گئی۔ اور مقبرہ میں گولہ بارود رکھا۔

۱۷ حضرت حاجی نورؒ لاہوری

عہد شاہجہانی کے یہ فرد فرید نہایت عابد، زاہد، متقی، عبادت گزار اور متمول بزرگ تھے۔ لکھا ہے کہ ایک دفعہ شاہجہان کو ایک مہم کے سلسلہ میں چار کروڑ روپوں کی ضرورت پڑی۔ شہر کے ساہوکاروں اور دیگر دولت مند حضرات سے

Marfat.com

رابطہ قائم کیا گیا۔ مگر مطلوبہ رقم نہ دستیاب ہو سکی، بالآخر بادشاہ نے آپ کو بلایا اور مطلوبہ رقم بطور قرض مانگی۔ آپ نے بلا حیل و حجت وہ گراں قدر رقم بادشاہ کو مہیا کر دی۔ مشیت الٰہی سے بادشاہ کو فتح حاصل ہوئی۔ تو اس نے یہ رقم آپ کے پاس واپس بھیجی۔ مگر آپ نے یہ رقم قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ آپ سات بار حج حرمین الشریفین سے مستفید و سرفراز ہوئے۔ وفات ۱۰۵۵ھ مطابق ۱۶۴۵ء میں ہوئی۔ اور قبرستان میانی میں احاطہ حاجی نور (پراچوں کا احاطہ) میں مدفون ہوئے۔ آپ کا مزار بیت اللہ شریف کے طرز کا تعمیر کردہ ہے۔ اور چاروں اطراف میں مصلے ہیں، شرقی محراب میں آپ کی قبر ہے۔ لاہور میں یہاں گا ما پراچہ آپ کی اولاد سے ہی تھا۔

۱۸ حضرت شیخ عارف چشتی رح

سلسلہ عالیہ چشتیہ کے بزرگان لاہور میں آپ کو ایک نمایاں مقام حاصل ہے۔ خلافت آپ نے حضرت شیخ اسحٰق بن شاہ کاکو چشتی سے حاصل کی تھی۔ زہد و ورع، فقر و استغنا اور سلوک و معرفت میں آپ ایک باکمال شخصیت تھے۔ لاہور میں میاں عارف کے نام سے معروف تھے۔ آپ کا معمول تھا کہ ہر مہینے کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھتے اور اپنے حجرہ کا دروازہ دس روز کے لیے بند کر دیتے۔ اور عبادت میں مصروف رہتے۔ کھانا بہت کم کھاتے تھے۔ جب اگلے ماہ کی پہلی تاریخ کو حجرہ سے باہر نکلتے۔ تو لوگوں کو وہاں جمع نہ ہونے دیا جاتا۔ کیونکہ اس وقت جس پر بھی آپ کی نگاہ پڑتی وہ تین دن تک بے ہوش رہتا۔ سماع کثرت سے سنتے تھے اور حالت سماع میں بھی آپ کی حالت غیر ہی رہتی۔ بلکہ کئی دفعہ تو لوگوں کو آپ کے مرنے کا گمان ہوا۔ شہزادہ داراشکوہ سے مسائل توحید پر گفتگو کرتے تھے۔ وفات ۱۰۶۴ھ مطابق ۱۶۵۴ء میں ہوئی۔ اور قبر میانی قبرستان میں بنی۔ یہ قبر حاجی نور (احاطہ چار دیواری پراچیاں) کے جانب مشرق ایک اونچے چبوترے پر شکستہ و خستہ حالت میں ہے۔

Marfat.com

۱۹ حضرت جان محمد حضوری قادری

حضرت سید جان محمد حضوریؒ ابن شاہ نورؒ ابن سید محمودؒ حضوری قادری لاہوری حضرت امام موسیٰ کاظمؒ کی اولاد امجاد سے تھے۔ آپ کے دادا سید محمودؒ حضوری اپنے ملک، ولایت غور سے لاہور تشریف لے آئے اور محلہ حاجی سرائے میں مقیم ہوئے۔ جس کو سکھوں نے اپنے عہد بربریت میں ویران کر دیا تھا۔ محلہ مذکور قلعہ گوجر سنگھ سے گڑھی شاہو تک واقع تھا۔ اور یہاں آپ نے پیری مریدی کا کام شروع کر دیا۔ جو شخص آپ سے بیعت کرتا، وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت پاک ضرور کرتا۔ اسی وجہ سے آپ کو حضوری کہا جاتا ہے۔ آپ سرکار مدینہ کے حضوری تھے۔ وفات سید محمودؒ حضوری کی ۹۴۳ھ مطابق ۱۵۳۶ء ہوئی۔ مقبرہ بیرون بازار گڑھی شاہو کے بالمقابل علامہ اقبال روڈ پر واقع ہے۔ اور اسی جگہ آپ کے فرزند حضرت شاہ نورؒ حضوری المتوفی ۹۹۷ھ مطابق ۱۵۸۹ء دفن ہیں۔ ان کے فرزند ارجمند سید جان محمد حضوریؒ نے شہرت حاصل کی اور اپنے آباؤ اجداد کے دینی مدرسہ کو بہت ترقی دی۔ آپ کے مقبرہ کے ساتھ ہی قدیم مسجد ہے۔ اورنگ زیب عالمگیر نے ان کو ایک شاہی فرمان کے مطابق اراضیات عطا کی تھیں۔ وفات آپ کی ۱۰۶۴ھ مطابق ۱۶۵۴ء میں ہوئی۔ اور خانقاہ حضرت سید جان محمد حضوریؒ میں قدیم مسجد کے جانب جنوب مقبرہ میں دفن ہوئے۔ مزید تفصیلات کے لیے میری تصنیف "سوانح حیات حضرت جان محمد حضوریؒ قادری" کا مطالعہ کریں۔

۲۰ حضرت شاہ چراغ گیلانی قادریؒ

سلسلہ عالیہ قادریہ لاہور کے نامی گرامی بزرگان میں حضرت شاہ چراغ گیلانیؒ کا اسم گرامی کسی تعارف کا محتاج نہیں ہے۔ آپ حضرت سید عبد الوہاب بن سید عبد القادر ثالث بن سید محمد غوثؒ بالا پیر سادات گیلانی کے فرزند تھے۔ اور سید محمد غوث گیلانیؒ اوچی حلبی کی اولاد سے تھے۔ قادری سلسلہ میں اپنے والد سے خلافت یافتہ تھے۔ بڑے عالم فاضل

Marfat.com

اور علوم ظاہری و باطنی میں جامع کمالات اور یگانۂ آفاق تھے۔ لاہور میں سٹیٹ بنک آف پاکستان اور ہائیکورٹ کے درمیان آپ کا مقبرہ اور مسجد ایک اونچے ٹیلے پر آج بھی مرجع خلائق ہے۔ مسجدِ مذکور نواب زکریا خان، خان بہادر نے اپنی والدہ ماجدہ کی وصیت کے مطابق اس کے زیورات کو بیچ کر بنوائی تھی۔ جو کہ ۱۷۳۷ء سے ۱۷۴۵ء تک ناظم لاہور تھا مسجد نہایت وسیع ہے۔ اور اس کے پانچ گنبد ہیں۔ مقبرہ شاہجہان بادشاہ نے بنوایا تھا جس میں آپ کے والد ماجد اور دیگر رشتہ داروں کی قبور ہیں۔ قدیم زمانہ میں یہاں محلہ لنگر خان آباد تھا۔

آپ کی وفات ۱۰۶۸ھ مطابق ۱۶۵۷ء میں ہوئی۔ اور یہاں دفن ہوئے۔ مزید حالات کی تفصیل جاننے کے لیے میری تالیف "سوانح حیات حضرت شاہ چراغ گیلانی لاہوری" ملاحظہ کریں۔ عہد سکھاں میں اس مسجد اور مقبرہ کی حالت نہایت ابتر تھی۔ اور عہد انگلشیہ میں مسجد میں رہائش اور دفاتر تھے۔

۲۱ حضرت شاہ گدا قادری شطاری

گڑھی شاہو لاہور کی ریلوے کالونی بڑا پل اور برٹ انسٹیٹوٹ کے درمیان حضرت شاہ گدا قادری شطاری کی خانقاہ عالیہ ہے۔ آپ شیراز (ایران) کے حسینی سادات سے تھے۔ وہاں سے گجرات کاٹھیاوار پہنچے اور حضرت شیخ وجیہہ الدین قادری شطاری کے مرید ہوئے۔ ان کے وصال کے بعد لاہور آ گئے۔ مشرب آپ کا قلندرانہ تھا۔ اور یہاں ہی ساری عمر اسی طریق پر بسر کی۔ اکثر بوجہ مجذوباں بدن سے برہنہ رہا کرتے تھے۔

آپ کے بہت سے مرید تھے۔ آپ کے بعد قاضی محمد افضل آپ کے خلیفہ ہوئے۔ سال وصال آپ کا ۱۰۷۱ھ مطابق ۱۶۶۰ء ہے۔

قطعہ تاریخ وصال اس طرح ہے۔

Marfat.com

شہ گدا سید ولی متقی
بندہ حق خاکپائے بوترابؓ
گفت تاریخ وصال او خرد
شہ ولی سید گدائے بوتراب

۱۰۶۱ھ

۲۲ حضرت حسینؒ جامی

آپ نورالدین جہانگیر کے عہد کے ایک نہایت عالم فاضل اور نیکوکار بزرگ گزرے ہیں۔ بادشاہ مذکور نے اپنی تالیف "تزک جہانگیری" میں لکھا ہے کہ "میری تخت نشینی سے چھ ماہ قبل شیخ حسینؒ جامی لاہوری نے جو معروف درویش شیرازی کے عقیدت مندوں میں سے ہیں۔ اور اس وقت زیب آستانہ عالیہ ہیں۔ مجھے تحریراً اطلاع دی تھی۔ کہ میں نے خواب میں اولیائے عظام کو ہندوستان کا تخت آپ کے حوالے کرتے دیکھا ہے آپ اس خوشخبری سے فتوح غیب کا انتظار کریں"۔ بادشاہ مزید لکھتا ہے کہ وہ کابل جانے سے پہلے میں لاہور میں شیخ حسینؒ جامیؒ سے ملا۔ اور چونکہ انہوں نے مجھے خواب کے ذریعے ہندوستان کی بادشاہت کی بشارت دی تھی۔ میں نے ان کی خانقاہ کے لنگر خانہ کے لیے بیس لاکھ درہم نذر کیے"۔ مولانا جامیؒ نے بادشاہ کو اپنے مکتوب میں یہ بھی تحریر کیا تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ جب آپ کو ہندوستان کی بادشاہت عطا کر دے۔ تو امیر کبیر خواجہ عبدالکریمؒ کی خطا معاف کر دیں۔ یہ تقریباً ۱۰۱۴ھ مطابق ۱۶۰۵ء کا ذکر ہے۔ لاہور میں آپ کا مدرسہ تھا۔ جس میں آپ درس و تدریس کے فرائض سرانجام دیتے تھے۔ آپ شاعر بھی تھے۔

آپ کا وصال ۱۰۷۲ھ مطابق ۱۶۶۱ء میں ہوا۔ اور قبرستان میانی میں دفن ہوئے۔ مزار حضرت طاہر بندگیؒ کے احاطہ کے قرب و جوار میں ہے۔

Marfat.com

۳۳ حضرت شاہ عبدالحقؒ مجذوب قادری

حضرت شاہ عبدالحق مجذوب قادری حضرت میاں میرؒ فاروقی قادری کے مریدوں میں سے تھے۔ آپ کے متعلق ایک روایت مختلف کتابوں میں لکھی گئی ہے اور وہ یہ ہے کہ عہد جہانگیری میں سدھو نامی کمہار نے ایک پزاوہ تیار کیا تھا جس کی اینٹیں اُمراء وزرا اپنی حویلیوں کے لیے خریدتے تھے۔ عہد شاہجہانی میں اس کے لڑکے بُدھو کو نواب علی مردان خاں اور نواب خلیل اللہ خاں نے اینٹوں کے لیے ٹھیکہ دیا۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ سردیوں کے موسم میں شاہ عبدالحقؒ مجذوب اس پزاوے پر آگیا اور آگ تاپنے لگا۔ بُدھو کے ملازمین نے آپ سے استہزا اور ٹھٹھا مخول کیا۔ نیز وہاں سے نکال دیا۔ اب خدا کی قدرت دیکھیے کہ وہ اینٹیں پکنی بند ہو گئیں اور وہ سُرخ ہونے کا نام ہی نہ لیتی تھیں۔ اس اطلاع کو سُن کر بُدھو نہایت مغموم ہوا۔ اور اس نے نوکروں کو سرزنش کرکے اصل معاملہ کو پالیا۔ اور اس درویش مجذوب کو ڈھونڈ لیا اور اس کی منت سماجت کی۔ چنانچہ اس مجذوب کی دعا سے اینٹیں تو سُرخ نہ ہوئیں۔ مگر وہ زیادہ بھاؤ پہ بک گئیں اور وہ سب اینٹیں شالامار باغ کی بنیادوں میں بھر دی گئیں اور بُدھو کو خاصہ منافع ہوا۔ چنانچہ بدھو نے آپ کی نہایت خدمت کی اور بعد از وصال ۱۰۸۲ھ مطابق ۱۶۷۱ء اس کا عالیشان مقبرہ بنوا دیا۔ جو نواب بہادر خاں کے مقبرہ واقع نہر اپر باری دواب نزد امرتسر ریلوے لائن گاف گراؤنڈ کی کوٹھیوں میں واقع ہے۔ اب مقبرہ گر چکا ہے۔ مگر اس کی بلند سطح پر قبر محفوظ ہے۔

۳۴ حضرت شاہ عبدالرزاقؒ مکّی سہروردی

سہروردی سادات کے یہ لاہوری نامور بزرگ سلسلہ عالیہ سہروردیہ سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ افغانستان کے رہنے والے تھے اور

غزنی سے پشاور اور پھر وہاں سے دہلی پہنچے کر شاہی فوج میں ملازم ہو گئے۔ بعد ازاں نوکری کو خیرباد کہہ کر لاہور تشریف لے آئے۔ یہاں آکر آپ نے حضرت سید میراں محمد شاہؒ موج دریا بخاری سے سلسلہ سہروردیہ میں بیعت و خلافت حاصل کی۔ اور ان کی خدمت اقدس میں دن رات بسر کرنے لگے۔ آپ نے اُن کی اس قدر خدمت کی، کہ شاید ہی کوئی کرے۔ اور اس خدمت میں زندگی کا بیشتر حصہ بسر کیا۔ آپ کثرت سے عبادت و ریاضت میں مشغول رہا کرتے تھے۔ اور باقی اوقات میں اپنے مرشد کی حاضری کو افضل گردانتے تھے۔ آپ مکہ معظمہ سے بھی ہو آئے تھے۔ تارک الدنیا۔ عابد و زاہد۔ پرہیزگار اور نیکوکار بزرگ تھے۔ جامع کمالات ظاہری و باطنی تھے۔ خلوت پسندی کو اچھا سمجھتے تھے۔ اُمراء اور اغنیاء کی صحبت سے کنارہ کشی اختیار کرتے تھے۔ جب ۱۰۸۴ھ مطابق ۱۶۷۳ء میں آپ کا وصال ہوا۔ تو آپ کو نیلا گنبد میں دفن کر دیا گیا۔ کچھ زمانہ کے بعد متولی درگاہ کو حضرت موج دریاؒ بخاری نے خواب میں حکم دیا کہ حضرت غوث الاعظمؒ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس خام قبر پر مقبرہ تعمیر کیا جائے۔ جو عبدالغفور معمار کے اہتمام سے بنا۔ اور ساتھ ہی ایک عظیم الشان مسجد نیلا گنبد تعمیر ہوئی۔ سکھوں کے عہد میں مسجد کے صحن میں آہنی گولے لوہار بناتے تھے۔ اور مقبرہ میں گولہ بارود بھرا رہتا تھا۔ جب انگریزوں کی حکومت آئی۔ تو ملٹری کے لوگ اس جگہ کھانا کھایا کرتے تھے۔ عہد انگریزیہ میں مسجد اور مقبرہ منشی نجم الدین ٹھیکدار گوشت چھاؤنی نے لیا۔ اور اس کی مرمت کروا دی۔ نیز مقبرہ میں جو قبور سکھوں نے ختم کر دی تھیں۔ ان کو دوبارہ بنا دیا گیا۔ مسجد نیلا گنبد اور مقبرہ حضرت عبدالرزاق مکی سہروردی اب زیر انتظام محکمہ اوقاف ہیں۔ جو دکانات کا کرایہ لیتے ہیں۔ اور مسجد کی نگہداشت کا اہتمام کرتے ہیں۔

Marfat.com

خلفائے حضرت شاہ جمالؒ قادری سہروردی

چونکہ آپ کا زمانہ اہالیانِ لاہور کے لیے بہت انتشار کا تھا۔ اور لوگ بادشاہ کے دین الٰہی کی طرف راغب ہو رہے تھے۔ اس لیے آپ نے اس نظریہ کے خلاف کام کیا۔ اور لوگوں کو عبادات و ریاضات کی طرف مائل کیا۔ چنانچہ آپ کے فیوض و برکات سے بے شمار لوگ بلا امتیاز مذہب و ملت فیضیاب ہوئے۔ ہندو اور مسلمان سب آپ کے اخلاق عالیہ اور اوصاف پسندیدہ کی وجہ سے آپ کے معتقد و گرویدہ تھے۔ اور یہی وجہ تھی کہ آپ ہندو اور مسلمانوں میں یکساں طور پر محبوب تھے نیز اشاعت دین کے لیے بھی بہت کام کیا۔ جس سے ہزاروں لوگ آپ کے حلقۂ ارادت میں شامل ہو گئے۔ یوں تو آپ کے بہت سے خلفاء تھے مگر حضرت شیخ فخر الدینؒ اور حضرت پیر حسن شاہؒ ولی کے نام بہت معروف ہیں۔

۱ حضرت شیخ فخر الدینؒ سہروردی

اندرون شہر لاہور ایک ہندو دوھومل رہتا تھا۔ جو کئی سال تک آپ کی خدمت میں برائے حصول اولاد حاضر ہوتا رہا۔ یہ شخص اندرون شہر سے اچھرہ جایا کرتا تھا۔ اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا۔ ایک دفعہ وہ نذرانہ پیش کرنے کے لیے چند خربوزے لایا۔ آپ نے ان میں سے دو خربوزے دوھومل کو عنایت کئے۔ اور خود نماز میں مشغول ہوئے۔ دوھومل نے سمجھا۔ کہ حضرت صاحب نے یہ خربوزے اس کو کاٹنے کے لیے دیئے ہیں۔ چنانچہ اس نے کچھ سوچ کر ان کو کاٹنا شروع کیا۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے دیکھا کہ وہ ایک خربوزہ کاٹ چکا تھا۔ اور دوسرا باقی تھا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ یہ تم نے کیا کیا۔ میں نے تو یہ خربوزے تم کو تمہاری مراد کے لیے دیئے تھے کہ ان کو گھر لے جاؤ اور اپنی بیوی کو کھلاؤ اور اللہ تعالیٰ تم کو اپنی عنایت

Marfat.com

خاص سے دو فرزند عطا کرے گا۔ خیر ابھی تم نے ایک خربوزہ کاٹا ہے۔ دو سرا گھر لے جاؤ اور اپنی بیوی کو کھلا دو۔ اب بھی اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے دو ہی فرزند تولّد ہوں گے۔ مگر اتنا فرق ہو گا کہ پہلا ہندو ہو گا۔ اور جو دوسرا ہو گا۔ وہ مسلمان ہو جائے گا۔ اور میرا خادم بنے گا۔ بہر حال اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا کو شرفِ قبولیت سے سرفراز فرمایا۔ اور دوھومل کے ہاں دو لڑکے پیدا ہوئے۔ دوسرا لڑکا جو چار سال بعد پیدا ہوا تھا۔ اس کا دماغ مختل ہو گیا۔ جب دوھومل اس کو لے کر آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ تو آپ نے اس کے سر پر دستِ شفقت پھیرا۔ اور اس کا نام شیخ فخر الدین رکھا۔ یہ بچہ ہر وقت آپ کی خدمتِ اقدس میں رہنے لگا۔ اور آپ سے فیوض و برکات حاصل کرنے لگا۔ اور آپ کے حلقۂ ارادت میں شامل ہو گیا اور خلافت سے سرفراز گیا۔ حضرت شاہ جمالؒ کو شیخ فخر الدینؒ سے بے پناہ محبت تھی۔ اور اس پر ایک شفیق باپ کی طرح شفقت فرمانے لگے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ نے اس کو اندرون شہر لاہور محلہ جوڑے موری شاہ عالمی میں ایک مکان خرید کر عنایت فرمایا۔ پھر اس کی شادی بھی کر دی۔ اور وہ صاحب اولاد ہوا۔ یہ شیخ فخر الدینؒ آپ کے وصال کے بعد درگاہ حضرت شاہ جمالؒ قادری سُہروردی کا پہلا متولّی اور سجادہ نشین بنا۔ اور تاحیات آپ کے مزار پُر انوار کی خدمت اور دیکھ بھال کرتا رہا۔ بعد ازاں اس کی اولاد بھی سالانہ عرس کرائی رہی یہاں تک کہ یہ درگاہ محکمہ اوقاف کے زیر انتظام و انصرام آ گئی۔

۲ حضرت پیر حسنؒ شاہ ولی سُہروردی

سلسلہ عالیہ قادریہ سہروردیہ قادریہ میں آپ نے حضرت شاہ جمالؒ سے بیعت و خلافت حاصل کی تھی پروفیسر محمد اسلم پنجاب یونیورسٹی لاہور نے تذکرہ حسنو تیلیؒ بنام "تذکرۃ الشیخ والخدم" کا نسخہ مولانا آزاد لائبریری، علیگڑھ یونیورسٹی میں دیکھا تھا۔ اس کا مصنّف خواجہ صورت سنگھ عاقل تھا۔ ان کا بیان ہے کہ ایک سو بیاسی ۱۸۲ ورق کے اس نایاب مخطوطہ کا کوئی دوسرا نسخہ آج تک دیکھ

Marfat.com

یا سننے میں نہیں آیا۔ اس میں کل ۶۱۸۸ اشعار ہیں۔ کتاب فارسی زبان میں ہے اور مصنف نے یہ کتاب نظم فارسی میں ۱۰۵۴ھ مطابق ۱۶۴۵ء بروز جمعرات درگاہ حاجی رتن بھٹنڈا میں شروع کی تھی اور ۱۰۵۷ھ مطابق ۱۶۴۸ء میں مکمل کی تھی۔ اس کتاب میں حضرت حسوؒ تیلی لاہوری کے حالات زندگی ہیں۔ جو بزرگان لاہور میں ایک نمایاں مقام رکھتے ہیں۔

آپ کی پیدائش ۸۹۲ھ مطابق ۱۴۸۷ء کے لگ بھگ ہوئی۔ یہ بہلول لودھی کا عہد حکومت تھا۔ والد کا نام شیخ چندو والدہ میلی اور برادر بزرگ شیخ تارو تھا۔ بڑی بہن کا نام پیاری تھا۔ پیدائش دریائے چناب کے کنارے ایک گاؤں ماکبوال میں ہوئی۔ شیخ چندو اپنے کنبے کو ایک کولھو کی آمدنی سے پالتے تھے۔ جب شیخ حسو ذرا بڑے ہوئے تو ان کے والد نے ان کو اس کام میں لگانا چاہا۔ اور انہیں بارہ روپے دے کر اپنے بڑے بھائی شیخ تارو کی رفاقت میں کنجد خریدنے کے لیے بھیجا۔ اثنائے سفر اُن کی ملاقات سرزمین پنجاب کے مشہور جوگی گورو گورکھ ناتھ سے ہو گئی۔ شیخ حسوؒ گورو کی شخصیت سے اس قدر متاثر ہوئے۔ کہ انہوں نے بارہ روپے جو اُن کے والد نے ان کو کنجد خریدنے کے لیے دیئے تھے اِن کی نذر کر دیئے۔

گورو گورکھ ناتھ نے ان کو اپنے ہاں ٹھہرا لیا۔ اور یہیں شیخ حسوؒ نے اِن سے "کیمیائے سعادت"، حاصل کی۔ کئی برس گزر جانے کے بعد جب شیخ حسوؒ اپنے وطن مالوف کو واپس لوٹے۔ تو برادری کا کوئی فرد بھی انہیں پہچان نہ سکا۔ یہاں تک کہ اُن کی ہمشیرہ بھی اِن کو نہ پہچان سکی۔

مصنف "تذکرہ الشیخ والخدم"، آپ کا ذکر اس طرح شروع کرتا ہے۔

کردم شروع "تذکرہ الشیخ والخدم"،
در ذکرِ حسوؒ تیلیؒ ملک نشان

مؤلف "حدیقتہ الاسرار فی اخبار الابرار"، لکھتا ہے۔

"آنحضرت خوش نصیب وبہتر حضرت حسنؒ کنجد گر حسوتیلی از خلفائے معروف ترین حضرت شاہ جمال الدینؒ لاہوری کہ کامل و اکمل بودند قدس سرہ العزیز ۱۰۶۲ھ"،

Marfat.com

گورو گورکھ ناتھ

ایک شخص شیوجی کے پاس اولاد کی خاطر آتا تھا۔ مگر اس کی کچھ مدت شنوائی نہ ہوئی۔ ایک دن شیوجی کی پتنی پاربتی نے کہا۔ کہ آپ کا یہ سیوک مدت سے اولاد کے حصول کے لیے آ رہا ہے۔ اس کی طرف توجہ دیں۔ تاکہ اس کے گھر اولاد ہو۔ انہوں نے اپنی دُھونی سے کچھ خاکستر اٹھا کر اس کو دی۔ اور کہا کہ جا کر اس کو اپنی استری کو کھلا دے۔ چنانچہ اس نے گھر جا کر وہ خاکستر اپنی بیوی کو دے دی۔ جس نے اعتقاد نہ ہونے کی بناء پر وہ خاکستر اپنی گرہ میں باندھ لی۔ بعد اس کے ایک روز وہ خاکستر اس کی گرہ سے گر کر گوبر میں جا پڑی اس دوران وہ سیوک بدستور آپ کی خدمت میں آتا رہا۔ ایک روز پاربتی نے شیوجی کہا کہ ابھی تک آپ کا یہ سیوک اولاد سے محروم ہے۔ جب شیوجی نے اس سے خاکستر کے متعلق دریافت کیا۔ تو اس نے سارا ماجرا سنا دیا۔ کہ بے اعتقادگی کی بناء پر میری استری نے وہ خاکستر گوبر میں گرا دی تھی۔ شیوجی نے کہا۔ کہ جا اور اس گوبر کو دیکھ۔ جب سیوک وہاں پہنچا تو گوبر سے ایک بالک نکل آیا۔ اس پر شیوجی نے کہا۔ کہ یہ بالک بہت تپسیا کرنے والا ہو گا اور تیرے کام کا نہ ہو گا۔ چونکہ وہ لڑکا شیوجی کی کرامت سے پیدا ہوا تھا۔ اس لیے انہوں نے اسی کا نام گورکھ ناتھ رکھا۔ چنانچہ جب وہ شیوجی کی صحبت میں بڑا ہوا۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ تم اپنا گورو تلاش کرو۔ چنانچہ وہ سمندر کے کنارے چلا گیا۔ وہاں اس نے روٹی پکا کر پیپل کے پتے پر رکھ کر سمندر میں بہا دی۔ جس کو راکھ مچھلی کھا گئی۔ بارہ برس کے بعد گورکھ ناتھ نے اس مچھلی کو طلب کیا اور کہا کہ فلاں روز تُو نے میری روٹی کھائی تھی۔ وہ واپس کر دو۔ اس نے روٹی کے بدلے اپنے منہ سے ایک بالک نکال کر گورکھ ناتھ کو دے دیا جس کو لے کر وہ شیوجی کے پاس آیا۔ اس نے اس کا نام مچھندر ناتھ رکھا۔ اور یہ گورکھ ناتھ کا گورو بنا۔ بعد میں اس نے شیوجی مہاراج کے حکم پر چیلے بنانے شروع کیے۔ زاں بعد

Marfat.com

پاربتی نے شیوجی کے کہنے پر اپنے ناخنوں سے اس کے کان پھاڑ کر مُندریں پہنائی، گیروی کپڑے پہنا دیئے تو گورو گورکھ ناتھ نے اپنے چیلوں کے ساتھ یہی عمل شروع کیا۔ اس طرح گورکھ ناتھ ایک صاحب کمال گورو بنا۔ تپسیا میں اس کا کوئی ثانی نہ تھا۔ ان کے بہت سے استدراج مشہور ہیں۔ زنار پہننے اور سنکھ بجانے کی رسم بھی شیوجی سے منسوب ہے۔ ٹیلہ گورکھ ناتھ جہلم سے بارہ کوس کے فاصلے پر ایک پہاڑی پر واقع ہے۔ لکھا ہے کہ جب راجہ بھرتری ہری برادر راجہ بکرماجیت کی بیوی پنگلا مر گئی، تو راجہ بہت مغموم ہوا۔ اس وقت گورو گورکھ ناتھ نے اپنی تپسیا کے زور سے اس کو زندہ کر دیا تھا۔ راجہ اس کی یہ کرامت دیکھ کر اس کا چیلہ بن گیا تھا۔ یہ بھرتری ہری وہی راجہ ہے۔ جس کے متعلق علامہ اقبال نے یہ شعر کہا تھا۔

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مردِ ناداں پر کلامِ نرم و نازک بے اثر۔

ورودِ لاہور اور حضرت موسیٰؒ آہنگر سہروردی سے ملاقات

حضرت پیر حسنؒ شاہ ولی المعروف بہ حسّو تیلی کا وصال ۱۰۳۱ھ/ ۱۶۰۳ء عہد اکبری میں لاہور میں ہوا۔ اس وقت آپ کی عمر ۱۲۰ سال کی تھی۔ اور مطابق "خزینۃ الاصفیاء" حضرت موسیٰؒ آہنگر سہروردی خلیفہ حضرت شیخ عبدالجلیل چوہڑ بندگیؒ کا وصال لاہور میں ۱۵۱۴ء عہد ابراہیم لودھی میں ہوا۔ جس سے ظاہر ہے کہ آپ عہد ہمایوں ۱۵۵۱ء میں تشریف لا چکے تھے۔ تبھی آپ کی ملاقات حضرت موسیٰ آہنگرؒ سے ثابت ہو سکتی ہے۔ بہر حال صورت سنگھ عاقلؔ کے مطابق حضرت پیر حسن شاہؒ ولی کے مراسم حضرت موسیٰ آہنگرؒ سے تا وصال رہے۔ حضرت موسیٰؒ آہنگر کے والد گرامی قدر کا اسم گرامی سلطان عرب تھا، جب لاہور تشریف لائے۔ حضرت چوہڑ بندگیؒ سے سلسلہ سہروردیہ میں خلافت حاصل کی۔ اور رشد و ہدایت کا سلسلہ شروع کیا۔ آپ کے مرشد نے آپ کو دو بیگھہ اراضی برائے خانقاہ دے دی تھی۔ جب لاہور

Marfat.com

قیام کیا۔ تو بے شمار خلقت آپ کی خدمت اقدس میں سلوک و معرفت کی منازل طے کرنے کے لیے حاضر ہوئی۔ مصنف "مناقب موسوی" نے آپ کی بے شمار کرامات تحریر کیں ہیں۔ وفات کے بعد آپ کا مقبرہ قلعہ گوجر سنگھ آبادی کے بالمقابل میکلوڈ روڈ پر ایک گلی میں (چراغ سٹریٹ) واقع ہے۔ جو لاہور کے قدیم ترین مقابر میں شمار ہوتا ہے۔ اندرون مقبرہ دیواروں پر آیات اُبھرے حروف میں موجود ہیں۔ لکھا ہے کہ آپ کا مقبرہ میر ہاشم نے تعمیر کرایا تھا۔ جو فنِ تعمیر کا ایک نادر نمونہ ہے۔ تاریخ وصال اس طرح ہے۔

چو نور طور عرفان شیخ موسیٰ — شد از دنیا بہ خلد جاودانی
بہ مسرور شد جہاں تاریخ سالش — ز سلطانِ زمن موسیٰ ثانی

دکان واقع چوک جھنڈا

اپنے گاؤں میں چنداں قیام کے بعد آپ پھرتے پھراتے لاہور آئے۔ اور اندرون لاہوری دروازہ چوک جھنڈا میں آپ نے گندم فروشی کا کاروبار شروع کر دیا۔ چونکہ گورو گورکھ ناتھ کے پاس رہ کر ان کو بزرگوں کی صحبت میں رہنے کا شوق پڑ گیا تھا۔ اس لیے آپ لاہور میں بھی بزرگانِ دین اور نیکوکار لوگوں کے پاس آنے جانے لگے۔ ایک دفعہ آپ حضرت شاہ جمالؒ قادری سہروردی کی خدمت اقدس میں پہنچے۔ تو پھر مستقلاً آپ انہیں کے ہو کر رہ گئے۔ ایک روز شیخ حسوؒ نے حضرت شاہ صاحب سے عرض کی کہ وہ انہیں کوئی ایسی ترکیب بتائیں جس سے ان کے کاروبار میں برکت ہو۔ حضرت شاہؒ صاحب نے فرمایا کہ چوک جھنڈا کے بیوپاری کم تولنے میں بدنام ہیں، اس لیے تم پورا تول تولا کرو۔ شیخ حسوؒ نے ان کی یہ نصیحت پلے باندھی اور اس کے بعد جو خریدار بھی آپ کے پاس آتا۔ اس سے کہتے کہ تم خود ہی تول لو۔ اور لے جاؤ۔ چنانچہ اس نیک نیتی سے ان کے کاروبار میں اسس قدر برکت ہوئی کہ ان کے پاس ایک خطیر رقم جمع ہو گئی۔ اور پھر یہاں تک نوبت

Marfat.com

پہنچی، کہ آپ سونے کے باٹ اور ترازو استعمال کرنے لگے۔ ایک روز آپ حسب معمول حضرت شاہ جمالؒ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے، تو اپنی امارت کا ذکر کیا۔ اِس پر شاہ صاحب نے فرمایا۔ کہ اپنے سونے کے باٹ اور ترازو دریائے راوی میں پھینک دو۔ چنانچہ انہوں نے اُن کے حکم کی تعمیل کر دی۔ چند روز کے بعد کچھ غلّہ فروش ایک پایاب مقام سے دریائے راوی عبور کر رہے تھے۔ کہ اِن کے پاؤں بھاری بھر کم پتھروں سے ٹکرائے۔ انہوں نے راستے سے وہ پتھر ہٹانے چاہے، تو وہ وہی سونے کے باٹ اور ترازو تھے۔ چونکہ وہ غلہ فروش شیخ حسّو کی امارت کو جانتے تھے۔ اِس لیے وہ اِن کو لے کر سیدھے آپ کی دکان پر پہنچے۔ اس کے بعد آپ وہی ترازو اور باٹ لے کر حضرت شاہ جمالؒ کی خدمت اقدس میں پہنچے۔ اور تمام ماجرا سنایا۔ انہوں نے فرمایا۔ کہ یہ تمہاری دیانتداری کا صلہ ہے۔ ہمیں صرف یہ بتانا مقصود تھا۔ کہ حلال کی کمائی کبھی ضائع نہیں ہوتی۔ اِس بات سے شیخ حسّو کا دل خاصا متاثر ہوا۔ اور انہوں نے کاروبار ترک کر کے درویشی اختیار کر لی اور حضرت شاہ جمالؒ کے حلقہ عقیدت و ارادت میں داخل ہو گئے۔ آپ کے پیرو مرشد نے بھی اپنے مرید صادق کی طلب کو مدنظر رکھتے ہوئے اِن کی روحانی تربیت میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی۔ اور جب اِن کی تربیت مکمل ہو گئی۔ تو ان کو خلافت عطا کر کے دوسروں کی رہنمائی کے لیے متعین کر دیا۔ چنانچہ انہوں نے بقایا زندگی لاہور میں ہی رشد و ہدایت میں گزاری۔ لکھا ہے کہ جو شخص غلّہ زیادہ تول کر لے جاتا تھا۔ گھر جا کر اس کا غلّہ گھٹ جاتا تھا۔ اور جو پورا تولتا تھا۔ اس کا بڑھ جاتا تھا۔ چوک جھنڈا میں جو جھنڈا نصب ہے۔ وہ شیخ حسّو نے نصب کیا تھا۔ اسی لیے اس جگہ کا نام چوک جھنڈا مشہور ہو گیا۔ عقیدت مند حضرات ہر جمعرات کو اِس دکان میں چراغ جلاتے ہیں۔ جو کہ آج بھی موجود ہے۔

آپ علم و فضل کے بھی منبع تھے۔ ایک دفعہ ایک مولوی صاحب حضرت شیخ حسّوؒ سے ملنے آئے، تو باتوں باتوں میں انہوں نے پُل صراط کا ذکر چھیڑا۔ اور اس

Marfat.com

کی باریکیاں بیان کرنے لگا. جب مولوی صاحب نے اپنی بات ختم کی. تو آپ نے فرمایا. کہ وہ پل صراط کی حقیقت کو شریعت نبوی مراد لیتے ہیں.

مولوی نور احمد چشتی آپ کے متعلق ایک اور واقعہ لکھتا ہے. کہ ایک روز آپ گندم تول رہے تھے. اور حسب دستور دھڑوائیان دہارناں گن رہے تھے. جب بارہ دہارناں تول چکے. اور نوبت تیرہویں دہارن کی آئی. تو کسی نے آپ کو بلایا. اور دھڑوائیان کا دستور ہوتا ہے. کہ جب کسی سے تولتے ہوئے کلام بھی کرتے ہیں. تو وہ شمار دہارنوں کا یہ سبب اِس کے کہ بھول نہ جاوے بار بار بولتے جاتے ہیں. آپ نے اس کے جواب میں چند دفعہ تیران میں تیران کہا. تو انہوں نے اس کے یہ معنی سمجھے کہ یاالٰہی میں تیرا ہوں. یہ بات کہتے ہوئے اُٹھ کھڑے ہوئے. اور گندم فروشی چھوڑ دی. اور تیل بیچنا شروع کر دیا. اور اس طرح تمام تیلی حضرات آپ کے خادم ہوئے.

موجودہ صورت میں آپ کی یہ دکان اندرون لوہاری دروازہ. چوک جھنڈا. بالمقابل مکان نمبر D/12 منڈی کے آخر میں گلی سے پہلی دکان ہے. اس پر دومنزلہ مکان ہے. نیچے دُکان کا نشان ہے. جس میں دیئے جلائے جاتے ہیں. باہر سے گلی مسقّف ہے.

زیارتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اور

حضرت مادھولال حسینؒ سے آپکے تعلقات

مصنف "تحقیقاتِ چشتی" نے کتاب "سیر العارفین" کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضرت شیخ حسو تیلیؒ اور حضرت لال حسینؒ ہم عہد تھے. چونکہ حضرت لال حسینؒ کا طریقہ ملامیتہ. مجذوبانہ اور قلندرانہ تھا. وہ چوک جھنڈا سے حضرت کی دکان کے پاس سے دھمال ڈالتے حضرت پیر علی ہجویری داتا گنج بخشؒ دربار میں جایا کرتے تھے. ایک دن آپ نے اُن کو فرمایا. کہ اے لڑکے اتنا شور و غل

Marfat.com

کیوں مچاتا ہے۔ آئندہ سے اس سے اجتناب کر۔ نیز آپ نے اپنے ہم نشینوں سے سے فرمایا۔ کہ ہمیں یہ شخص کبھی مجلسِ نبوی میں نظر نہیں آیا۔ اور یہاں اتنا شور و غل مچاتا ہے۔ حضرت لال حسینؒ نے کچھ توجہ نہ فرمائی اور اسی انداز میں گزر گئے۔ یہاں تک کہ تین دن اس طرح گزر گئے۔ بعد اس کے کہ ایسا اتفاق ہوا کہ ایک شب حضرت حسوتیلیؒ مجلسِ نبوی میں حاضر تھے۔ یکایک کیا دیکھتے ہیں کہ ایک لڑکا خورد سال آکر جنابِ رسولِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی گود میں آکر بیٹھ گیا ہے۔ حضرت اس کو پیار کرتے ہیں بعد اس کے وہاں سے اُٹھ کر حضرت حسوتیلی کی خدمت میں آبیٹھا۔ انہوں نے بہ لحاظ جنابِ نبویؐ اس لڑکے کو گود میں لے لیا۔ اس لڑکے نے حسب عادت طفلانِ خورد سال حضرت حسوتیلیؒ کی داڑھی پر ہاتھ مار کر چند بال اکھاڑ لیے۔ پھر ایک روز حضرت لال حسینؒ شور و غل مچاتے ہوئے چوک جھنڈا سے گزرے۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ یہاں تم اس عادت سے باز نہیں آتے۔ حضرت لال حسینؒ نے ان کو وہی مجلس نبویؐ والے اکھاڑے ہوئے بال دکھائے۔ تو انہوں نے آپ کو چھاتی سے لگایا اور فرمایا۔ کہ جو شخص ہمارا خادم ہو۔ وہ حضرت لال حسینؒ کا ادب پیروں کی طرح کرے۔

حضرت شیخ حسوتیلیؒ کے خلفاء و مُرید

حضرت شاہ دولہؒ دریائی سہروردیؒ

صاحب کتاب "حدیقۃ الاسرار فی اخبار الابرار" آپکے متعلق لکھتا ہے۔ "آں ابرِ رحمت و مقام فیض یابی حضرت شاہ دولہ گجراتی پنجابی از اولیائے اکمل و مشائخ افضل بود قدس سرہٗ صاحب وجد و سماع بودند۔ وفات ۱۰۷۵ھ۔

لکھا ہے کہ اوائل عمر میں ہی آپ کے والدین انتقال کر گئے تھے۔ اور بعض بد معاش لوگوں نے آپ کو ایک ہندو کے ہاتھ فروخت کر دیا تھا۔ مگر بعد ازاں آپ کی نیکدلی سے متاثر ہو کر انہوں نے آپ کو آزاد کر دیا۔ سلسلہ نسب سلطان بہلول لودھی سے ملتا ہے۔ کچھ لوگ آپ کو سید سرمستؒ کا مرید

Marfat.com

بتاتے ہیں، مگر معاصر تذکرہ نگار صورت سنگھ عاقل آپ کو حضرت شیخ حسوؒ تیلی کا مرید لکھتا ہے۔ پھر سیالکوٹ پہنچ کر حضرت شاہ سرمستؒ سہروردی کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے۔ "کرامت نامہ شاہ دولہ" مصنفہ مشتاق رام گجراتی مطبوعہ ۱۳۲۰ھ مطابق ۱۹۰۲ء میں لکھا ہے، کہ آپ لاہور تشریف لائے تھے۔ اور اورنگ زیب عالمگیر سے ملاقات کی تھی۔ آپ نے رفاہِ عامہ کے بے شمار کام کیے اور عمارات از قسم مساجد، چاہ، باؤلی، مسافر خانے، پل، سرائے وغیرہ تعمیر کرائے۔ عمر بھر مجرد رہے۔ سماع بکثرت سنتے تھے۔ اور اکثر حالت وجد طاری رہتی۔ آپ مستجاب الدعوات تھے۔ جن لوگوں کے گھر اولاد نہ ہوتی تھی۔ وہ آپ کے دربار گوہر بار سے مستفید ہوتے تھے۔ جب آپ پہلی دفعہ لاہور تشریف لائے۔ تو جہانگیر سے ملاقات کی بادشاہ اور ملکہ نورجہاں آپ سے خاصے متاثر ہوئے۔ دوسری مرتبہ جب لاہور تشریف لائے تو آپ نے اورنگ زیب عالمگیر سے ملاقات کی۔ جب لوگوں نے آپ کے لاہور آنے کی خبر سنی۔ تو بے شمار خلقت باغ مقبرہ جہانگیر میں جمع ہوگئی۔ جہاں آپ نے ڈیرہ کیا تھا۔ دوسرے روز دریائے راوی سے کشتی میں سوار ہوکر شہر میں آئے۔ لاہور پہنچ کر بادشاہ سے ملاقات کی۔ کھانا ایک ساتھ مل کر کھایا۔ اور اُن کے حق میں دعائے خیر مانگ کر رخصت ہوئے۔

مزید حالات معلوم کرنے کے لیے میری تالیف "لاہور کے اولیائے سہرورد" کا مطالعہ کریں۔

وفات آپ کی ۱۰۷۵ھ مطابق ۱۶۶۴ء عہد اورنگ زیب عالمگیر میں بمقام گجرات ہوئی۔ تاریخ وصال اس طرح ہے۔

"جنت رسید شہ دولا" ۱۰۷۵ھ

۲ حضرت شیخ سعداللہؒ ستر پوش سہروردی

مصنف "تذکرہ الشیخ والخدم" آپ کے متعلق لکھتا ہے۔

بود بقوم قریشی شرف ز گوہر شیخ　　　چہ گوہری کہ دید آب گوہر شہوار

Marfat.com

آپ کو شیخ سعداللہ ستر پوشؒ بھی کہا جاتا ہے۔ کیونکہ آپ ہر وقت چہرے پہ برقعہ رکھتے تھے۔ اس کا ایک خلیفہ تھا۔ جس کا نام ابراہیم شاہ تھا۔ حضرت شیخ سعداللہ ستر پوشؒ بڑے بلند پایہ بزرگ تھے۔ انھوں نے ساری عمر آپ کی ہی خدمت گزاری میں بسر کی۔ حضرت پیر حسن شاہؒ ولی آپ کو نہایت نیکوکار مردِ خدا سمجھتے تھے۔

سیّد السّادات میر جہانگیرؒ سہروردی

آپ گجرات کے وزیر اعظم کے بھانجے تھے۔ اور آپ حضرت شیخ حسوؒ تیلی سے بہت متاثر تھے۔ اس لیے اِن کی بیعت سے مشرف ہوئے۔ اکثر گجرات سے لاہور آتے۔ اور آپ کی خدمتِ اقدس میں وقت گزار کر دعا کے طالب ہوتے۔ مصنف "تذکرہ الشیخ والحذم" نے آپ کا ذکر کیا ہے۔

سید فتح محمودؒ سہروردی

آپ سید السادات میر جہانگیرؒ کے بھائی تھے۔ اور اپنے بھائی کے ہمراہ حضرت پیر حسن شاہ ولیؒ سے قادری سہروردی سلسلہ میں بیعت کر لی تھی۔

صُورت سنگھ عاقلؔ (سیوک)

صُورت سنگھ عاقلؔ ولد دونی چند ولد گوبند داس کمبوہ پٹی کے متصل ایک گاؤں نیتسر جو دریائے ستلج کے کنارے تھا۔ میں پیدا ہوا۔ تعلیم سے فراغت کے بعد اس نے لاہور آ کر امانت خاں کی ملازمت اختیار کر لی۔ اور محلہ ٹلہ میں ایک مکان بھی خرید لیا۔ وہ خود لکھتا ہے کہ میرے اس مکان کے نزدیک مولوی عبدالکریم محمد شریف اور نظام خاں جو یہ کے مکان تھے۔ صورت سنگھ درویشوں سے بہت متاثر تھا۔ اسی لیے اس کو مولوی عبدالکریم نے تمباکو نوشی سے منع کیا تھا۔

Marfat.com

مگر پھر بھی وہ تمباکو استعمال کرتا رہا۔ صُورت سنگھ عاقلؔ آپکا سیوک تھا۔ صُورت سنگھ عاقلؔ نے "تذکرہ حسوؔتیلیؒ" ۱۰۵۸ھ مطابق ۱۶۴۸ء میں مکمل کیا تھا۔ جو کہ شاہجہان کا دورِ حکومت تھا۔ حضرت پیر حسن شاہ ولی المعروف بہ حضرت حسوؔتیلیؒ پر یہ پہلا اور قدیم ترین تذکرہ ہے۔ جس سے ہمیں آپ کے حالات دستیاب ہوتے ہیں۔

صورت سنگھ عاقل غیر مسلم تھا۔ مگر اس نے "تذکرہ الشیخ والخدم" لکھ کر بزرگانِ لاہور کے حالات بالخصوص حضرت شیخ حسوتیلیؒ کے نہایت جامع حالات دنیا کے سامنے پیش کئے ہیں۔ جو کسی اور جگہ سے دستیاب نہیں ہو سکتے۔ اور یہ اس کا احسان ہے۔ کہ اس نے آپ کے حالات فارسی نظم میں لکھ کر آپ کی شخصیت کو ایک نہایت نمایاں اور اہم مقام دلایا ہے۔ اور عقیدت کی بناء پر وہ اپنے آپ کو اُن کا مرید لکھتا ہے۔

مولوی عبدالکریمؒ قادری سُہروردی

مولوی عبدالکریمؒ شیخ حسوؔتیلیؒ کا مرید تھا۔ اور اُن سے خلافت بھی حاصل کی تھی۔ مصنف "تذکرہ الشیخ والخدم"، آپ کی بہت تعریف کرتا ہے۔ کہ آپ اوصافِ حمیدہ اور فضائل پسندیدہ کے مالک ہیں۔ آپ زبردست عالم فاضل تھے۔ آپ کے ایک فرزند کا نام شمس الدین تھا۔ صورت سنگھ اپنے پیر مولوی عبدالکریمؒ کے متعلق لکھتا ہے۔

زہی بفضل و کرم کانِ مین و بحرِ لبسار — سپہرہ مرتبہ عبدالکریم مہر بسار
کہ اکثر گزرِش در محلہ طلہ بود — گزشت پیش درم روزی آن فرشتہ شعار
سپہرہ مرتبہ عبدالکریم کز وی مہر — کند ز بر سبق خرد مطلع الانوار
ز لطفِ حضرت عبدالکریم پاک سیر — فکند ظلِ کرم بر سرم ہما کردار

مصنف مذکور مزید لکھتا ہے۔ کہ مولوی عبدالکریمؒ اتنا بلند پایہ عالم تھا۔ کہ فقہ کی جُزئیات پر بھی اس کی گہری نظر تھی۔ اور وہ تمباکو نوشی کو ایک قبیح فعل سمجھتے تھے

Marfat.com

حضرت شیخ کمال سہروردی

آپ حضرت شیخ حسو تیلیؒ کے مرید اور مولوی عبدالکریمؒ کے پیر بھائی تھے۔ جو ملامیتہ مشرب رکھتے تھے۔ اپنے مرشد کے وصال کے بعد صورت سنگھ عاقل اِن کے حلقۂ ارادت میں آگیا تھا۔ مسلمانوں کے علاوہ بہت سے ہندو سیوک بھی آپ کے مرید تھے۔ جن میں موہن رائے۔ بسنت رائے۔ بھاگداس۔ سری چند۔ نہال چند۔ سرانند۔ ہرنام۔ دیورام۔ منوہر۔ ہری چند۔ ابرام۔ کلیان۔ لدہ۔ بنوالی وغیرہ سیوک شامل تھے۔ لاہور میں شیخ کمالؒ کی خانقاہ تھی۔ جس میں ہر وقت لنگر جاری رہتا تھا۔ جہاں سے مسافروں اور مریدین و متقدین کو ہر قسم کا کھانا ملتا تھا۔ اس خانقاہ کے لنگر کا خرچہ حکومتِ وقت برداشت کرتی تھی۔

شیخ کمال کا انتقال ۱۰۳۹ھ مطابق ۱۶۳۰ء کو ہوا۔ اس وقت بادشاہ ہندوستان شہاب الدین شاہجہان تھا۔ اور لاہور کا گورنر عنایت اللہ یزدی تھا۔

قطعہ تاریخ اس طرح لکھا ہے۔

نثار جانِ بحق از اہل حق بود الحق

فنا بحق شدن و ہم بقاو بحق ہموار

شہزادہ داور بخش المعروف بلاقی کی تخت نشینی لاہور کے متعلق صورت سنگھ نے شیخ کمالؒ سے دریافت کیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ یہ عارضی انتظام ہے۔ چند دنوں کے بعد آصف خاں نے بلاقی کو قتل کر دیا۔ اور شاہجہان کی بادشاہت کا اعلان کر دیا۔

وہ لکھتا ہے

یہ کوچہ کوچہ منادی زدند در لاہور

زیاد شاہی شاہ جہاں صغاد وکبار

جہانگیر کی شیخ کمالؒ کی خدمت میں حاضری

ایک دفعہ جہانگیر جب لاہور آیا۔ تو وہ شیخ کمالؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔

Marfat.com

تھا، مصنف "تذکرہ الشیخ و المخدوم" نے خصوصیت سے اس کا تذکرہ کیا ہے۔

ایک بار سری چند آپ کو جہانگیر آباد (ہرن مینار شیخوپورہ) بمعہ صورت سنگھ عاقل کو لے کر گیا۔ جب وہاں پہنچے، تو سری چند نے تمام ساتھیوں کو بڑا پُرتکلف کھانا کھلایا۔ اور کشتی میں بٹھا کر تالاب کی سیر کروائی، صورت سنگھ اس موقع پر مینار پر چڑھا۔ اور اس نے مینار کے ۱۰۴ زینے شمار کیے۔

اس زمانہ میں لاہور میں ایک مجذوب مسمّی منگا بھی رہا کرتا تھا۔ صورت سنگھ عاقلؔ اس کا بڑا گرویدہ تھا۔ اور گاہے گاہے وہ اس کے مکان پر بھی آیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ اس کی نشاندہی پر صورت سنگھ کو اس مکان سے ایک دفینہ بھی ملا تھا۔

حضرت شیخ حسنؒ المعروف بہ حسّو تیلیؒ لاہوری نچلے طبقے میں بہت مشہور و مقبول تھے۔ علاوہ بریں اہل ہنود کی ایک کثیر تعداد بھی آپ کی مرید تھی۔ مسلمان مریدوں میں صورت سنگھ عاقلؔ نے نظام، مہرعلی، میاں بولا، شیخ لال، بُدھو، منگو بصیر، ککا جان، بشیر احمد، ستر اللہ، حسن اور عبدالکریم کے نام گنائے ہیں۔ پنجاب اور لاہور کی تیلی برادری ان کو اپنا پیر تسلیم کرتی ہے۔ اس کی نشاندہی سید وارث شاہ نے اپنے لافانی شاہکار "ہیر وارث شاہ" میں اس طرح ہے۔

حسّو تیلی جیویں پیر ہے تیلیاں دا سلیمان ہے جنّ بھوتاسیاں دا

مزید براں صورت سنگھ عاقلؔ نے آپ کی بہت سی مرید خواتین کے نام بھی لیے ہیں۔ جن میں اس کی ہمشیرہ پیاری کا نام بھی شامل ہے۔

بزرگانِ وقت سے تعلقات

۱:۔ حضرت شیخ عبدالجلیل چوہڑ بندگی سہروردی لاہوریؒ کے خلیفہ حضرت شیخ موسیٰ آہنگرؒ سے آپ کے بڑے اچھے تعلقات تھے۔ جو ان کے وصال تک قائم رہے۔ ان دونوں بزرگانِ لاہور کا اس عہد میں سہروردی سلسلہ کے معروف بزرگان میں شمار ہوتا تھا۔

۲:۔ مشہور و معروف ولی شیخ نظام چشتیؒ نارنولی عہد اکبری کے ایک مرید شیخ عبدالغنی جب لاہور آبسے۔ تو آپ کا ان سے بھی مکمل رابطہ تھا۔ شیخ نظام نارنولیؒ جو

Marfat.com

چشتی سلسلہ کے ایک بڑے بزرگ تھے۔ اکبر خود اُن کے گاؤں جا کر اُن کی زیارت سے مشرف ہوا تھا۔ صورت سنگھ عاقل شیخ عبدالغنی کے متعلق لکھتا ہے۔

فرشتہ صورت عبدالغنی کہ در معنی — دلش غنی بدی از میل درم و دینار

مرید شیخ نظامی نارنولی بود — کہ از فریدالدین شکر گنج یافت دست یسار

۱۳۔ چھجو بھگت لاہوری سے بھی حضرت شیخ حسو" کے بڑے خوشگوار مراسم تھے۔ ایک دفعہ آپ نے بھگت کا امتحان لیا۔ تو آپ نے اس کو فقیر کامل پایا۔ آپ قوم بھاٹیا سے تعلق رکھتے تھے۔ اور صراف تھے۔——— رہائش اُن کی محلہ طلا بخاری میں تھی۔ جہاں آپ کا چوبارہ موجود ہے۔ تمام عمر مجرد رہے۔ اس نے اپنی ساری زندگی درویشی میں بسر کی۔ اُوپر چوبارہ میں یہ عبادت کیا کرتے تھے۔ اور نیچے اس کی دکان تھی۔ دکان کی جگہ بعد ازاں مندر بنایا گیا۔ ہندو لوگ اس کو اوتار سمجھتے ہیں۔ مصنف "تحقیقات چشتی" نے کئی ایک اس کی کرامات تحریر کی ہیں۔ موجودہ صورت میں چوبارہ چھجو بھگت میو ہسپتال کے اندر واقع ہے۔ اس کی وفات کے بعد عہد مہاراجہ رنجیت سنگھ میں یہاں باغ احداث کرایا گیا۔ جو عہد انگلشیہ میں ختم کر کے میو ہسپتال اور میڈیکل کالج بنا دیا گیا۔ اب اس جگہ کو گرایا جا رہا ہے۔ ایک چوبارہ اور دو گنبد باقی رہ گئے ہیں۔ اور اس کی جگہ ہسپتال کے لیے کمرے تعمیر ہو رہے ہیں۔ اس جگہ لاہور ہاسپٹل ویلفیئر سوسائٹی (صحت گاہ) ۱۹۵۰ء کا دفتر قائم ہے۔ میو ہسپتال کے شمالی صدر دروازے بطرف گوالمنڈی سے بائیں جانب ۱۲۰ قدم کے فاصلے پر واقع ہے۔ کہا جاتا ہے کہ جب اس کا آخری وقت آیا۔ تو وہ اپنے کمرہ میں چلا گیا۔ اور پھر نظر نہ آیا۔ یہ ۱۶۴۰ء کا واقعہ ہے اور عہد شاہجہان تھا۔ ہندو لوگ کہتے ہیں۔ کہ وہ زمین میں سما گیا ہے۔ چھجو بھگت کا ایک مکان ڈھل محلہ میں بھی واقع تھا۔ جس کی بھی ہندو لوگ پرستش کرتے تھے۔ رائے بہادر کنہیا لال اپنی تصنیف "تاریخ لاہور" میں لکھتا ہے۔ کہ حضرت میاں میرؒ، حضرت شاہ بلاولؒ اور حضرت میاں محمد اسماعیلؒ المعروف میاں وڈا سے اس خدا پرست کی دوستی تھی۔ جس وقت یہ اپنے چوبارہ میں بیٹھ کر عبادت کیا کرتا تھا۔ تو زینہ اوپر کھینچ لیتا تھا۔ تاکہ لوگ مخل نہ

Marfat.com

ہوں۔

موجودہ صورت میں یہ چوبارہ میو ہسپتال میں واقع ہے۔ سمادہ سنگِ مرمر کی بنی ہوئی ہے۔

سہ حاکمان لاہور (لہنا سنگھ، سوبھا سنگھ، گوجر سنگھ) اور مہاراجہ رنجیت سنگھ نے اس عمارت کی تعمیر و مرمت میں بڑا حصہ لیا۔

کرامات حضرت حسوؒ تیلی سہروردی

۱

عبدالرحیم خان خاناں پسر بیرام خاں کو آپ سے بے حد عقیدت تھی۔ ایک بار جب اس کو ٹھٹھہ کی مہم درپیش ہوئی تو وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور دعا کے لیے ملتجی ہوا۔ جب ٹھٹھہ فتح ہوا۔ تو خانِ خاناں نے حضرت کی خدمت اقدس میں پانچ سو روپوں کا نذرانہ پیش کیا تھا۔ یہ آپ کے مستجاب الدعوات ہونے کی دلیل ہے۔

۲

جن دنوں عبدالرحیم خان خاناں دکن کی مہمات میں مصروف تھا۔ تو اس نے دکن روانہ ہونے سے قبل آپ سے فتحیابی کے لیے دعا کی درخواست کی تھی۔ جب فتوحات دکن میں اس کو نمایاں کامیابی ہوئی۔ تو وہ آپ کا بے حد معتقد ہو گیا تھا۔ اور پھر اس نے آپ کی دعاؤں سے بہت فیضان حاصل کیا تھا۔

۳

مخدوم الملک ملا عبداللہ شاہ سلطانپوری صدر الصدور سلطنت اکبری تھا۔ اور وہ فقراء کے سخت خلاف تھا۔ اسی لیے وہ حضرت مادھو لال حسینؒ لاہوری سے بھی عناد رکھتا تھا۔ لامحالہ آپ سے بھی اس کی پرخاش تھی۔ مگر جب اس کا دور ختم ہوا۔ تو وہ آپ کے معتقدین میں شامل ہو گیا تھا۔

Marfat.com

۴

نواب مرتضیٰ خاں شیخ فرید بخاری گورنر لاہور ۱۶۱۰ء تا ۱۶۱۶ء نے ایک دفعہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اولاد کے حصول کے لیے دعا کی درخواست کی۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ تیرے نصیب میں اولاد نہیں ہے۔

۵

شہنشاہ جلال الدین اکبر کے حضرت شیخ حسنوؒ سہروردی سے خوشگوار تعلقات تھے۔ ایک سال جب بارش نہ ہوئی۔ اور قحط پڑنے کا خدشہ پڑا۔ تو اکبر نے آپ سے باران رحمت کے نزول کے لیے درخواست کی۔ جس پر آپ نے اللہ تعالیٰ کے حضور بارش کے لیے دعا کی۔ جو مستجاب ہوئی۔ اور بارش ہونے سے قحط کا خدشہ ٹل گیا۔

۶

جب اکبر اور اس کے فرزند جہانگیر میں ناراضگی ہوئی۔ تو جہانگیر نے بغاوت کر دی۔ اور اپنی بغاوت کا اعلان کر دیا۔ اس نازک مرحلہ پر اکبر کی بیوی سلیمہ سلطان بیگم نے دونوں باپ بیٹوں میں صلح کرا دی۔ صورت سنگھ عاقل اپنی کتاب میں لکھتا ہے۔ کہ اس صلح میں حضرت شیخ حسنوؒ سہروردی کے ارادے کا بڑا دخل تھا۔ اور یہ آپ کی کرامت تھی۔

۷

صورت سنگھ عاقل لکھتا ہے۔ کہ ایک دفعہ ایک بے اولاد عورت آپ کی خدمت اقدس میں حصولِ اولاد کے لیے حاضر ہوئی۔ تو آپ نے اسے تین گالیاں دیں۔ قدرت خدا سے اس کے گھر تین فرزند تولّد ہوئے۔

۸

ایک ہندو نوجوان جو آپ کا بے حد معتقد تھا۔ نے ایک دفعہ گنگا اشنان کرنے کا آپ سے ارادہ ظاہر کیا۔ آپ نے اسے منع فرمایا۔ جب اس کے ساتھی ہردوار پہنچے۔ تو انہوں نے اس نوجوان کو دریائے گنگا میں اشنان کرتے دیکھا۔ جو کہ آپ کی ایک ادنیٰ کرامت تھی۔ جس سے وہ آپ کا بے حد معتقد ہو گیا۔ اور اس نے بقیہ زندگی آپ کے چرنوں میں گزار دی۔

Marfat.com

۹

علامہ ابوالفضل جو اکبر بادشاہ کا نورتن تھا۔ اور علمائے حق کا شدید مخالف تھا۔ صُورت سنگھ عاقل اپنی تصنیف "تذکرہ حسو تیلیؒ" میں لکھتا ہے کہ حالانکہ وہ وزیرِ اعظم کے منصب پر فائز تھا۔ مگر جب اس نے آپ کی شہرت سنی۔ تو وہ حضرت شیخ حسو تیلیؒ سہروردی کے معتقدین کے زمرہ میں شامل ہوگیا۔ حالانکہ اس نے سلطنت کے تمام علمائے حق اور مشائخ کے خلاف "دینِ الٰہی" کی مکمل حمایت کی تھی۔

۱۰

سنا ہے کہ ایک دفعہ بادشاہِ وقت نے لاہور کے تیلیوں کو حکم دیا۔ کہ ہمیں اتنا تیل چاہیئے۔ جو کسی بھی صورت ان سے پورا نہ ہو سکتا تھا۔ چنانچہ اُن کے سرکردہ افراد آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور صورت حال سے آگاہ کیا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ جتنا تیل چاہیئے دریا میں سے لے لو۔ چنانچہ جب وہ دریا کے کنارے پہنچے۔ تو انہوں نے دیکھا۔ کہ دریا میں پانی کی بجائے تیل ہے۔ چنانچہ انہوں نے وہاں سے تیل حاصل کر کے بادشاہِ وقت کے حکم کی تعمیل کر دی۔

۱۱

اس زمانہ میں موضع اچھرہ سے ہر روز صبح ۶ بجے کے قریب ایک شخص مسمّی صابر علی دکاندار کئی سال سے یہاں آتا ہے۔ اور جاروب کشی کے فرائض انجام دیتا ہے۔ وہ جھاڑو دیتا ہے۔ ترجیہ بھی کرتا ہے۔ اور عرس پر بمعہ اہل و عیال کے آتا ہے۔ اور رات رہتا ہے۔ اس کا کہنا ہے۔ کہ آنجناب کی کرامت سے میرے بہت سے بگڑے ہوئے کام سرانجام پائے ہیں۔

وصال

حضرت شیخ حسو تیلیؒ سہروردی کا وصال ۳ شوال المکرم ۱۰۱۲ھ بمطابق ۱۶۰۳ء کو عہد جلال الدین اکبر میں ہوا۔ اس وقت لاہور کا گورنر نواب قلیچ خان اندجانی تھا۔ عمر تقریباً ۱۲۰ سال ہوئی۔ آپ نے تمام عمر فقر و تجرید میں گزار دی۔ چونکہ مجرد تھے

Marfat.com

اس لیے اولاد نہ تھی۔ البتہ آپ کے بھائی شیخ تارو صاحب اولاد تھے۔
مفتی غلام سرور لاہوری نے آپ کی تاریخ وصال اس طرح لکھی ہے۔

رحمت از دہر در بہشت بریں
چوں حسن شیخ متقی مخدوم
وصلتش ہست شیخ اہل اللہ
نیز محسن اے مخدوم

موجودہ خانقاہ و قبر

موجودہ صورت میں حضرت شیخ حسوؒ کی خانقاہ ایبٹ روڈ پر جانکی دیوی جمیعت سنگھ ہسپتال اور پرانے کلب گھر کے درمیان واقع ہے۔ اس کے ساتھ ۶ بیگھ اراضی مزروعہ بمعہ چاہ چرخ بھی وقف تھی۔ درگاہ کے فرامین شاہی بھی موجود تھے۔ اب اس خانقاہ کے بالمقابل تھانہ گوبر سنگھ کی تعمیر ہو رہی ہے۔ قبر وسیع و عریض چاردیواری کے اندر واقع ہے۔ جس میں مسجد اور کوارٹر بھی ہیں۔ مسجد خانقاہ سے جانب شمال مغرب ہے۔ چبوترہ چاردیواری ۲۱ × ۲۴ قدم ہے۔ اور یہ چبوترہ پانچ فٹ بلند ہے۔ مزار کی چاردیواری ۱۰ × ۱۰ قدم ہے۔ خانقاہ میں صرف ایک قبر حضرت حسو تیلیؒ کی ہے۔ اس سے جانب جنوب نیچے تین قبریں اور جانب جنوب مشرق تین قبریں ہیں۔ ان میں سب سے بڑی قبر حضرت سعد اللہ ستر پوشؒ سہروردی کی ہے۔ جو آپ کا خلیفہ تھا۔ احاطہ میں کئی ایک درخت بھی ہیں۔ یہ خانقاہ زیر انتظام محکمہ اوقاف ہے۔ جو کواٹروں کا کرایہ وصول کرتا ہے۔ امور مذہبیہ کمیٹی بھی قائم ہے۔ جس کے چیئرمین بابو محمد افضل ہیں۔ اور ۶ دوسرے اراکین ہیں۔ عُرس کے موقعے پر محکمہ اوقاف سالانہ تقریباً ایک دو ہزار روپیہ خرچ کرتا ہے۔ اور آپ کے مرید بھی کافی خرچ کرتے ہیں۔ میاں خاں ماشکی کی قبر بھی یہیں ہے۔ قدیم چاہ چرخیدار تھا۔ جو عرصہ چار پانچ سال سے ختم کر دیا گیا ہے۔ ایک صدی قبل یہ چاردیواری حسین شاہ فقیر نے تعمیر کرائی تھی۔ اب ایک ٹھیکیدار لاہور

Marfat.com

میونسپل کارپوریشن کے خرچہ پر ۔۔۔۔۔۴ روپے کے اخراجات سے خانقاہ عالیہ کی اندرونی چار دیواری کے اوپر لوہے کا جنگلا لگوانے کا کام سرانجام دینے لگا ہے۔ محمد سرفراز خان کا بیان ہے۔ کہ اس نے بزرگوں سے سنا ہے کہ جب وہ نماز تہجد کے لیے مسجد میں جاتے تھے۔ تو اُن میں سے کئی ایک افراد نے درگاہ عالیہ میں شیر کو اپنی پونچھ سے جاروب کشی کرتے دیکھا ہے۔ یہ واقعہ قیام پاکستان سے انصف صدی قبل کا بیان کیا جاتا ہے۔

مقبرہ قُلی بیگ

مصنف "تحقیقات چشتی" لکھتا ہے۔ کہ خانقاہ حضرت حسو تیلی سہروردی کے متصل کلب گھر اور کوٹھی کمشنر صاحب کے نزدیک مقبرہ مرزا قلی بیگ ہے۔ یہ مقبرہ ہشت پہلو ہے۔ اور خستہ حالت میں ہے۔ موجودہ صورت میں مقبرہ نہیں ہے۔ بلکہ ایک قبر عبداللہ قادری کی ۔ اب دیوی جعیت سنگھ ہسپتال برائے زچہ بچہ کے عقب میں ہے ی ۔۔۔ جگہ ہوگی۔ جو امتداد زمانہ سے ختم ہو گیا۔ اور اب دوسرے نام سے پکارا جانے لگا۔ مصنف مذکور مزید لکھتا ہے۔ کہ یہ مقبرہ مرزا قلی بیگ کا ہے۔ جو بہ روایت مرزا بہادر علی نبیرہ پیر عزیز مزنگ کے عہد شاہجہان کا امیر تھا۔ اور اس کے آباؤ اجداد میں سے تھا۔

مسجد

قدیم چھوٹی سی مسجد جو حضرت پیر حسن شاہ ولی سہروردی کے عہد کی تھی۔ خستگی کی وجہ سے ختم کر دی گئی۔ اور اس کی جگہ ایک نئی فراخ مسجد ۱۹۶۹ء میں تعمیر کر دی گئی یہ مسجد معززین علاقہ اور محلہ داروں کے تعاون سے تعمیر کی گئی تھی۔ محکمہ اوقاف والوں نے اس میں کوئی تعاون نہیں کیا۔ مسجد کے عقب میں گھاٹ بھی تھے۔ جن کو ختم کر دیا گیا ہے۔ اور محکمہ نے کئی ایک اصحاب کو تعمیر کی اجازت بھی دے دی ہے

Marfat.com

تصویر

ایک شخص نے بتایا۔ کہ حضرت پیر حسن شاہؒ ولی سہروردی کی ایک تصویر لاہور عجائب گھر میں تھی۔ جو رڑہ تیلیاں کے کوئی صاحب وہاں سے لے گئے۔ کہ یہ تصویر ان کے بزرگان کی ہے۔

محکمہ اوقاف

خانقاہ حضرت پیر حسن شاہؒ ولی سہروردی اب ۱۹۶۴ء سے زیر انتظام محکمہ اوقاف ہے۔ امور مذہبیہ کمیٹی بھی قائم ہے۔ جس کے چیئرمین عاشق علی خاں سابقہ کونسلر اور کچھ دیگر ارکان کمیٹی۔ محکمہ اوقاف تمام غلہ کی رقم لے جاتا ہے اور ایک بیان کے مطابق دو ہزار روپیہ سالانہ عرس پہ دیتا ہے۔ علاوہ ازیں کمیٹی کے ارکان اور دیگر محلہ داروں کے تعاون سے عرس کے اخراجات پورے ہوتے ہیں۔ مکانات کا کرایہ جو کہ تعداد میں پچیس ہیں۔ محکمہ اوقاف کے کارندے حاصل کرتے ہیں۔ محکمہ اوقاف کی طرف سے وہاں ایک امام مسجد مقرر ہے۔ جاروب کش کوئی نہیں ہے۔ اس کو ایک کوارٹر برائے رہائش دیا گیا ہے۔ دو اور کوارٹر تھے۔ جو ایک لنگر کے لیے اور ایک جاروب کش کے لیے مخصوص تھا۔ سنا ہے۔ کہ وہاں صوفی نظام دین رہتا تھا۔ جو وہاں جھاڑو وغیرہ اور صفائی کرتا تھا۔ اس کو محکمہ اوقاف نے نکال کر اہل تشیع حضرات میں سے ایک شخص کو یہ دو کمرے دے دیئے ہیں۔ جنہوں نے سہروردیہ سلسلے کے اس عظیم بزرگ کے مزار پُر انوار پہ کالا جھنڈا لگا دیا ہے جس پہ پنجہ بھی نصب ہے۔ یہ کرایہ دار محلہ داروں کی خواہشات کے خلاف اس سہروردی بزرگ کی خانقاہ میں ایام محرم میں اپنی تقاریب بھی منعقد کرتے ہیں۔

مسجد کے عقب میں گھاٹ بھی تھے۔ جو تقریباً ایک کنال اراضی پہ تھے۔ ان کو ختم کر کے محکمہ اوقاف نے یہ جگہ لوگوں کو Lease پر دے دی ہے۔ میاں شجاع الرحمٰن میئر لاہور میونسپل کارپوریشن اور کونسلر علاقہ عبدالحمید بٹ کی وجہ

Marfat.com

اب وہاں ایک جھاڑو کش کارپوریشن کی طرف سے تعینات ہے، جو درگاہ میں جھاڑو دیتا ہے۔

"نوائے وقت" لاہور کی ۳۰ اپریل ۱۹۸۴ء کی اشاعت کا ایک تراشہ قابلِ غور و فکر ہے۔

"وفاقی سیکرٹری مذہبی امور مسٹر عرفان احمد امتیازی نے صوبہ میں وقف جائیداد کو فروخت کرنے، مزارات کی مناسب دیکھ بھال، اور مرمت نہ کرنے اور مزارات پر ایسے افراد تعین کرنے جو اولیائے کرام سے عقیدت نہیں رکھتے، کے بارے میں رپورٹ طلب کر لی ہے۔ بتایا گیا ہے۔ کہ وفاقی سیکرٹری مذہبی امور مسٹر عرفان احمد امتیازی نے صوبائی سیکرٹری پنجاب مسٹر آفتاب احمد خان کے نام ایک مراسلہ میں کہا ہے۔ کہ گزشتہ دنوں تنظیم المدارس اہل سنت پاکستان کے سالانہ اجلاس میں انہیں بتایا گیا تھا۔ کہ محکمہ اوقاف نے وقف جائیداد لاہور ترقیاتی ادارے کو فروخت کر دی ہے۔ جبکہ وقف جائیداد ہمیشہ وقف ہی رہتی ہے۔ اور یہ کہ محکمہ اوقاف کے زیر اہتمام مزارات کی دیکھ بھال اور مرمت کی طرف مناسب توجہ نہیں دی جاتی۔ اور یہ شکایات بھی کی گئی تھیں۔ کہ بعض مزارات پر ایسے افراد مقرر کر دیئے گئے ہیں۔ جو اولیائے کرام سے عقیدت نہیں رکھتے۔ وفاقی سیکرٹری نے ان سے استفسار کیا ہے۔ کہ وہ اس سلسلے میں انہیں مطلع کریں۔ یاد رہے کہ تنظیم المدارس اہل سنت پاکستان کا سالانہ اجلاس ۱۸ اپریل کو لاہور میں جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری منڈی میں منعقد ہوا تھا۔ جس کی دوسری نشست میں وفاقی وزیر تعلیم ڈاکٹر محمد افضل اور وفاقی سیکرٹری مذہبی امور مسٹر عرفان احمد امتیازی مہمانِ خصوصی کی حیثیت سے شریک ہوئے تھے۔ خطبہ استقبالیہ تنظیم کے ناظم اعلیٰ مفتی عبدالقیوم ہزاروی نے پیش کیا۔ جس میں مذکورہ سوالات اٹھائے گئے تھے۔"

سید اشرف علی جعفری جنرل سیکرٹری مرکزی تنظیم اہل سنت و جماعت، صوبائی دفتر ۵ نیلا گنبد انار کلی لاہور نے ایک پمفلٹ شائع کیا ہے جس میں لکھا ہے۔ کہ صرف لاہور میں تقریباً اٹھارہ صاحب، مزار مساجد ایسی ہیں۔ جن پر

Marfat.com

محکمہ اوقاف نے غیر مسلک کے لوگ مزارات کا تقدس خراب کرنے کے لیے مقرر کیے ہیں۔

مقام چلّہ کشی حضرت شاہ جمال رح

آپ چلّے بہت کرتے تھے۔ مولوی نور احمد چشتی نے آپ کی چلّہ کشی کے تین اور مقامات کی نشاندہی کی ہے۔

۱۔ چلّہ گاہ اچھرہ (دمدمہ) جس میں آنجناب کا وصال پاک ہوا۔ جو موجودہ عمارت کی تعمیر نو کے وقت شہید کر دیا گیا تھا۔ اب اِس کو دوبارہ تعمیر کیا جائے گا۔

۲۔ چلّہ گاہ شیخوپورہ۔ یہ شاہ جمال روڈ شیخوپورہ پر قلعہ نزد قبرستان میں واقع ہے۔ وہاں حضرت کی نشستگاہ اور حجرہ ہے۔ یہاں قبر بھی بنی ہوئی ہے مقبرہ بہار شاہ کے متصل۔

۳۔ چلّہ گاہ شاہ رحمٰن (بھڑی شریف)

۴۔ چلّہ گاہ شاہدرہ

۵۔ کہتے ہیں کہ ریاست چمبہ (بھارت ضلع گورداسپور) میں بھی آپ کی نشستگاہ ہے۔ جہاں عرس ہوتا ہے۔ اور ہندو اور سکھ حضرات اِس میں شامل ہوتے ہیں۔

معافیاں درگاہ حضرت شاہ جمال رح سہروردی

شیخ فخر الدین نے ایک بیٹھک اور ایک مکان کا کرایہ جس کے نیچے چار دکانیں تھیں، اپنے نواسے شیخ احمد بخش و فرزند متبنّیٰ کو دیں۔ تاکہ ان کی آمدن سے عرس کا خرچہ چل سکے۔

علاوہ عہد شاہان سلف سے ایک چاہ مع ۳۲ گھماؤں زرعی اراضی خانقاہ کے خرچ کے واسطے واگزار تھیں۔ جس سے عُرس اور شکست و ریخت کا خرچہ

Marfat.com

چلتا تھا۔

سکھوں کے عہدِ حکومت میں چرخ چرخیدار کنواں جس کی منڈیر چونا گچ کی تھی، جب گر گئی۔ تو اس کی مرمت مہاراجہ رنجیت سنگھ کے وزیر اعظم راجہ دھیان سنگھ نے کروا دی تھی۔ بعد ازاں کنواں مہاراجہ شیر سنگھ کے عہد حکومت میں گر گیا تھا۔ اور اب چند سالوں سے بند کر دیا گیا ہے۔

انگریزوں کے عہد حکومت میں دمدمہ کی حالت بھی ناگفتہ بہ تھی۔ کیونکہ اس کی مرمت پر کوئی خاص توجہ نہ دی جاتی تھی۔

وصال

حضرت کی عادت تھی، کہ دمدمہ کے قریب حجرہ میں آپ عبادت کیا کرتے تھے، اور چلہ کشی بھی۔ ایک دفعہ آپ اس حجرہ میں مصروفِ عبادت تھے، کہ آپ نے فخر الدین سے کہہ کر اس کا منہ بند کرا دیا۔ قدرتِ الٰہی سے ابھی چلّہ کے ایّام مکمل نہیں ہوئے تھے۔ کہ ایک دن بیرونی دروازے کی چھت گر گئی۔ اور آپ نیچ میں آ گئے۔ خدام نے چاہا کہ آپ کو باہر نکالیں۔ مگر اندر سے آواز آئی کہ جو کچھ ہونا تھا ہو چکا۔ اب ہمارا پردہ فاش نہ کرو۔ بلکہ حجرے کا دروازہ بند کر کے نشان قبر بنا دو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

یہ واقعہ چہارم ربیع الثانی بروز پنجشنبہ ۱۰۶۱ھ مطابق ۱۶۵۱ء عہد شہاب الدین شاہجہان کا تھا۔ ان ایّام میں شیخ عبد الکریم گورنر لاہور تھا۔ ایک دوسرے مصنف نے آپ کی تاریخ وصال ۴ ربیع الثانی ۱۰۴۹ھ مطابق ۴ اگست ۱۶۳۹ء تحریر کی ہے۔

سکھوں کے دورِ جبر و استبداد میں مقبرہ حضرت شاہ جمالؒ قادری سہروردی کو نقصان نہیں پہنچا۔ کیونکہ سکھ اس مقبرہ کے نزدیک آنے سے ڈرتے تھے۔ حالانکہ انہوں نے اس کے نزدیک سرائے گولیاں والی پر قبضہ کر کے اس میں توپ خانہ قائم کر لیا تھا۔ یہ سرائے شاہانِ مغلیہ کی تیار کردہ تھی۔ اور جب سکھوں نے اس میں گولے بنانے اور محفوظ کرنے کا کارخانہ لگا لیا تو اس کو سرائے گولیاں والی کہا جانے لگا۔ ان ظالموں نے ارد گرد کی تمام شاہی عمارات اور باغات ویران کر دیئے۔ مگر آپ کے دمدمے

Marfat.com

طرف رُخ نہ کر سکے۔ نیز دمدمہ پر کوئی شب باش نہ ہوتا تھا۔ کیونکہ کئی لوگوں نے وہاں شیر دیکھے تھے۔ اور سکھ لوگ حضرت شاہ جمال سہروردی کے مزار پُرانوار کی طرف آنے سے ڈرتے تھے۔

"مکتوبات امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ دفتر اوّل حصہ اوّل میں آپ کا مکتوب نمبر ۳۶ بنام ملّا حاجی محمدؒ لاہوری جو عہد جہانگیری میں لاہور کے ایک جیّد عالم بزرگ اور آپ کے مرید تھے۔ موجود ہے۔ جس کے آخر کی عبارات اس طرح ہے۔

"میاں شیخ جمال مرحوم و مغفور کی وفات تمام اہل اسلام کے لیے حُزن و پراگندگی کا باعث ہے۔ ان کے مخدوم زادوں کو میری طرف سے صبر و تحمّل کی تلقین کریں۔ اور فاتحہ خوانی کریں۔ والسلام"

ڈاکٹر عبداللہ چغتائی نے اپنی تالیف "اماکن لاہور" میں زیرِ عنوان "حضرت شاہ جمالؒ اور اُن کے بھائی شاہ کمالؒ" میں اس کا حوالہ دیا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ کا وصال ۱۶۲۴ء میں ہوا۔ اور حضرت شاہ جمالؒ کا ۱۶۵۰ء کے بعد ہوا۔ اس لیے یہ شاہ جمالؒ کوئی اور بزرگ ہیں۔

مفتی غلام سرور لاہوری نے آپ کا قطعہ تاریخ وصال اس طرح لکھا ہے۔

رفت از دُنیا بہ خلدِ جاوداں　　چوں جمال الدین کمال المعرفت

رحلتش "فیاض محسن" شد عیاں　　ہم "ولی۔ حق جمال المعرفت"

۱۰۴۹ھ

پیر غلام دستگیر نامی نے تاریخ وصال اس طرح لکھی ہے۔

بگو نامیا سال ترحیل شاہ

کہ "شاہ جمال است نصرت پناہ"

۱۶۳۹ء

ایک اور قطعہ تاریخ اس طرح ہے۔

ولی الحق جمال معرفت

۱۰۴۹ھ

Marfat.com

حضرت شاہ جمالؒ بحیثیت ایک صوفی

حضرت شاہ جمالؒ قادری سہروردی کا زمانہ اسلامیانِ ہند کے لیے ایک نہایت نازک دور تھا۔ اکبر نے علمائے سُو کے مشورہ سے دینِ الٰہی جاری کر دیا تھا۔ اور عُلماء اپنی باہمی چپقلش میں مبتلا تھے۔ بادشاہ کے نئے ایجاد کردہ دین نے ہندوستان میں ایک کھلبلی مچا دی تھی۔ جہاں علمائے کرام اس کی مخالفت میں مصروفِ عمل تھے۔ وہاں صوفیائے کرام بھی عوام الناس کو دینِ اسلام کی افادیت بتا رہے تھے۔ مدینۃ الاولیاء لاہور میں بھی مشائخ کرام نے اسی نظریہ کے تحت کام کرنا شروع کر دیا۔ جس طرح کہ متقدمین بزرگانِ دین میں صوفی کام کرتا تھا۔ اور صوفی وہ کہلاتا تھا۔ جو خداوند قدوس اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی اقتدا اور فرمان کی تعمیل میں اپنا تن من دھن قربان کر دے۔ بے رہرو بادشاہ کے دین کے توڑ کے لیے مشائخ لاہور نے بھی بے پناہ کام کیا۔ حضرت میاںمیرؒ فاروقی قادری۔ حضرت مُلّا شاہ بدخشانیؒ قادری حضرت خواجہ بہاریؒ قادری۔ حضرت شاہ جمالؒ قادری سہروردی اور حضرت پیر حسن شاہؒ ولی سہروردی لاہوری نے وہ کام سرانجام دیا۔ جو قرونِ اولیٰ کے صوفیوں نے سرانجام دیا تھا۔ حضرت شاہ جمال قادری سہروردی کا نام بھی مشائخ لاہور میں ایک عظیم مقام کا حامل ہے۔ اکبری فتنہ کے استیصال کے لیے مشائخ اور بزرگانِ لاہور کا کردار نہایت اعلیٰ و ارفع ہے۔ نیز انہوں نے لاہور میں درویشوں کی ایک ایسی جماعت پیدا کی۔ جو کسی طرح بھی حکومتِ وقت کی بے راہروی کی پرواہ نہ کرتی تھی۔ بلکہ شاہانِ وقت اُن کے آستانہ عالیہ پر بمعہ وزراء اور سپہ سالاروں کے حاضر ہوتے تھے۔ مگر وہ ان کی پرواہ نہ کرتے تھے۔ اور یہی ایک صُوفی کا کام ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب پاک کے عشق میں محو رہے۔ اور یہی حضرت شاہ جمالؒ قادری سہروردی نے کیا۔ جو کہ آپ کا ایک قابلِ فخر کارنامہ ہے۔

Marfat.com

تکیہ شاہ جمالؒ

عہدِ سکھاں و اوائل عہد انگریز میں ارد گرد کھیتوں میں کاشتکاری کیلئے یہاں تکیہ بن گیا تھا۔ جہاں زمیندار لوگ اپنی فصلوں کی حفاظت وغیرہ کے لیے آتے جاتے تھے۔

خانقاہ عالیہ کا راستہ

شریف پارک فیروزپور روڈ سے شاہ جمال روڈ نیچے کو مڑتی ہے۔ اس پہ چلیں۔ تو تقریباً تین فرلانگ کے فاصلے پر برلب سڑک قبرستان وقف کردہ ڈاکٹر سید محمد حسین مرحوم بانی محمد حسین سامالی سینیٹوریم ضلع راولپنڈی و مسلم ٹاؤن۔ لاہور ۱۹۱۶ء برائے اولاد سید عالم شاہ و سید نواب شاہ سکنہ ہائے گالا چی تحصیل شکر گڑھ ایک وسیع و عریض چار دیواری میں واقع ہے۔ اور دائیں سمت سڑک پر تھوڑی دُور جا کر آستانہ عالیہ حضرت شاہ جمالؒ قادری سہروردی آتا ہے۔

نچلا حصّہ

آستانہ عالیہ کے چاروں اطراف میں پختہ سڑک ہے۔ کسی زمانہ میں یہ خانقاہ آٹھ کنال رقبہ پر ایک بلند و بالا ٹیلہ پہ تھی۔ اور اب تعمیر و مرمت کے بعد بھی تقریباً اتنا ہی رقبہ ہے۔

چار دیواری

احاطہ چار دیواری ۹۰×۹۵ قدم ہے۔ چونکہ خانقاہ کی عرصہ دراز سے مرمت نہیں ہوئی تھی اس لیے اس کی حالت نہایت خستہ اور ناگفتہ بہ ہو چکی تھی۔ اور ہر وقت دھول اور خاک اڑتی رہتی تھی۔ پچھلے چالیس پچاس سال سے کچھ لوگوں

Marfat.com

نے اس کی مرمت و تعمیر کے لیے کام شروع کیا۔ اور آہستہ آہستہ اس کی حالت بہتر ہونا شروع ہوئی۔ چار دیواری میسرز سعید بھائی فرم والوں نے ۱۹۶۳ء میں مرمت وغیرہ کروا کر اس کی حد بندی متعین کی۔ اور اس خانقاہ کو مزید انہدام سے محفوظ کر دیا۔ جانب جنوب مشرق نہایت بلند و بالا سنگین اور مضبوط ترچھی دیواریں تقریباً پچیس فٹ ارتفاع میں تعمیر کی گئیں۔ جانب مغرب عارضی دکانیں اور دوسری منزل تک جانے کے لیے مردانہ اور زنانہ راستے ہیں۔ بڑا اور پیپل کے درخت بھی ہیں۔ لیٹرین بھی تعمیر کیے گئے ہیں۔ مردانہ راستے کے ساتھ وضو خانہ تعمیر کیا گیا ہے۔ نیز جانب شمال دس پختہ دکانیں بھی تعمیر کر دی گئیں ہیں۔ بڑی سڑک سے آٹھ دس سیڑھیاں چڑھ کر پہلی منزل آتی ہے۔
مردانہ راستے کے ساتھ سنگ مرمر کی ایک تختی نصب ہے۔ جس پر تحریر ہے
"حضرت بابا شاہ جمالؒ مدرسہ۔ شفا خانہ۔ مارکیٹ کا سنگِ بنیاد جناب راجہ حامد مختار چیف ایڈمنسٹریٹر محکمہ اوقاف نے مورخہ ۱۷ ربیع الاول ۱۳۹۲ھ مطابق ۲ مئی ۱۹۷۲ء کو اپنے دستِ مبارک سے نصب فرمایا۔"

یہاں حجرہ حضرت غلام رسول قادریؒ بھی تھا۔ جس نے اس آستانہ کی چالیس پچاس سال خدمت کی تھی۔ اور اب اس کا مقبرہ راواں میں تعمیر ہو رہا ہے۔

کنواں شفا

حضرت شاہ جمالؒ کے زمانہ حیات میں یہاں ایک کنواں تھا۔ جس کا پانی بعد از وصال حاجت مند لوگ برائے شفا لے جایا کرتے تھے۔ اب یہ کنواں ۱۹۶۵ء سے بند کر دیا گیا ہے۔ یہ کنواں جانب شمال واقع تھا۔ جہاں مینار مسجد تعمیر کرنے کی سکیم ہے۔ اور مسجد کے گنبد کے پیچھے تھا۔ یہ کنواں عہد مہاراجہ شیر سنگھ میں گر گیا تھا۔ بعد ازاں اس کی مرمت راجہ دھیان سنگھ وزیر اعظم مہاراجہ رنجیت سنگھ نے کروائی تھی۔

Marfat.com

پہلی منزل

نچلے حصے سے پہلی منزل تک ۱۰ اسیڑھیوں سے پہنچتے ہیں۔ یہاں فری ہومیوپیتھک ڈسپنسری، قبرستان اور ملنگوں کا ڈیرہ بھی ہے۔ تین قدیم بڑ کے درخت بھی ہیں۔

فری پرائمری سکول برائے طلبا و طالبات

یہاں ایک نہایت عظیم الشان فری پرائمری سکول کی عمارت آستانہ عالیہ سے جانب مشرق واقع ہے۔ اس کا ہال نہایت رفیع الشان ہے اور وسیع و عریض ہے۔ طلبا اور طالبات کی مخلوط تعلیم کا نہایت اعلیٰ اہتمام ہے۔ لاہور میں یہ اپنی طرز کا بہترین سکول ہے۔ جس میں ۶۰۰ بچے مفت تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ غریب اور نادار بچوں کو کتابیں، سٹیشنری اور دوسری امداد بھی دی جاتی ہے۔ بچوں کی تعلیم کے لیے استاد اور استانیاں تعینات ہیں۔

طلبا، اور طالبات کے لیے قرآن پاک کی تعلیم کے لیے جو قاری مقرر ہے۔ وہ نہایت جانفشانی اور محنت سے ان کو قرآن مجید پڑھاتا ہے۔

فری ہومیوپیتھک ڈسپنسری

فری ہومیوپیتھک ڈسپنسری ایک عرصہ سے کام کر رہی ہے۔ جس میں ڈاکٹر، لیڈی ڈاکٹر اور دوسرا سٹاف کام کرتا ہے۔ مریضوں کو نہایت توجہ سے دیکھا جاتا ہے۔ اور ان کو مفت دوا دی جاتی ہے۔ چوہدری بہادر رنر براندرتھ روڈ لاہور (عبدالرب نشتر روڈ) والے اس کار خیر کا خرچہ برداشت کرتے ہیں۔ مزید برآں ایلوپیتھک ہسپتال بنانے کا منصوبہ بھی زیر غور ہے۔

Marfat.com

جہیز سکیم

نادار، بے کس، بیواؤں کی بچیوں کے لیے جہیز سکیم بھی جاری ہے۔ جو ممبران کے عطیہ جات سے چلتی ہے۔

قبرستان

آستانہ عالیہ کی جنوبی طرف پہلی منزل میں قبرستان ہے۔ جو وسعت میں بڑا نہیں ہے۔ مگر یہاں چیدہ چیدہ لوگ دفن ہیں۔ جن کی مختصر تفصیل اس طرح ہے۔

۱:۔ سائیں برکت (ملنگ) کا مقبرہ ہے۔ جس نے خانقاہ کی مرمت کے سلسلے میں کافی کام کیا تھا۔ مقبرہ پر تحریر ہے۔ سائیں بابا برکت علی۔ مست پردہان جگ درشنی مالن شاہی ۱۴ محرم ۱۳۹۲ھ مطابق یکم مارچ ۱۹۷۲ء۔

۲:۔ الحاج شیخ محمد اکرا المتوفی ۱۹۶۹ء یہ شخص امور مذہبیہ کیمٹی کا چیرمین بھی تھا۔

۳:۔ چیف جسٹس آف پاکستان حمود الرحمن ولد خان بہادر ڈاکٹر داؤد الرحمن المتوفی ۲۰ دسمبر ۱۹۸۱ء۔

۴:۔ سید نذیر احمد رضوی ستارۂ پاکستان المتوفیٰ ۱۹۷۰ء۔

۵:۔ مظفر قادر سابق ڈپٹی کمشنر ساہیوال المتوفی ۱۹۶۲ء ایڈیٹر ہفت روزہ "پنجاب پنچ"۔

۶:۔ فلائیٹ لیفٹننٹ محمد اسحٰق شہید پی۔ اے ایف۔ اسرائیل کے خلاف عراقی ہوابازوں کے ساتھ مقام حبانیہ ارض پاک بغداد شریف ۴ مارچ ۱۹۷۰ء مطابق ۲۵ ذوالحجہ ۱۳۸۹ھ کو شہید ہوئے۔

۷:۔ سید ظفر الحسن چیف انجینیر محکمہ انہار المتوفیٰ ۱۹۶۹ء

۸:۔ خان بہادر روشن خاں المتوفی ۱۹۵۴ء۔

قبرستان میں ون وغیرہ کے بہت سے درخت ہیں۔

Marfat.com

امورِ مذہبیہ کمیٹی

موجودہ مجلس امور مذہبیہ کمیٹی کے چیرمین شیخ محمد انور ہیں۔ اور دیگر ۶ ممبران ہیں۔ یہ لوگ مخیر حضرات کے تعاون سے آستانہ عالیہ کی نہایت گراں قدر خدمات انجام دے رہے ہیں۔ اور انھوں نے دربار کی شایان تعمیر و مرمت کر کے ایک بہترین کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ نیز سال کے تمام اسلامی تہوار بھی مناتی ہے۔ اور کافی خرچ ہوتا ہے۔

خطیب مسجد مولانا قیوم الٰہی عرفانی۔ امام جمیل احمد نعمانی اور نگران اعجاز حسین ہیں۔ یہ حضرات محکمہ اوقاف کے ملازم ہیں۔

دوسری منزل

پہلی منزل سے دوسری منزل تک تیرہ ۱۳ سیڑھیاں ہیں۔

آستانہ عالیہ

آستانہ عالیہ حضرت بابا شاہ جمال قادری سہروردی دوسری منزل پر مستورات کے حصہ اور مسجد کے درمیان واقع ہے کمرہ نہایت مضبوط اور خوب صورت تعمیر کیا گیا ہے۔ اور چاروں اطراف میں سنگِ مرمر کی غلام گردشیں موجود ہیں۔ سبز گنبد کے نیچے ایک چبوترے پر جو ۱½ فٹ ارتفاع میں ہے ۵' × ۳' چبوترے پر آپ کا مزار منور ہے۔ جس پر ہر وقت غلاف چڑھا رہتا ہے۔ یہ تمام و کمال سنگِ مرمر کا ہے۔ سرہانے کی طرف سنگ مرمر کی لوح پر یہ عبارت تحریر ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
مرکزِ تجلیات
حضرت بابا شاہ جمال قادری
تاریخ وصال ۴ ربیع الثانی ۱۰۶۱ھ۔

Marfat.com

اس لوح کو چاندی کے پتروں سے منڈھ دیا گیا ہے۔ دروازے دو ہیں۔ ایک جانب جنوب، دوسرا جانب شمال۔ مشرقی غلام گردش میں حضرت شیخ فخر الدین سہروردی خلیفہ آنجناب اور اُن کی اہلیہ کی قبور ہیں۔ قدیم دمدمہ پہ گنبد پاکستان کے معرض وجود میں آنے سے تقریباً چالیس پچاس سال قبل خیر دین چوہدری امرتسری نے تعمیر کرایا تھا، جس کو خواب کے ذریعہ مقبرہ بنانے کا حکم ہوا تھا۔ شنید ہے۔ کہ اس کے ہاتھ میں سونے کا جھاڑو ہوتا تھا۔ قدیم زمانہ میں قبر خام تھی۔ پھر لکڑی کا چوکھٹا بنا اور بعد ازاں مقبرہ تعمیر ہوا۔ موجودہ صورت میں یہاں کوئی قدیم نشان نہیں ہے۔ صرف آپ کے عہد کا ایک وَن کا درخت جانب مشرق موجود ہے۔ سنا ہے کہ نواب محمد ذاکر قریشی صوبائی وزیر اوقاف کے داماد نواب میر احمد قریشی سرگودھا ممبر انتظامیہ درگاہ حضرت شاہ جمالؒ نے اپنے خرچہ سے سنگ مرمر تقریباً پندرہ سال قبل لگوایا تھا۔ لوح مزار کے علاوہ شمالی اور جنوبی دروازوں پہ بھی چاندی کے پترے جڑے ہوئے ہیں۔

حضرت شاہ جمالؒ قادری سہروردی کے مزار پُر انوار کے سرہانے شمالی دروازے کے دائیں بائیں سنگِ مرمر کی دو بڑی بڑی تختیاں دیوار میں نصب کی گئی ہیں۔ ایک پر قصیدہ غوثیہ لکھا گیا ہے اور دوسری پر شجرہ شریف خاندان عالیہ قادریہ لکھا ہے۔ یہ دونوں تختیاں حضرت سائیں بھورا نے حضرت حافظ برکت علیؒ قادری کی زیر ہدایات لگوائیں۔ جس میں بعد ازاں صاحبزادہ غلام دستگیر قادری بھی شریک تھے۔ اسی طرح کی دو تختیاں مقبرہ حضرت سائیں بھورا میں بھی لگائی گئیں ہیں۔ جس میں ان کا نام زائید کیا گیا ہے۔ تاکہ وہ اس کا انتظام کرتا رہے۔

ان دونوں سنگِ مرمر کی تختیوں کی نقول حسب ذیل ہیں۔

Marfat.com

القصیدۃ الغوثیۃ

سَقَانِی الْحُبُّ کَاسَاتِ الْوِصَالِ
فَقُلْتُ لِخَمْرَتِی نَحْوِی تَعَالِی

عشق و محبت نے مجھے وصل کے پیالے پلائے، پس میں نے اپنی شراب کو کہا کہ میری طرف لوٹ آ۔

سَعَتْ وَمَشَتْ لِنَحْوِی فِی کُؤُوْسٍ
فَھِمْتُ بِسُکْرَتِی بَیْنَ الْمَوَالِی

پیالوں میں (بھری ہوئی) وہ شراب میری طرف دوڑی، پس میں اپنے احباب کے درمیان نشۂ شراب سے مست ہو گیا۔

فَقُلْتُ لِسَائِرِ الْاَقْطَابِ لُمُّوْا
بِحَالِی وَادْخُلُوْا اَنْتُمْ رِجَالِی

میں نے تمام اقطاب کو کہا کہ آپ بھی عزم کرو اور میرے حال میں داخل ہو جاؤ (یعنی میرے رنگ میں رنگے جاؤ کیونکہ آپ بھی میرے رفقا ہیں۔

وَھُمُّوْا وَاشْرَبُوْا اَنْتُمْ جُنُوْدِی
فَسَاقِی الْقَوْمِ بِالْوَافِی مَلَالِی

ہمت اور مستحکم ارادہ کرو اور جامِ معرفت پیو کہ تم میرے لشکری ہو، کیونکہ

Marfat.com

ساقیٔ قوم نے میرے لئے لبالب جام بھر رکھا ہے۔

شَرِبْتُمْ فُضْلَتِیْ مِنْ بَعْدِ سُکْرِیْ

وَلَا نِلْتُمْ عُلُوِّیْ وَاتِّصَالِیْ

میرے مست ہونے کے بعد تم نے میری بچی کھچی شراب پی لی۔ لیکن میرے بلند مرتبے اور قرب کو نہ پا سکے۔

مَقَامُکُمُ الْعُلٰی جَمْعًا وَّلٰکِنْ

مُقَامِیْ فَوْقَکُمْ مَا زَالَ عَالِیْ

اگرچہ آپ سب کا مقام بلند ہے پھر بھی میرا مقام آپ کے مقام سے بلند تر ہے اور ہمیشہ بلند رہے گا۔

اَنَا فِیْ حَضْرَةِ التَّقْرِیْبِ وَحْدِیْ

یُصَرِّفُنِیْ وَحَسْبِیْ ذُو الْجَلَالِ

میں بارگاہ قرب الٰہی میں یکتا اور یگانہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ مجھے پھیرتا ہے (یعنی ایک درجہ سے دوسرے درجہ پر ترقی دیتا ہے) اور خداوند تعالیٰ میرے لئے کافی ہے۔

اَنَا الْبَازِیُّ اَشْهَبُ کُلِّ شَیْخٍ

وَمَنْ ذَا فِی الرِّجَالِ اُعْطِیْ مِثَالِیْ

جس طرح باز اشہب (سیاہ سفید پروں والا باز) تمام پرندوں پر غالب ہے اسی طرح میں تمام مشائخ پر غالب ہوں۔ بتاؤ مردانِ خدا میں سے کون ہے جس کو میرے جیسا مرتبہ عطا کیا گیا ہے

کَسَانِیْ خِلْعَةً بِطِرَازِ عَزْمٍ

Marfat.com

وَتَوَّجَنِی بِتِیجَانِ الْکَمَالِ

اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ خلعت پہنایا، جس پر عزم (ارادہ مستحکم) کے بیل بوٹے تھے اور تمام کمالات کے تاج میرے سر پہ رکھے۔

وَاَطْلَعَنِی عَلٰی سِرٍّ قَدِیْمٍ

وَقَلَّدَنِی وَاَعْطَانِی سُؤَالِی

اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے رازِ قدیم پر مطلع کیا اور مجھے عزت کا ہار پہنایا اور جو کچھ میں نے مانگا مجھے عطا کیا۔

وَوَلَّانِی عَلَی الْاَقْطَابِ جَمْعًا

فَحُکْمِی نَافِذٌ فِی کُلِّ حَالِ

اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام قطبوں پہ حاکم بنایا ہے، پس میرا حکم ہر حالت میں جاری ہے

فَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّی فِی بِحَارٍ

لَصَارَ الْکُلُّ غَوْرًا فِی الزَّوَالِ

اگر میں اپنا راز یا توجہ دریاؤں پر ڈالوں تو تمام دریاؤں کا پانی زمین میں جذب ہو کر خشک ہو جائے اور ان کا نام و نشان نہ رہے۔

وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّی فِی جِبَالٍ

لَدُکَّتْ وَاخْتَفَتْ بَیْنَ الرِّمَالِ

اگر میں اپنا راز پہاڑوں پر ڈالوں تو وہ ریزہ ریزہ ہو کر ریت میں ایسے مل جائیں کہ

Marfat.com

ان میں اور ریت میں فرق نہ رہے۔

وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فَوْقَ نَارٍ

لَخَمِدَتْ وَانْطَفَتْ مِنْ سِرِّ حَالِیْ

اگر میں اپنا راز آگ پر ڈالوں تو وہ میرے راز سے بالکل سرد ہو جائے اور اس کا نام و نشاں باقی نہ رہے۔

وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فَوْقَ مَیْتٍ

لَقَامَ بِقُدْرَةِ الْمَوْلٰی تَعَالٰی

اگر میں اپنے راز کو مُردہ پر ڈالوں، تو وہ فوراً اللہ تعالیٰ کی قُدرت سے اُٹھ کھڑا ہو۔

وَمَا مِنْهَا شُهُوْرٌ اَوْ دُهُوْرٌ

تَمُرُّ وَتَنْقَضِیْ اِلَّا اَتَالِیْ

مہینے اور زمانے جو گذر چکے ہیں یا گذر رہے ہیں، بلاشک وہ میرے پاس حاضر ہوتے ہیں۔

وَتُخْبِرُنِیْ بِمَا یَاْتِیْ وَیَجْرِیْ

وَتُعْلِمُنِیْ فَاَقْصِرْ عَنْ جِدَالِیْ

اور وہ مجھ کو گذرے ہوئے اور آنے والے واقعات کی خبر اور اطلاع دیتے ہیں۔ (اے منکرِ کرامات) جھگڑے سے باز آ۔

Marfat.com

مُرِيْدِيْ هِمْ وَطِبْ وَاشْطَحْ وَغَنِّیْ
وَافْعَلْ مَا تَشَآءُ فَالْاِسْمُ عَالٍ

اے میرے مرید! سرشار عشق الٰہی ہو اور خوش رہ اور بے باک ہو اور خوشی کے گیت گا اور جو چاہے کر کیونکہ میرا نام بلند ہے۔

مُرِيْدِيْ لَا تَخَفْ اَللّٰهُ رَبِّیْ
عَطَانِیْ رِفْعَةً نِلْتُ الْمَنَالِیْ

اے میرے مرید کسی سے مت ڈر۔ اللہ تعالیٰ میرا پروردگار ہے، اُس نے مجھے وہ بلندی عطا فرمائی ہے کہ جس سے میں نے اپنی مطلوبہ آرزوؤں کو پالیا ہے۔

طُبُوْلِیْ فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ دُقَّتْ
وَشَاءُوْسُ السَّعَادَةِ قَدْ بَدَا لِیْ

میرے نام کے ڈنکے زمین و آسمان میں بجائے جاتے ہیں اور نیک بختی کے نگہبان ونقیب میرے لئے ظاہر ہو رہے ہیں۔

بِلَادُ اللّٰهِ مُلْکِیْ تَحْتَ حُکْمِیْ
وَوَقْتِیْ قَبْلَ قَلْبِیْ قَدْ صَفَا لِیْ

اللہ تعالیٰ کے تمام شہر میرا مُلک ہیں اور ان پر میری حکومت ہے اور میرا وقت میرے دل کی پیدائش سے پہلے ہی صاف تھا، یعنی میری روحانی حالت میرے جسم کے پیدا ہونے سے پہلے ہی مُصفّا تھی۔

نَظَرْتُ اِلٰی بِلَادِ اللّٰهِ جَمْعًا

Marfat.com

تَقَبَّلْنِی وَلَا تَرْدُدْ سُؤَالِی

اَغِثْنِی سَیِّدِی اُنْظُرْ بِحَالِی

مجھے منظور فرمایئے اور میرا سوال رد نہ کیجئے، میری فریاد رسی کیجئے، میرے آقا! میرا حال ملاحظہ فرمایئے۔

هٰذِهٖ شَجَرَةٌ اَصْلُهَا اَصِیْلٌ وَّ فُرُوْعُهَا نَبِیْلٌ وَّحَامِلُهَا رَجُلٌ جَلِیْلٌ اَسْئَلُ اللّٰهَ تَعَالٰی اَنْ یَّرْزُقَهُ الْاِسْتِقَامَةَ بِحُرْمَةِ سَیِّدِنَا وَمُرْشِدِنَا وَهَادِیْنَا وَنَبِیِّنَا وَحَبِیْبِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاتِحِ اَقْفَالِ الْقُلُوْبِ بِذِکْرِهٖ وَکَاشِفِ اَسْتَارِ الْغُیُوْبِ بِبِرِّهٖ وَرَافِعِ اَعْلَامِ الزِّیَادَةِ لِلْقَائِمِ بِشُکْرِهٖ ۔ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ اَفْضَلِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ شَفِیْعِ الْمُذْنِبِیْنَ رَحْمَةٍ لِّلْعَالَمِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَهْلِ بَیْتِهٖ اَجْمَعِیْنَ خُصُوْصًا عَلٰی سَیِّدِنَا وَمُرْشِدِنَا وَوَالِدِهِ الشَّیْخِ سَیِّدِ عَبْدِ الْقَادِرِ الْجِیْلَانِیْ سُلْطَانِ

Marfat.com

الاَوْلِیَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ۔ اِلٰھِیْ بِجَلَالِ قِدَمِكَ وَ
بِجَمَالِ اُنْسِكَ۔ اِلٰھِیْ بِحُرْمَتِ حَبِیْبِكَ سَیِّدِ نَا
وَمُرْشِدِنَا سَیِّدِ الثَّقَلَیْنِ نَبِیِّ الْحَرَمَیْنِ اِمَامِ
الْقِبْلَتَیْنِ وَسِیْلَتِنَا فِی الدَّارَیْنِ اَحْمَدِ مُجْتَبٰی
مُحَمَّدِنِ الْمُصْطَفٰی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ
وَاَصْحَابِہٖ وَبَارَكْ وَسَلَّمَ۔ اِلٰھِیْ بِحُرْمَتِ سَیِّدِنَا
وَمُرْشِدِنَا سَیِّدِ الْفُقَرَآءِ مَظْھَرِ الْعَجَآئِبِ
وَالْغَرَآئِبِ اَسَدِ اللّٰہِ الْغَالِبْ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ
عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔
اِلٰھِیْ بِحُرْمَتِہٖ سَیِّدِنَا وَمُرْشِدِنَا سَیِّدِ شَبَاب
اَھْلِ الْجَنَّۃِ وَقُرَّۃِ اَعْیُنِ اَھْلِ السُّنَّتِ
الْاِمَامِ الْحُسَیْنِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔ اِلٰھِیْ
بِحُرْمَتِ سَیِّدِنَا وَمُرْشِدِنَا الْاِمَامِ زَیْنِ
الْعَابِدِیْنَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔ اِلٰھِیْ بِحُرْمَتِ
سَیِّدِنَا الْاِمَامِ مُحَمَّدِنِ الْبَاقِرِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

Marfat.com

الٰهی بحرمتِ سیّدنا الامام جعفر الصّادق رضی
اللّٰہ تعالیٰ عنہ ۔ الٰهی بحرمتِ سیّدنا الامام
موسیٰ الکاظم رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ ۔ الٰهی بحرمتِ
سیّدنا قبلۃ الباطن ابی الحسن الامام علیّ
الرّضا رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ ۔ الٰهی بحرمتِ
سیّدنا معروف الکرخی رحمۃ اللّٰہ علیہ ۔
الٰهی بحرمتِ سیّدنا سرّی سقطی رحمۃ
اللّٰہ علیہ ۔ الٰهی بحرمتِ سیّدنا ابی
القاسم الجنید البغدادی رحمۃ اللّٰہ علیہ
الٰهی بحرمتِ سیّدنا ابی بکر الشّبلیّ رحمۃ
اللّٰہ علیہ ۔ الٰهی بحرمتِ سیّدنا عبد الواحد
التّمیمی رحمۃ اللّٰہ علیہ ۔ الٰهی بحرمتِ
سیّدنا ابی الفرج الطّرطوسی رحمۃ اللّٰہ
علیہ ۔ الٰهی بحرمتِ سیّدنا ابی الحسن الهنکاری
رحمۃ اللّٰہ علیہ ۔ الٰهی بحرمتِ سیّدنا و مرشدنا

Marfat.com

حضرت اَبِی سعیدِ نِ المُبارکَ المَخزُومِی رحمۃ
اللہِ علیہِ اِلٰھِی بِحُرمَتِہ سَیِّدِنَا وَمُرشِدِنَا
شَیخِ الطَّرِیقَتِہ وَمَعدِنِ الشَّرِیعَتِ وَالحَقِیقَتِہ
السَّیِّدِالشَّیخ حضرت عبدِالقادِرِ الجیلانی
قُدِّسَ سِرُّہٗ النُّورَانِی رَضِیَ اللّٰہُ تعالیٰ عنہ
اِلٰھِی بِحُرمَتِ سَیِّدِنَا وَشَیخِنَا وَمُرشِدِنَا
عُمدَۃِ العَارِفِینَ زُبدَۃِ الوَاصِلِینَ قُدوَۃِ
السَّالِکِینَ اَرفَع وَاَعلیٰ حضرت الحَافِظِ لجمالِ
العِرَاقِ اَبِی بَکرِ نِ السَّیِّدِ الشَّیخِ عبدِالرَّزَّاقِ
رحمۃُ اللہِ علیہِ۔ اِلٰھِی بِحُرمَتِہ سَیِّدِنَا
اَبِی صَالِح نَصرِ رحمۃُ اللہِ علیہِ۔ اِلٰھِی بِحُرمَتِہ
سَیِّدِنَا شَہابِ الدِّینِ اَحمد رحمۃُ اللہِ
علیہِ۔ اِلٰھِی بِحُرمَتِہ شَرفِ الدِّینِ یحییٰ
رحمۃُ اللہِ علیہِ اِلٰھِی بِحُرمَتِہ سَیِّدِنَا
شَمسِ الدِّینِ مُحَمَّد رحمۃُ اللہِ علیہِ اِلٰھِی

Marfat.com

بِحُرْمَۃِ سَیِّدِنَا عَلَاءِ الدِّیْنِ عَلِیْ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ
اِلٰھِیْ بِحُرْمَۃِ سَیِّدِنَا بَدْرِ الدِّیْنِ حُسَیْنِ
رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ۔ اِلٰھِیْ بِحُرْمَۃِ سَیِّدِنَا
مُحْیِ الدِّیْنِ یَحْیٰی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ۔ اِلٰھِیْ
بِحُرْمَۃِ سَیِّدِنَا شَرَفِ الدِّیْنِ قَاسِمْ رَحْمَۃُ
اللّٰہِ عَلَیْہِ۔ اِلٰھِیْ بِحُرْمَۃِ سَیِّدِنَا شَمْسِ الدِّیْنِ
رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ۔ اِلٰھِیْ بِحُرْمَۃِ سَیِّدِنَا الشَّیْخ
مُحَمَّدْ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ۔ اِلٰھِیْ بِحُرْمَۃِ سَیِّدِنَا
فَرَجِ اللّٰہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ۔ اِلٰھِیْ بِحُرْمَۃِ سَیِّدِنَا
الشَّیْخ مَحْمُوْد رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ۔ اِلٰھِیْ بِحُرْمَۃِ
سَیِّدِنَا عَبْدِ الرَّزَّاقِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ۔ اِلٰھِیْ بِحُرْمَۃِ سَیِّدِنَا
وَاَمْدِدْنِیْ بِاِذْنِ اللّٰہِ۔ یَا حَضْرَتْ شَیْخ
مُحْیِ الدِّیْنِ فَضْلُ اللّٰہِ اَغِثْنِیْ وَاَمْدِدْنِیْ بِاِذْنِ
اللّٰہِ۔ یَا حَضْرَۃِ اَوْلِیَآءِ مُحْیِ الدِّیْنِ اَمَانُ اللّٰہِ
اَغِثْنِیْ وَاَمْدِدْنِیْ بِاِذْنِ اللّٰہِ۔ یَا حَضْرَتْ

Marfat.com

مِسْکِیْن مُحْیِ الدِّیْن نُوْرُ اللّٰہِ اَغِثْنِیْ وَاَمْدِدْنِیْ
بِاِذْنِ اللّٰہِ۔ یَاحَضْرَتْ غَوْثْ مُحْیِ الدِّیْن
قُطُبُ اللّٰہِ اَغِثْنِیْ اَمْدِدْنِیْ بِاِذْنِ اللّٰہِ یَا
حَضْرَتْ سُلْطَانْ مُحْیِ الدِّیْن سَیْفُ اللّٰہِ اَغِثْنِیْ
وَاَمْدِدْنِیْ بِاِذْنِ اللّٰہِ۔ یَا حَضْرَۃ خَواجہ مُحْیِ
الدِّیْن فَرْمَانُ اللّٰہِ اَغِثْنِیْ وَاَمْدِدْنِیْ بِاِذْنِ
اللّٰہِ۔ یَاحَضْرَتْ مَخْدُوْم مُحْیِ الدِّیْن بُرْھَانُ
اللّٰہِ اَغِثْنِیْ وَاَمْدِدْنِیْ بِاِذْنِ اللّٰہِ یَاحَضْرَتْ
دُرْوِیْش مُحْیِ الدِّیْن اٰیَۃُ اللّٰہِ اَغِثْنِیْ وَاَمْدِدْنِیْ
بِاِذْنِ اللّٰہِ وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْن وَالْمَلٰٓئِکَۃِ الْمُقَرَّبِیْنَ
اِرْحَمِ الْعَبْدَ الْفَقِیْرَ الْمُقِرَّ بِالْعِجْزِ وَالتَّقْصِیْرِ
الرَّاجِیْ عَفْوَکَ عَبْدَکَ الْمُذْنِب حَافِظ بَرْکَت عَلِیْ
قَادِرِیْ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ۔ وَاَفْقَرَ الْفُقَرَآءِ
اَحْقَرَ الْوَرٰی اَلشَّیْخ غُلَام رَسُوْل قَادِرِیْ
عُفِیَ عَنْہُ وَاَفْقَرَ الْفُقَرَاءِ اَحْقَرَ الْوَرٰے

Marfat.com

غُلام دستگیرِ قادری عفی عنہُ وارزُقنا حُبّک
وَحُبّ حبیبک وحُبّ غوثِ الثّقلین ونوّر
قُلوبنا بنُورِ معرفتک واسقِنا من کاسات
وِصالک آمین ۞ صلّی اللہُ تعالیٰ علیٰ سیّدِنا
ومولٰینا محمّدٍ وّاٰلِہٖ واصحابہٖ اجمعین ط

ذِکرِ اسماءِ السّیّد الشّیخ قُدِّس سِرُّہٗ

یا حضرت سیّد محی الدّین امرُ اللہِ اغثنی
عبدِالقادِرِ رحمۃُ اللہ علیہ۔ الٰہی بحرمتِ سیّدِنا الشّیخ
سُلطانِ رحمۃُ اللہ علیہ۔ الٰہی بحرمتِ سیّدِنا عبدالقادِرِ
رحمۃُ اللہِ علیہِ۔ الٰہی بحرمتِ سیّدِنا عبدِ اللہِ رحمۃُ
اللہِ علیہِ۔ الٰہی بحرمۃِ سیّدِنا عبدِالعزیز
رحمۃُ اللہِ علیہِ۔ الٰہی بحرمۃِ سیّدِنا الشّیخ
محمّد رحمۃُ اللہِ علیہِ الٰہی بحرمۃِ سیّدِنا
ومُرشِدِنا وھادِینا عارِفِ الکامِلِ الشّیخ

Marfat.com

السَّیِّدِ حضرت مصطفٰی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ۔
اِلٰھِیْ بِحُرْمَۃِ سَیِّدِنَا وَمُرْشِدِنَا السَّیِّدِ
بَھَاءِ الدِّیْنِ اِبْرَاھِیْم رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ۔ اِلٰھِیْ
بِحُرْمَۃِ سَیِّدِنَا وَمُرْشِدِنَا السَّیِّدِ اَحْمَدُ شَرَفِ
الدِّیْنِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ۔ اِلٰھِیْ بِحُرْمَۃِ السَّیِّدِ
شَاہ جَمَال قَادِرِی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ۔ اِلٰھِیْ
بِحَقِّ جَمِیْعِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَالْاَوْلِیَآءِ
یَاحَضْرتِمَادْشَاہ مُحْیِ الدِّیْن غَوْثُ اللّٰہِ اَغِثْنِیْ وَاَمْدِدْنِیْ
بِاِذْنِ اللّٰہِ یَاحَضْرَۃِ فَقِیْرمُحْیِ الدِّیْن مُشَاھِدُ
اللّٰہِ اَغِثْنِیْ وَاَمْدِدْنِیْ بِاِذْنِ اللّٰہِ۔

ذِکْرُ اَسْمَآءِ الْاَوْلَادِ السَّیِّدِ الشَّیْخ قُدِّسَ سِرُّہٗ

سَیِّدُنَا وَمُرْشِدُنَا الشَّیْخ اَعْلٰی حَضْرت
عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَالشَّیْخ السَّیِّدُ حَضْرت عَبْدُ الْعَزِیْز
وَالشَّیْخُ السَّیِّدُ حَضْرت عَبْدُ الْوَھَّابِ

Marfat.com

وَالشَّيْخُ السَّيِّد حَضْرَتْ عَبْدُ الْجَبَّارِ وَالشَّيْخُ
السَّيِّدُ حَضْرَةُ عَبْدُ الْغَفَّارِ وَالشَّيْخُ السَّيِّدُ
حَضْرَةُ عَبْدُ الْغَنِيْ وَالشَّيْخُ اَلسَّيِد حَضْرَة صَالِحُ
وَالشَّيْخُ اَلسَّيِّد حَضْرَةُ مُحَمَّدٌ وَالشَّيْخ السَّيِّد
حَضْرَةُ شَمْسُ الدِّيْنِ وَالشَّيْخُ اَلسَّيِّد حَضْرَةُ
اِبْرَاهِيْمَ وَالشَّيْخُ اَلسَّيِّدُ حَضْرَتْ يَحْيٰى وَهُوَ
اَصْغَرُهُمْ وَبِنْتُهُ اِسْمُهَا فَاطِمَةُ وَاُمُّهُ
اِسْمُهَا اُمُّ الْخَيْرِ اَمَةُ الْجَبَّارِ فَاطِمَةُ رِضْوَانُ
اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ ؇

اَمَّا بَعْدُ

فَاِنَّ الرَّجُلَ الصَّالِحَ الدُّرْوَيْشَ جَآءَ
اِلَيَّ وَطَلَبَ مِنِّيْ الدُّخُوْلَ فِيْ سِلْكِ الطَّرِيْقَةِ
الْقَادِرِيَّةِ وَتَلْقِيْنَ الذِّكْرِ الْقَادِرِيِّ۔ فَلَمَّا
رَاَيْتُهُ مِنَ اللَّائِقِيْنَ لِذٰلِكَ لَقَّنْتُهُ كَلِمَةَ
التَّوْحِيْدِ الشَّرِيْفِ كَمَا تَلَقَّنْتُهَا بِالسَّنَدِ

Marfat.com

عَنْ شَیْخِیْ وَمُرْشِدِیْ السَّیِّدِ بِھَاءِ الدِّیْنِ
اِبْرَاھِیْمَ الْقَادِرِیْ الْبُغْدَادِیْ کَلِیْدَار
حَضْرَتْ غَوْثُ الْاَعْظَمِ الْجِیْلَانِیْ قُدِّسَ
سِرُّہُ النُّوْرَانِیْ وَاَجَزْتُہٗ بِتَلَاوَتِھَا عَقِبَ
کُلِّ فَرِیْضَۃٍ مِائَۃً وَّسِتَّۃً وَّسِتِّیْنَ مَرَّۃً
وَّفِیْ سَائِرِ الْاَوْقَاتِ عَلٰی حَسْبِ مَا یَتَیَسَّرُ لَہٗ
فَمَنْ نَّکَثَ فَاِنَّمَا یَنْکُثُ عَلٰی نَفْسِہٖ وَمَنْ
اَوْفٰی بِمَا عَاھَدَ عَلَیْہُ اللّٰہَ فَسَیُؤْتِیْہِ
اَجْرًا عَظِیْمًاo

اَلْوِرْدُ الْقَادِرِیْ

اَلَّذِیْ یُتْلٰی بَعْدَ کُلِّ صَلٰوۃٍ مِّنْ صَلٰوٰتِ
الْخَمْسِ۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مِائَۃً وَّسِتَّۃً
وَّسِتُّوْنَ مَرَّۃً اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ
الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ
اِلَیْہِ سَبْعُوْنَ مَرَّۃً۔

Marfat.com

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ مِائَةَ مَرَّةً) سُوْرَةُ الْفَاتِحَةِ بَعْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ مَرَّةً اِلَّا بَعْدَ الْمَغْرِبِ ثَمَانِيَةً وَّعِشْرُوْنَ مَرَّةً۔

ترجمہ

ہر نماز کے بعد ۱۶۶ بار کلمہ شریف۔ ستّر بار استغفار۔ یک صد مرتبہ دُرود شریف۔ صبح ظہر۔ عصر اور عشاء کی نماز کے بعد ۱۸ مرتبہ الحمد شریف اور بعد از نماز مغرب ۲۸ بار الحمد شریف۔

Marfat.com

مسجد

خانقاہ عالیہ کی دوسری منزل پر آستانہ عالیہ سے جانب شمال قدیم چھوٹی مسجد کو شہید کر کے موجودہ نہایت عالیشان مسجد تعمیر کر دی گئی ہے۔ مسجد کا دروازہ جانب مشرق ہے۔ جس کا صدر دروازہ آہنی ہے۔ مسجد تک جانے کے لیے سڑک سے صحن مسجد تک ۲۷ سیڑھیاں ہیں۔ ایوان مسجد ۲۲×۶۲ قدم ہے۔ اندرونی اور بیرونی دیواروں پر اُبھرواں حروف میں قرآنی آیات تحریر ہیں۔ جانب شرق پانچ دروازے آہنی ہیں۔ اور جانب جنوب تین آہنی کھڑکیاں جانب غرب دو روشندان آہنی اور جانب شمال تین روشن دان آہنی ہیں۔ صحن مسجد ۴۵×۲۸ قدم ہے۔ اور جانب شمال و مشرق ویرانڈہ جات ہیں۔ شرقی ویرانڈہ میں سنگ مرمر کا فرش ہے اور وضو کرنے کے سنگ مرمر کے پائیدان۔ یہ وضو خانہ ہے۔ شمالی ویرانڈہ ۴۵×۶ قدم ہے۔ وضو خانہ ۱۷×۸ قدم ہے۔ مسجد کا صدر دروازہ جانب مشرق مسقف ہے۔ مسجد کی دیواروں کی کھدائی ½۲۲ فٹ گہرائی تک گئی ہے۔ تاکہ اس کی سنگینی اور پختگی کو تقویت رہے۔ عظیم اور بلند و بالا مینار کے لیے جگہ محفوظ کر لی گئی ہے۔ مسجد کا گنبد تعمیر ہو چکا ہے۔ مسجد کی تعمیر کا کام میاں خوشی محمد معمار ولد میاں کرم دین بصیر پور ضلع اوکاڑہ کر رہا ہے۔ فن تعمیرات کا ماہر ہے۔ اس نے خانقاہ حضرت شاہ دولا دریائی گجرات اور مسجد شادمان کالونی نمبر ۲ میں بھی اپنے کمالات کے نمونہ یادگار چھوڑے ہیں۔ اُبھرواں حروف میں اسمائے باری تعالیٰ، اسمائے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ آیت الکرسی، درود تاج اور دیگر آیات قرآنی بھی تحریر ہیں۔

مستورات کا حصّہ

یہ حصہ آستانہ عالیہ سے جانب جنوب ہے۔ اس میں چار قبور ہیں۔

۱۔ مرقد حکیم شیخ طاہر الدین نقشبندی موحد "دلروز" ۲۱ ربیع الاول ۱۳۵۹ھ مطابق ۳۰ اپریل ۱۹۴۰ء۔ شیخ طاہر الدین علامہ اقبال کے منشی تھے۔

۲۔ شیخ محمد رفیق ولد شیخ طاہر الدین یہ کسی وقت درگاہ کمیٹی کا چیئرمین تھا۔

۳۔ محمد ایوب پیراچہ ۲۸ ربیع الاول ۱۳۸۸ھ مطابق ۲۵ جون ۱۹۶۸ء۔

۴۔ حاجی شیخ احمد بخش امرتسری والد ماجد خان بہادر شیخ دین محمد ریٹائرڈ ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج۔

Marfat.com

اس حصہ میں آخر میں لنگر کے لیے کمرہ ہے۔ اور اس احاطہ میں دو قدیم وَن کے درخت بھی ہیں۔

لنگر خانہ اور سٹور

لنگر خانہ اور سٹور اسی حصہ درگاہ میں آخر میں واقع ہیں۔

اِن عمارات کی تعمیرِ نو میں بے شمار بزرگان نے حصہ لیا۔ بالخصوص چوہدری سراج دین کمبوہ والد الحاج چوہدری محمد اسلم مرحوم نے ذاتی دلچسپی سے کام کی تکمیل کی۔ مزید برآں چوہدری محمد اعظم، چوہدری محمد اکرم اور چوہدری محمد اسلم مالک چوہدری واٹر روپ فیکٹری مریدکے والے اِن عمارات کی تکمیل کے بعد اس کے حُسن زیبائش میں مزید اضافہ کر رہے ہیں۔ چوہدری محمد ہاشم ولد الحاج چوہدری محمد اسلم اور چوہدری سراج دین نے حزب الاحناف کے تعمیراتی کام میں بھی بہت تعاون کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اِن کو جزائے خیر سے نوازے۔ اُن کی رہائش ۱۰۱ - ۱۰۲ - ۱۰۳ شاہ جمال کالونی میں ہے۔

عُرس

حضرت شاہ جمالؒ کا سالانہ عرس ۱۶۸۹ء تک آمدن مکانات واراضیات کی مدّ سے ہوتا رہا۔ جب شیخ رمضانی پسر شیخ نتھو پسر فخر الدین بڑا ہوا۔ تو اس نے اپنے باپ سے کہا۔ کہ حضرت کے مزار پہ کوئی مجاور بٹھاؤ۔ تاکہ نذر آمدنی وہ لیا کرے۔ اور عرس بھی کیا کروں گا۔ چنانچہ اس نے مساۃ سوبھاں خاکروب مصلّی نومسلم کو یہاں جاروب کش مقرر کیا۔ اس کی فوتیدگی کے بعد اس کی بیٹی مساۃ کریماں

جو مسمی ہدایت اللہ سے بیاہی گئی اور اس کی لڑکی میر تقی سے منسوب ہوئی۔ ازاں بعد میر تقی جاروب کش مقرر ہوا۔ اس کے بعد اس کا فرزند میر قاسم علی، سلطان شاہ اور فتح علی شاہ بن سید احمد بن قاسم علی مجاور بنے۔

۱۸۶۵ء کے قریب اس کی سالانہ آمدنی تین سو روپے تھی۔ جمعرات کو یہاں میلہ

Marfat.com

لگتا تھا۔ اور اچھرہ کے لوگ ہندو مسلمان سب جمعرات کو اپنے مویشیوں کا دودھ چڑھاوا چڑھاتے تھے۔ قصور۔ امرتسر اور لاہور کی اکثر آبادیوں کے لوگ یہاں آتے تھے۔ اور شب باش رہتے تھے۔ لنگر تقسیم ہوتا تھا۔ اور رقص و سماع کی محافل منعقد ہوتی تھیں۔ شیخ حضرات کثرت سے یہاں آتے تھے۔ اور اپنے اپنے لڑکے لڑکیوں کے رشتے ناطے بھی یہاں ہی طے کرتے رہے۔ اس کے لیے وہ علیحدہ علیحدہ ڈیرے بناتے تھے۔ اور جب تک وہاں شیرینی تقسیم نہیں کی جاتی تھی۔ رشتہ ناطہ پختہ نہ ہوتا تھا۔ شیخ حضرات حضرت شاہ جمالؒ کا اس قدر احترام کرتے تھے۔ کہ کوئی شخص ان کی قسم نہ کھاتا تھا۔ ایک زمانے میں ایک مشہور روایت تھی۔ کہ عرس کے علاوہ کسی اور رات وہاں قیام کیا جائے۔ تو قیام کرنے والے کو تیسر دکھائی دیتا ہے۔ یہ اس زمانے کی بات ہو گی۔ جب یہاں میلوں تک کوئی آبادی نہ ہو گی۔

محکمہ اوقاف

محکمہ اوقاف نے ۱۹۶۰ء میں درگاہ حضرت شاہ جمالؒ کا چارج حسین شاہ متولیؒ و سجادہ نشین سے لیا تھا۔ سُنا ہے۔ کہ اس وقت سے لے کر آج تک لاکھوں روپیہ جو تعمیرات پر خرچ ہوا ہے۔ وہ مخیر حضرات کا کارنامہ ہے۔ محکمہ اوقاف کبھی کبھی معمولی مرمت یا عرس پر کچھ خرچ کرتا ہے۔ نیز محکمہ مذکور نے دس دکانیں اور دو دیواریں فری پرائمری سکول کی طرف والی تعمیر کرائی۔ محکمہ کا اس جگہ کوئی دفتر نہیں ہے۔

Marfat.com

حضرت شاہ جمال قادریؒ سہروردی کے مزار پُر انوار پر حاضری دینے والے اصحاب

حضرت میاں شیر محمدؒ شرقپوری
حضرت خواجہ قمرالدینؒ سیالوی
حضرت میاں شہاب الدینؒ قادری
حضرت مولانا ابوالحسناتؒ قادری
حضرت مولانا ابوالبرکاتؒ قادری
حضرت مولانا محمد یار خلیقؒ قادری
مناظرِ اسلام حضرت مولنا محمد عمرؒ اچھروی
پیر غلام دستگیر نامیؒ
حافظ فتح محمدؒ اچھروی
حضرت قاضی سلطان محمودؒ قادری اعوان
اعوان شریف
حضرت میاں محمد بخش قادری مصنف
"سیف الملوک"
حضرت سیّد دیدار علی شاہؒ قادری
حضرت حافظ برکت علیؒ قادری
حضرت سید ابراہیمؒ گیلانی بغدادی
حضرت شیخ غلام رسولؒ قادری

الحاج محمد عثمان غنی کراچی والے
الحاج سیٹھ عبدالقادر عثمان۔ لاہور
الحاج سیٹھ سلیمان داؤد بمبئی (بھارت)
السید یوسف ہاشم رفاعی سابق وزیر کویت۔

الحاج میاں بدرالدین سجادہ نشین
درگاہ حضرت داتا گنج بخشؒ
میاں جمیل احمد شرقپوری
مفتی عبدالقیوم ہزاروی
علامہ محمود احمد رضوی
میاں محمد زبیر احمد قادری ضیائی
مفتی محمد حسین نعیمی
سابق چیف جسٹس پاکستان حمود الرحمن
نوابزادہ محمد ذاکر قریشی وزیر اوقاف پنجاب
صاحبزادہ غلام دستگیر قادری سجادہ نشین
دربار حافظ برکت علی قادریؒ کوچہ غوثیہ
نیا بازار لاہور۔
چوہدری جسٹس محمد صدیق حال جج
شریعت کورٹ پاکستان
میاں اخلاق احمد ایم اے
عالم نقری ایم اے ایل ایل بی جنرل سیکرٹری
سُنی رائٹرز گلڈ۔ لاہور
حکیم محمد موسیٰ امرتسری۔ بانی مرکزی مجلس رضا لاہور
سردار علی احمد خاں۔ گارڈن ٹاؤن لاہور۔

Marfat.com

کرامات بعد از وصال

حضرت شاہ جمالؒ قادری سہروردی ایک نہایت صاحب کرامت بزرگ تھے۔ اور یہی وجہ ہے کہ آپ کا مدفن (مقبرہ) پر ہزارہا افراد حاضر ہو کر اپنی دلی مراد پاتے ہیں۔ جہاں ہزارہا آدمی آپ کی حیات میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ سے مستفید و مستفیض ہوا کرتے تھے۔ وہاں بعد از وفات بھی آپ کا فیض جاری ہے۔

۱

ایک روایت سُنی ہے۔ کہ ایک وقت یہ درگاہ اور اس کا ارد گرد نہایت ویران اور غیر محفوظ تھا۔ اُن دنوں کا واقعہ ہے کہ موضع اچھرہ کے ارائیوں کے چھکڑے وہاں کھڑے رہتے تھے۔ ایک دفعہ چور وہاں بیلوں اور سامان کو چرانے آ گئے۔ رات کا وقت تھا۔ جب وہ بیل اور سامان لے جانے لگے۔ تو اُن کو کچھ سجائی نہ دیتا تھا۔ اور وہ اندھے ہو گئے۔ چنانچہ انہوں نے توبہ کی منت مانی۔ اور پھر سب سامان وغیرہ چھوڑ کر چلے گئے۔

۲

حضرت بابا شاہ جمالؒ اکثر حضرات کو خواب میں ملتے ہیں۔ اور اُن کو ہدایات جاری کرتے ہیں۔ مسجد کے گنبد کی تعمیر سے پہلے ایک شخص کو خواب میں آ کر تعمیر گنبد کا حکم دیا تھا۔ اور پھر جس کو آپ سے ایک دفعہ عقیدت ہو جائے۔ وہ آپ کا ہی ہو کر رہ جاتا ہے۔

۳

درگاہ حضرت شاہ جمالؒ پر ایک شخص نے بیان کیا۔ کہ مُسلم ٹاؤن میں ایک حجام امام دین رہتا تھا۔ جو چل پھر کر حجامتیں بناتا تھا۔ ایک دفعہ اس درگاہ کی طرف نکل آیا۔ اس زمانہ میں یہ جگہ نہایت ویران۔ بے آباد اور اجاڑ تھی۔ اور سرکنڈوں اور گڑھوں کی کثرت تھی۔ راوی کہتا ہے۔ کہ ایک گڑھے میں حضرت شاہ جمالؒ بیٹھے تھے۔ انہوں نے جب حجام کو جاتے دیکھا۔ تو فرمایا۔ او، امام دینا۔ میرا خط بنا جا۔ جب اس نے

Marfat.com

آپ کو گڑھے میں بیٹھے دیکھا۔ تو گیا۔ اور آپ کا خط بنا دیا۔ نیز اُجرت بھی دی پھر فرمایا۔ کہاں جانے کا ارادہ ہے۔ کہا۔ سرکار کو سلام کرنے جا رہا ہوں۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ وہاں وضو کرنے کے لیے کنویں سے پانی نکال کر بوکے ضرور ڈالنا۔ حجام وہاں گیا۔ فاتحہ پڑھی۔ مگر اس کو بوکے ڈالنے یاد نہ رہے۔ دو دفعہ ایسا واقعہ ہوا۔ پھر آپ اس کو خواب میں نظر آئے اور اس امر کی تاکید کی۔ جب اُس نے ایسا کیا۔ تو اس کی مراد پوری ہو گئی۔

۴

حضرت شاہ جمالؒ کے وصال کو تیس سال گزر چکے تھے۔ کہ آپ کے روضۂ عالیہ پر ایک منہ پھٹ فقیر آیا۔ اُسے دو روٹیاں دیں گیئں۔ اس نے لانگری سے کہا۔ کہ تم عجیب آدمی ہو۔ کہ بے کفن روٹیاں دیں (یعنی بغیر سالن کے) سجادہ نشین بھی وہاں بیٹھا تھا۔ اس کے منہ سے نکلا۔ کہ اچھا تمہیں کفن بھی مل جائے گا۔ چنانچہ اُسے اسی وقت کپکپی ہوئی اور وہ وہیں مر گیا۔

۵

بیگم راؤ امتیاز علی خاں سکنہ گارڈن ٹاؤن لاہور کو جب کوئی دنیاوی مسئلہ درپیش ہوا۔ مثلاً بچیوں کے مناسب رشتہ کا مسئلہ۔ یا مکان کی ملکیت کے مقدمے۔ تو انہوں نے حاضر دربار ہو کر صرف ایک بار ہی سوال کیا۔ تو حضرت کی دعا و برکت کی وجہ سے فی الفور مسئلہ حسبِ خواہش حل ہو گیا۔

۶

سردار علی احمد خان ۸ / الفتح۔ گارڈن ٹاؤن لاہور کا بیان ہے ایک مرتبہ رات کے وقت ۱۹۶۰ء ماہ دسمبر کو نمازِ عشاء کے کوئی ایک گھنٹہ بعد میں حاضر دربار ہوا۔ اور فاتحہ خوانی کے بعد وہاں مراقب ہوا۔ وہاں پہلے سے ایک باریش بزرگ تلاوت کلام پاک کر رہا تھا۔ جب وہ کھڑا ہوا۔ تو اس کا قد غیر معمولی طور پر دراز دکھائی دیا۔ لیکن کھڑکی سے گزرتے وقت اس کا قد پانچ چھ سالہ بچے کے قد کے برابر دکھائی دیا۔ مجھ پر اس مشاہدہ سے کافی ہیبت طاری ہوئی۔ مزار شریف کے باہر نکل کر دیکھا تو وہ باریش بزرگ غائب تھا۔ اور اس کا دور دور تک نشان نہ تھا۔ میں نے اگلے روز صبح اس واقعہ کا تذکرہ حضرت حکیم محمد روح اللہ قادریؒ المتوفی ۱۹۶۷ء

Marfat.com

سے کیا۔ تو انہوں نے فرمایا۔ کہ وہ باریش بزرگ جنات میں سے کوئی ہو گا۔ اور مجھے تاکید کی کہ حضرت بابا شاہ جمالؒ اور حضرت ایشانؒ نقشبندی کے مزارات پر عشاء کے بعد حاضری نہ دیا کریں۔ کچھ اسی قسم کی کیفیت حضرت شاہ کمالؒ کے مزارِ مبارک واقع راوان پر بھی دیکھنے میں آئی۔ وہاں پر بھی اکثر مردانِ غیب اور جنات حاضری دیتے رہتے ہیں۔

۷

سردار علی احمد خاں صاحب مزید کہتے ہیں کہ بابا محمد دین اچھروی جو اب وفات پا چکے ہیں۔ حضرت بابا شاہ جمال قادری سہروردی کے آستانہ عالیہ پر لگاتار تیس برس حاضری دیتے رہے۔ بڑے نیک اور خدا رسیدہ بزرگ تھے۔ انہوں نے مجھ سے اپنے کتنے ہی مشاہدات بیان کیے۔ جن میں سے ایک یہ تھا۔ کہ انہوں نے حضرت بابا شاہ جمالؒ کے مزار کے اندر کئی مرتبہ ایک شیر ببر کو اپنی دُم سے جاروب کشی کرتے ہوئے دیکھا۔ بابا محمد دین اچھروی کو آشوب چشم ہوا اور اس کی بینائی جاتی رہی۔ بہت علاج کیے۔ لیکن وہ تقریباً تین برس تک نابینا رہے۔ ایک روز وہ اپنے حال زار پر بہت روئے۔ اور حضرت کے قدموں میں سو گئے۔ انہیں حضرت بابا شاہ جمالؒ کی زیارت ہوئی۔ اور انہوں نے محمد دین اچھروی کو اسی وقت اپنے گھر جانے کی تلقین فرمائی۔ محمد دین مذکور جونہی اُٹھے۔ تو اُن کی آنکھیں روشن تھیں۔ اور اُن کی بینائی لوٹ آئی تھی مرتے دم تک محمد دین کی بینائی قائم رہی۔ اور اُسے عینک کی حاجت نہ ہوئی۔

۸

سردار صاحب مزید بتاتے ہیں کہ

ایک دن عصر اور مغرب کے درمیان میں آستانہ عالیہ پر حاضر تھا۔ اور میرے دوست میرے ہمراہ تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ ہمارا جی چاہتا ہے کہ کھیر اور بریانی کھائیں اور میں حضرت بابا شاہ جمالؒ کو تب صاحبِ کرامت بزرگ مانیں گے کہ وہ ہم سب کو یہ دونوں چیزیں کھلانے کا بندوبست کریں۔ بمشکل پندرہ بیس منٹ گزرے ہوں گے کہ ایک شخص مٹی کی ہنڈیا میں پکی ہوئی کھیر لایا اور اس کے فوراً بعد دوسرا شخص ایک بڑے طشت میں نہایت عمدہ بریانی لے کر آیا۔ فاتحہ خوانی کے بعد ہم نے تبرکاً دونوں چیزیں لیں، لیکن لانے والوں کا اصرار تھا کہ آپ اور زیادہ کھائیں۔

Marfat.com

ترکیب ختم شریف شاہ جمال قادری رحمتہ اللہ علیہ لاہور

الحمد شریف ۱۱ مرتبہ — درود شریف ۲۹ مرتبہ
کلمہ تمجید ۲۹ مرتبہ — سورۃ الم نشرح ۲۹ مرتبہ
سورۃ مزمل ۱ مرتبہ
الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ ۲۹ مرتبہ
یاکافی ۲۹ مرتبہ — یاوھاب ۲۹ مرتبہ
یاکریم ۲۹ مرتبہ — یااللہ ۲۹ مرتبہ
سھل فسھل یاالٰھی کل صعب بحرمۃ سید الابرار ۲۹ مرتبہ
یاحضرت سلطان شیخ سید عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ ۲۹ مرتبہ
خذ بیدی شیئاً للہ یاحضرت شاہ جمال قادری عنک المدد ۲۹ مرتبہ
درود شریف ۲۹ مرتبہ — الحمد شریف ۱۱ مرتبہ
ذکر کلمہ طیبہ اور اسم ذات لاتعداد بار

مرتبہ

صاحبزادہ غلام دستگیر قادری سجادہ نشین دربار حضرت حافظ برکت علی قادری
کوچہ غوثیہ نیا بازار. لاہور۔

منقبت حضرت بابا شاہ جمال قادری سہروردی

سردار علی احمد خاں۔ جنرل مینجر
پاکستان میوچل انشورینس کمپنی لمیٹڈ لاہور

مثال خلد ہے دولت سرائے شاہ جمال
ہے نور مصطفوی سے ضیائے شاہ جمال

قدم قدم پہ ہیں عرفاں کی برکتیں حاصل
کہ خالی ہاتھ نہ جائے گدائے شاہ جمال

دریچے گوش کے سنتے ہیں مژدۂ رحمت
نبی ہے نغمۂ شیریں صدائے شاہ جمال

مدام خفتہ نصیبوں کو مژدۂ پُرکیف
سرور قلب ہے راحت سرائے شاہ جمال

Marfat.com

درِ قبول پہ پہنچی دعا سوالی کی — اُٹھا ہو ساتھ ہی دستِ دعائے شاہ جمالؒ
گزار دی جو فقیری میں جو عمر بھر ساری — رضائے حق کی تھی جو رضائے شاہ جمالؒ
مئے الست کے سرمست، تا ابھی سرشار — ہے روز و شب، اپنے رنداں صلائے شاہ جمالؒ

وہ در کہ جس پہ ہے فیضان مصطفیٰؐ حاصل
لقائے احمدِؐ مرسل، ولائے شاہِ جمالؒ

در مدح حضرت بابا شاہ جمال رحمتہ اللہ علیہ

(نتیجۂ فکر پروفیسر خالد بزمی، ایم اے، اسلامیات عربی و اردو)

عجب بزرگ تھے اسلامیوں کے شاہِ جمالؒ
انہیں نصیب تھا قرآن پر عمل میں کمال
وہ ناپ تول کی تلقین کرتے رہتے تھے
تھا اُن کے حلقۂ احباب میں فریب محال
وہ سنتِ نبوی پر بھی زور دیتے تھے
خلاف اس کے چلے کوئی، کس کی یہ تھی مجال
ولی کے حلقے سے ابلیس دور رہتا ہے
درِ خدا سے یہ ملتا ہے نیکیوں کا جلال
یہ لوگ وقف تھے اللہ و مصطفیٰؐ کے لئے
نہیں ہے آج زمانے میں کوئی اُن کی مثال
نظر میں اُن کی سدا احترام بڑھتا ہے
دلِ فگار میں آتا ہے جب بھی اُن کا خیال
اُن ایسے لوگ یہاں اب کہاں ہیں اے بزمیؔ
میرے لبوں پہ یہی اس گھڑی ہے ایک سوال

Marfat.com

حضرت بابا شاہ جمال صاحب قادری اچھرہ لاہور

شیخ امیر بخش امیر صابری

شہرہ مچا ہے فیض کا کیا شاہ جمال کا
لطف و کرم کمال ہے اس باکمال کا

دربار قادری ہے یہ سرکار قادری
منبع ہے جاری فیض کا پنج تن کے لال کا

چشم زدن میں چاہیں تو دنیا بدل دیں وہ
چرچا ہے عرش و فرش پر انکے جلال کا

چوکھٹ پہ ان کی جو بھی سوالی ہے آگیا
بھرپور کاسہ کر دیا ان کے سوال کا

اک ضرب ہو لگائی کیا غرق دندمہ
معجزنما ہے ہر قدم ان کی دھمال کا

ہر اولیا کے در پہ جو بٹتا ہے فیض عام
صدقہ یہ بٹ رہا ہے محمد کی آل کا

جو ہے امیر صابری ولیوں کا عرس مبارک
وہ خاص دن ہے ان کا خدا کے وصال کا

ماخذ

۱۔ تذکرہ "الشیخ والخدم"، (تذکرہ حسو تیلی) مصنفہ خواجہ صورت سنگھ عاقل بحوالہ پروفیسر محمد اسلم۔ پنجاب یونیورسٹی لاہور۔ مخطوطہ مولانا آزاد لائبریری علی گڑھ یونیورسٹی (بھارت)

۲۔ خلاصۃ التواریخ مصنفہ منشی سبحان رائے بٹالوی۔ اردو ترجمہ ڈاکٹر ناظر حسن زیدی لاہور

۳۔ خزینۃ الاصفیا (فارسی)، مصنفہ مفتی غلام سرور لاہوری نولکشور پریس لکھنؤ سنہ ۱۹۱۴ء

۴۔ حدیقۃ الاولیا (اردو) مؤلفہ مفتی غلام سرور لاہوری۔ بار دوم۔ المعارف لاہور سنہ ۱۹۷۶ء

۵۔ تحقیقات چشتی مصنفہ مولوی نور احمد چشتی۔ حمیدیہ اسٹیم پریس۔ لاہور۔ ۱۹۰۷ء اور ۱۹۶۴ء

۶۔ تاریخ لاہور از رائے بہادر کنہیا لال ایگزیکٹو انجنیئر۔ لاہور۔ ۱۸۸۴ء۔ مجلس ترقی ادب لاہور ۱۹۷۷ء

۷۔ ہسٹری آف لاہور مصنفہ شمس العلماء خان بہادر محمد لطیف۔ لاہور ۱۹۵۶ء اور ۱۸۹۲ء

۸۔ گنج نامہ یا گنجینۂ سروری از مفتی غلام سرور لاہوری۔ لاہور۔ ۹۔ تحفۃ الابرار

۱۰۔ سیر العارفین مصنفہ مولانا جمالیؒ قلمی نسخہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری۔ لاہور۔

۱۱۔ حدائق الحنفیہ مؤلفہ مولوی فقیر محمد جہلمی ثم لاہوری۔ نولکشور پریس لکھنؤ۔ ۱۹۰۶ء

۱۲۔ تذکرہ علمائے ہند از مولوی رحمان علی۔ اردو ترجمہ محمد ایوب قادری۔ کراچی۔ ۱۹۶۱ء

۱۳۔ تاریخ اعظمی مصنفہ خواجہ محمد اعظم۔ مطبع محمدی لاہور ۱۸۸۵ء

۱۴۔ تواریخ سیالکوٹ۔ مصنفہ عبدالصمد غلام محمد۔ لاہور۔ ۱۸۸۶ء۔ ۱۹۷۴ء

۱۵۔ خزینۃ الاصفیا مصنفہ مفتی غلام سرور لاہوری۔ اردو ترجمہ علامہ اقبال احمد فاروقی لاہور

۱۶۔ مکتوبات امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ اردو ترجمہ مولوی محمد سعید احمد نقشبندی،
مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی ۱۹۶۰ء۔

۱۷۔ حدیقۃ الاسرار فی اخبار الابرار (فارسی) مصنفہ مولوی امام بخش بن پیر بخش جام پور
ڈیرہ غازی خاں۔

۱۸۔ زبدۃ المقامات مصنفہ حضرت خواجہ محمد ہاشم کشمی۔

۱۹۔ مناقب موسوی مصنفہ مولوی جمال اللہ۔ اردو ترجمہ مولانا ابوالبرکات قادری لاہور ۱۹۶۱ء

۲۰۔ ہندوستان کی قدیم اسلامی درسگاہیں مصنفہ مولانا ابوالحسنات ندوی۔

۲۱۔ ملک العلماء ملا عبدالحکیم سیالکوٹی مصنفہ محمد دین فوق۔ لاہور۔ ۱۹۲۴ء

۲۲۔ لاہور عہد مغلیہ میں از منشی محمد دین فوق۔ لاہور۔ ۱۹۲۷ء۔

۲۳۔ تذکرۃ العلماء و مشائخ مصنفہ منشی محمد دین فوق لاہور ۱۹۲۰ء

۲۴۔ یادرفتگاں از منشی محمد دین فوق۔ لاہور۔ ۱۹۰۹ء

۲۵۔ تاریخ جلیلہ از پیر غلام دستگیر نامی۔ لاہور۔ ۱۹۳۶ء۔ ۱۹۶۰ء۔

۲۶۔ تذکرہ حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی مصنفہ نور احمد خاں فریدی۔ علماء اکیڈمی لاہور ۱۹۸۰ء۔

۲۷۔ تذکرہ اسلاف مصنفہ بہاء الحق قاسمی۔ لاہور۔ ۱۹۶۲ء

۲۸۔ مدینۃ الاولیا مصنفہ مورخ لاہور محمد دین کلیم قادری۔ لاہور۔ ۱۹۸۲ء

۲۹۔ تذکرہ صوفیائے پنجاب مؤلفہ اعجاز الحق قدوسی۔ سلمان اکیڈمی کراچی ۱۹۶۲ء

Marfat.com

۳۰: اماکن لاہور از ڈاکٹر عبداللہ چغتائی۔ لاہور۔ ۱۹۸۱ء۔

۳۱: تذکرہ اولیائے لاہور از محمد وارث کامل۔ لاہور ۱۹۶۳ء۔

۳۲: بزرگانِ لاہور، پیر غلام دستگیر نامی لاہور۔ ۱۹۶۶ء، ۱۹۸۱ء۔

۳۳: اولیائے لاہور مؤلفہ محمد لطیف ملک۔ لاہور۔ ۱۹۶۲ء۔

۳۴: مرکزِ علوم اسلامیہ لاہور اور ملا عبدالحکیم سیالکوٹی از محمد دین کلیم قادری لاہور ۱۹۷۵ء۔

۳۵: عرس اور میلے از امان اللہ خاں امان سرحدی۔ لاہور۔ ۱۹۵۹ء۔

۳۶: سرمایۂ عمر از پروفیسر محمد اسلم۔ لاہور۔ ۱۹۷۶ء۔

۳۷: جوہر تقویم مرتبہ ضیاء الدین لاہوری۔ لاہور۔ ۱۹۸۳ء۔

۳۸: رسالہ "گل خنداں"، لاہور کا بزرگانِ دین نمبر۔ لاہور۔ ۱۹۶۲ء۔

۳۹: لاہور کے اولیائے سہروردیہ مصنفہ مورخ لاہور محمد دین کلیم قادری۔ لاہور۔ ۱۹۶۹ء۔

۴۰: ذکرِ جمیل مؤلفہ مفتی محمود عالم ہاشمی۔ لاہور۔ ۱۹۷۸ء۔

۴۱: لاہور کے اولیائے چشت مصنفہ محمد دین کلیم قادری۔ لاہور۔ ۱۹۶۸ء۔

۴۲: تاریخی عمارات (قدیم لاہور مٹ رہا ہے) مصنفہ محمد جمیل خان۔ ایم۔ اے لاہور ۱۹۸۲ء

۴۳: اذکارِ نوشاہیاں۔ سید شریف احمد شرافت نوشاہی۔ لاہور۔ ۱۹۶۴ء۔

۴۴: تاریخ سیالکوٹ مصنفہ رشید نیاز۔ مکتبہ نیاز۔ سیالکوٹ ۱۹۵۸ء۔

۴۵: مقالہ "سلسلہ مجددیہ کا ایک ترک مصنف"، از ڈاکٹر ابن اللہ ویتر۔ شعبہ عربی اورنٹیل کالج لاہور۔

۴۶: شریف التواریخ جلد سوم حصہ اوّل۔ مصنفہ سید شریف احمد شرافت نوشاہی۔ لاہور ۱۹۸۳ء۔

۴۷: علمائے ہند کا شاندار ماضی از محمد میاں دیوبندی، مطبوعہ دہلی۔ ۱۹۶۳ء۔

۴۸: لاہور کے قدیم دینی مدارس مصنفہ مورخ لاہور محمد دین کلیم قادری، لاہور ۱۹۷۵ء۔

۴۹: حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا لاہور سے روحانی تعلق از محمد دین کلیم قادری لاہور۔ ۱۹۷۳ء۔

۵۰: تاریخ ارض القرآن مصنفہ علامہ سید سلیمان ندوی۔ دارالاشاعت کراچی ۱۹۷۵ء۔

۵۱: شجرہ شریف بسلسلہ خاندان عالیہ قادریہ مرتبہ حافظ برکت علی قادری لاہور۔

Marfat.com

Marfat.com

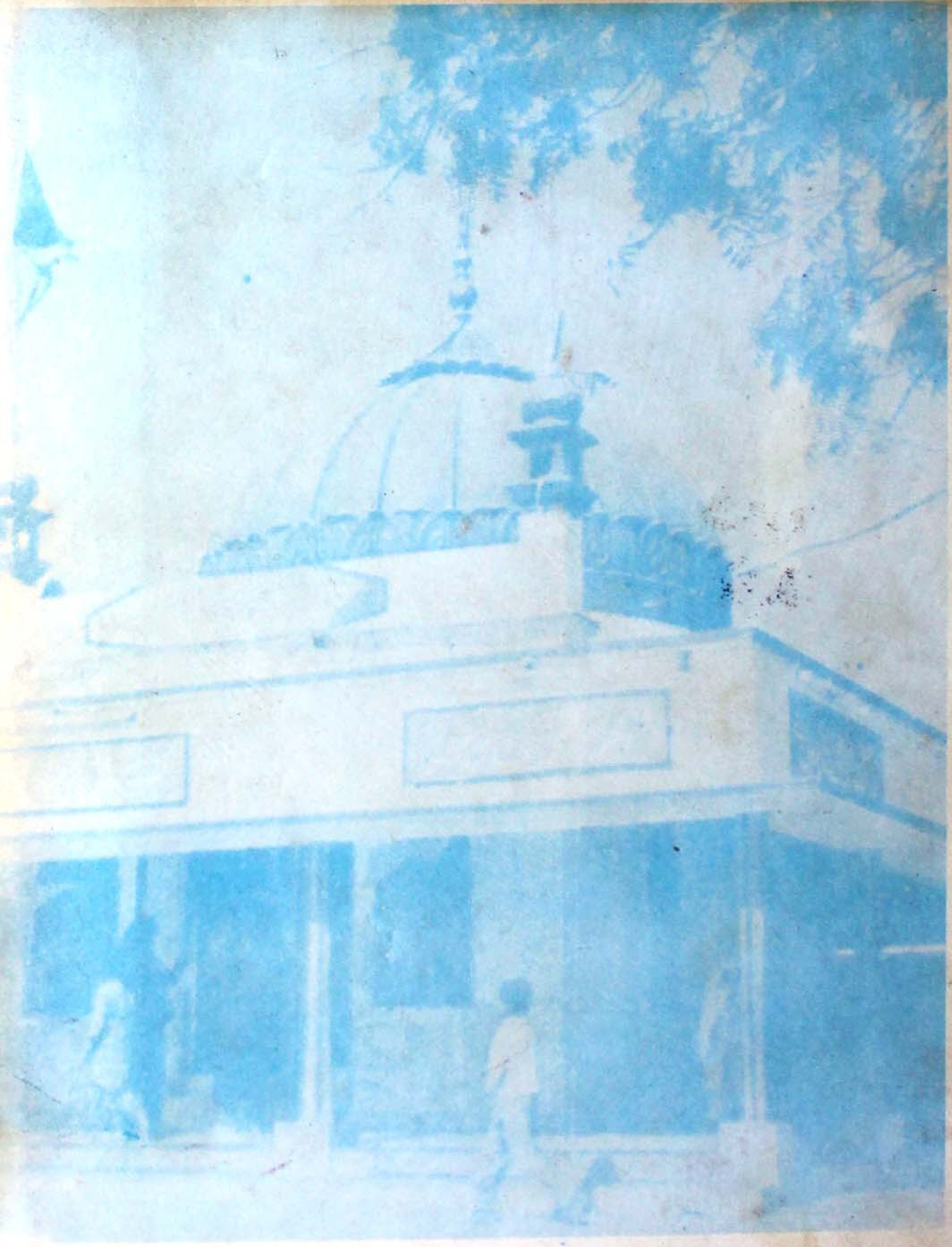

Marfat.com

تذکرہ

حضرت شاہ جمال رحمۃ اللہ تعالیٰ

مورخ لاہور محمد دین کلیم

نذیر سنز پبلشرز
۴۰۔ اے اردو بازار، لاہور

541

Marfat.com